

مولانا

علاء الحق

نومبر اسم تاریخی

ششمین شمارہ

حصہ دوم

حصہ دوم

مشہور اساتذہ کے چنے ہوئے اعلیٰ مرثیوں کا لاجواب انتخاب

جو بطرز سوز خوانی پڑھے جاتے ہیں

حسب فرمایش مالکان مطبع سیدی و کتب خانہ جلیبی

بابہ تمام شیخ ابوالقاسم مہتمم مطبع سیدی

مطبع سیدی حمید رآباد دکن

۱۳۳۱ھ

بار دوم

اعلان

کتاب ہذا دو قسم کے کاغذ پر چھپی ہے قسم اول کاغذ چمکنا اور مجلد سناں قسم دوم کاغذ کھرا اور مجلد غصہ ۱۲
دو حصہ کجائے مجلد چمکنا بلکہ کبرہ ہے حصہ اول کے ساتھ علامت خریدا جائے تو قیمت ہر دو حصہ
کاغذ چمکنا بلکہ مجلد غصہ کاغذ کبرہ سے مجلد بلوہ =

جو صاحب کسی ایک قسم سے ایکشت دس جلدیں خریدیں ان کو ایک جلد اور بیس جلد کے خریدنے کو
تین جلد مفت دی جائیگی۔ جس کتاب پر ہر طبع نہ ہو وہ مال سہروہ سمجھی جائیگی۔
تاجروں کے ساتھ خاص رعایت ہوگی جو ذریعہ خط و کتابت طے ہوگی۔

مطبع میدی

کے قیام کا خاص مقصد یہ ہے کہ پیردان حیدر کرار علیہ السلام کی خدمت بجا لاؤ اور کارہا مفوضہ خوش اسلوبی سے انجام دے کام خوشخط عمدہ جلد اور دقت پر دیا جائے۔ یا جو دایس کے بازار کے مقابلہ میں زرخ بھی کم۔ مالکان مطبع امید کرتے ہیں کہ مومنین کو کتب رقعہ جات فارم وغیرہ چھپوانکی ضرورت لاحق ہو تو مطبع سیدی کو فراموش نہیں فرمائیں گے بذریعہ خط و کتابت چھپائی کتب وغیرہ کا تصفیہ ہو سکتا ہے اور چھپنے کے بعد اصطلاح پر روانہ ہو سکتی ہے اس کے علاوہ مطبع سیدی نایاب و جدید کتب کے نشر و اشاعت کا انتظام کیا ہے اور جو مصنفین و مؤلفین بوجہ عدم استطاعت یا وجہ دیگر اپنے تصانیف کے نشر و اشاعت کا انتظام نہ کر سکتے ہوں تو مطبع بذاتے خط و کتابت کریں معاملے ہونے پر کہنی اپنے مصارف سے ان کتابوں کی نشر و اشاعت کا انتظام کریں مطبوعات مطبع سیدی جو اس وقت تک چھپ کر تیار ہوئے ہیں ذیل میں درج ہیں۔

چراغ ہدایت عقاید فقہ اعمال میں اس سے بہتر اور مقبول کوئی کتاب نہیں سکی مقبولیت کیلئے
کافی ہے کہ پانچویں بار چھپی ہے اور ملاہوں نے تہ نہ وقت ہو رہی ہے۔ قیمت کاغذ
چکنائے اعلیٰ درجہ علی مجلد علی مستم و سوم کاغذ چکنائے علی مجلد علی ۸ قسم سوم کاغذ
کمہ ۱۲ مجلد علی ۴ جام شہادت

یہ نوحہ جات شوکت حصہ اول مصنفہ عالیجناب مولوی میر کاظم علی صاحب شوکت بلگرامی یہ نوحہ جات
اس قدر مقبول ہوئے کہ بار سوم چھاپنے کی ضرورت لاحق ہوئی یہ نوحہ جگر خراش اور خاص طرز پر اور نئے قسم
کے میں ایسے نمونہ میں ۵۴ اونس اور حجم ۲۸ صغہ قیمت فی جلد ۱۰ اور مجلد ۱۰ ہے۔
ایضا حصہ دوم۔ ان نوحوں کی نسبت بس اس قدر کافی ہے کہ نقش دوم نقش اول سے بہتر ہے۔

فہرست سلام اور مشیوٹ کی

صفحہ نمبر	مطلع کا پہلا مصرع	صفحہ نمبر	مطلع کا پہلا مصرع	صفحہ نمبر
	اہل حرم میں حاضری آنا		سلام	
۱۵	۱	۱۵	۱	۱
۲۰	۲	۲۰	۲	۲
	۳		۳	۳
۲۵	۴	۲۵	۴	۴
	۵		۵	۵
۱۹	۶	۱۹	۶	۶
	۷		۷	۷
۲۳	۸	۲۳	۸	۸
۲۸	۹	۲۸	۹	۹
	۱۰		۱۰	۱۰
	۱۱		۱۱	۱۱
۲۳	۱۲	۲۳	۱۲	۱۲
۲۴	۱۳	۲۴	۱۳	۱۳
۲۵	۱۴	۲۵	۱۴	۱۴
۲۶	۱۵	۲۶	۱۵	۱۵
۲۷	۱۶	۲۷	۱۶	۱۶
۲۸	۱۷	۲۸	۱۷	۱۷
۲۹	۱۸	۲۹	۱۸	۱۸
۳۰	۱۹	۳۰	۱۹	۱۹
۳۱	۲۰	۳۱	۲۰	۲۰
۳۲	۲۱	۳۲	۲۱	۲۱
۳۳	۲۲	۳۳	۲۲	۲۲
۳۴	۲۳	۳۴	۲۳	۲۳
۳۵	۲۴	۳۵	۲۴	۲۴
۳۶	۲۵	۳۶	۲۵	۲۵
۳۷	۲۶	۳۷	۲۶	۲۶
۳۸	۲۷	۳۸	۲۷	۲۷
۳۹	۲۸	۳۹	۲۸	۲۸
۴۰	۲۹	۴۰	۲۹	۲۹
۴۱	۳۰	۴۱	۳۰	۳۰
۴۲	۳۱	۴۲	۳۱	۳۱
۴۳	۳۲	۴۳	۳۲	۳۲
۴۴	۳۳	۴۴	۳۳	۳۳
۴۵	۳۴	۴۵	۳۴	۳۴
۴۶	۳۵	۴۶	۳۵	۳۵
۴۷	۳۶	۴۷	۳۶	۳۶
۴۸	۳۷	۴۸	۳۷	۳۷
۴۹	۳۸	۴۹	۳۸	۳۸
۵۰	۳۹	۵۰	۳۹	۳۹
۵۱	۴۰	۵۱	۴۰	۴۰
۵۲	۴۱	۵۲	۴۱	۴۱
۵۳	۴۲	۵۳	۴۲	۴۲
۵۴	۴۳	۵۴	۴۳	۴۳
۵۵	۴۴	۵۵	۴۴	۴۴
۵۶	۴۵	۵۶	۴۵	۴۵
۵۷	۴۶	۵۷	۴۶	۴۶
۵۸	۴۷	۵۸	۴۷	۴۷
۵۹	۴۸	۵۹	۴۸	۴۸
۶۰	۴۹	۶۰	۴۹	۴۹
۶۱	۵۰	۶۱	۵۰	۵۰
۶۲	۵۱	۶۲	۵۱	۵۱
۶۳	۵۲	۶۳	۵۲	۵۲
۶۴	۵۳	۶۴	۵۳	۵۳
۶۵	۵۴	۶۵	۵۴	۵۴
۶۶	۵۵	۶۶	۵۵	۵۵
۶۷	۵۶	۶۷	۵۶	۵۶
۶۸	۵۷	۶۸	۵۷	۵۷
۶۹	۵۸	۶۹	۵۸	۵۸
۷۰	۵۹	۷۰	۵۹	۵۹
۷۱	۶۰	۷۱	۶۰	۶۰
۷۲	۶۱	۷۲	۶۱	۶۱
۷۳	۶۲	۷۳	۶۲	۶۲
۷۴	۶۳	۷۴	۶۳	۶۳
۷۵	۶۴	۷۵	۶۴	۶۴
۷۶	۶۵	۷۶	۶۵	۶۵
۷۷	۶۶	۷۷	۶۶	۶۶
۷۸	۶۷	۷۸	۶۷	۶۷
۷۹	۶۸	۷۹	۶۸	۶۸
۸۰	۶۹	۸۰	۶۹	۶۹
۸۱	۷۰	۸۱	۷۰	۷۰
۸۲	۷۱	۸۲	۷۱	۷۱
۸۳	۷۲	۸۳	۷۲	۷۲
۸۴	۷۳	۸۴	۷۳	۷۳
۸۵	۷۴	۸۵	۷۴	۷۴
۸۶	۷۵	۸۶	۷۵	۷۵
۸۷	۷۶	۸۷	۷۶	۷۶
۸۸	۷۷	۸۸	۷۷	۷۷
۸۹	۷۸	۸۹	۷۸	۷۸
۹۰	۷۹	۹۰	۷۹	۷۹
۹۱	۸۰	۹۱	۸۰	۸۰
۹۲	۸۱	۹۲	۸۱	۸۱
۹۳	۸۲	۹۳	۸۲	۸۲
۹۴	۸۳	۹۴	۸۳	۸۳
۹۵	۸۴	۹۵	۸۴	۸۴
۹۶	۸۵	۹۶	۸۵	۸۵
۹۷	۸۶	۹۷	۸۶	۸۶
۹۸	۸۷	۹۸	۸۷	۸۷
۹۹	۸۸	۹۹	۸۸	۸۸
۱۰۰	۸۹	۱۰۰	۸۹	۸۹

صفحہ نمبر	صفحہ نمبر	مطلع کا پہلا مصرع	مطلع کا پہلا مصرع	صفحہ نمبر	صفحہ نمبر
۱۲	۲۵	آمد حرم شاہ کی دربار میں ہے	۲۸	۲۱	۱۳۳
۱۳	۲۱	جب اہل حرم شام کے باز آئیں آئے	۲۹	۲۱	۱۳۴
۱۴	۱۲	عزیز حادثہ تو ظلم دکھاتا ہے	۳۰	۱۹	۱۳۵
۱۵	۱۸	جنگ دربار میں ناموس پھیر آئے	۳۱	۱۵	۱۳۶
		ملقات ہند			
۱۶	۲۴	یہ شخص نے بہ فرق شاہیں پایا	۳۲	۱۵	۱۳۷
۱۷	۲۵	چرخ زبردستی کی دو رنگی کھوں میں کیا	۳۳	۱۳	۱۳۸
۱۸	۲۹	بہ بنی ہند کے آنیکی طہر زینت ہے	۳۴	۲۰	۱۳۹
۱۹	۱۸	زنداں کی طرف ہند کے آنیکی خبر ہے	۳۵	۲۰	۱۴۰
۲۰	۱۸	قیقہ نامہ میں ظالم ہے کہ ہند آتی ہے	۳۶	۲۰	۱۴۱
۲۱	۱۹	ناموس نہی آئے جو زندانِ بلا میں	۳۷	۲۰	۱۴۲
		حال زندانِ ملاقات حضرت سکینہؑ			
۲۲	۱۵	جسم اسیر عترتِ مشک کٹا ہوئی	۳۸	۲۰	۱۴۳
۲۳	۲۵	ناٹہ و ناکِ شام میں جسم گندہ ہوا	۳۹	۲۰	۱۴۴
۲۴	۲۲	زنداں میں اہل بیت پیرا سیر ہیں	۴۰	۲۰	۱۴۵
۲۵	۱۸	انساں کیلئے قیدِ ہلاکت کا سبب ہے	۴۱	۲۰	۱۴۶
۲۶	۱۹	جب گل ہوا چراغِ حرم قیدِ شام میں	۴۲	۲۰	۱۴۷
۲۷	۱۹	جب داغِ بیکسی نہ سکینہ اٹھا سکی	۴۳	۲۰	۱۴۸
		بالنہ			

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



ہلال محرم جب تک شمشیر ماتم بن کر آسمان کے دل کو شفق سے خون کر رہا کہ
شہیدانِ کربلا کے خونِ ناحق کا رنگ اپنا اثر دکھاتا جائیگا اور جس وقت تک
ہندوستان میں اردو زبان باقی ہے۔ یہ مرثیے اپنی خدا داد تاثیر سے دلوں کو
لکڑے کرتے رہیں گے۔

یہ مجموعہ ہلال محرم کا حصہ دوم ہے جس میں مشہور اساتذہ کے اور خصوص
مرزا دبیر اور میر انیس اعلیٰ الشہ مقام ہما کے منتخب اور لاجواب مرثیے
ہیں جو بہ طرزِ سوز و غانی پڑھے جاتے ہیں اکیس واقعات بعد شہادت اور حال
راہِ کوفہ و شام و دربارِ وقید خانہ و وفاتِ جناب سید علیہ السلام اور
ربانی اہل بیت و درودِ مقتل شہداء و بیانِ چہلم و واپسی مدینہ طاہرہ وغیر
کے اعلیٰ سے اعلیٰ مرثیے بترتیب درج ہیں اور صحت و طبع میں حتی الامکان

کوشش لگائی ہے۔

امید ہے کہ غراواران حضرت سید الشہداء علیہ السلام اسکو پسند فرمائیں گے
اور اسکے ذریعہ سے ثواب کے حساب چال کریں گے زیادہ التماس دعا

خاکہ

مرا کاظم علی
انسبہ

جس مصع پر مرثیہ کی اسطرح کا نشان (کو) بنا ہوا ہو وہاں بازو دار
جواب ہیں علاوہ اسکے جواب دینے کے مقام کا تعین ذکر کے امتیاز
پر موقوف ہے

نوٹ چونکہ طبع اول میں یہ نشان نہیں تھے اسلئے جراثید عاجزین جہاں مرثیہ خان سے جملہ نشان بنوائے گئے تاکہ

اعلان

یہ ظاہر ہے کہ علم اخلاق کی بزرگی تمام علوم سے زیادہ ہے کیونکہ اسکے حصول سے انسان تہ
حیوان سے ہر تہ بالا کہتا ہے اور اسکے ترک میں ہلاکت اور اسکی تہذیب میں حصول تمدن
کے علاوہ نجات آخرت ہی بلکہ جہاں سے نبی صلعم کے بعثت کی غرض کلی اسی علم کے سیکھنے پر
مبنی اور اسکا حصول ہر شخص پر قدر و تعداد و حسب مبنی ہے اسی علم میں منجملہ اولیاء علماء حاجی ملا
احمد الزرقانی طباطبائی شریف کی مشہور و معروف کتاب مطالب معراج مادہ زبان فارسی میں اسکا ترجمہ
عالیجناب مولانا مولوی میر محمد علی صاحب دکن نے عام فہم اردو میں کر کے اسکا نام عروج السار رکھا اور لکھا کہ کثرت حجم و کثرت
طبع دونوں پر عقیم کیا جسکا ابتدائی بارے طبع میں زیر طبع اور اخیر النظم وادجہ کا کاغذ پر لکھا ہے صحت لاگت اور کثرت



۱	جز نختن کسی سے تو لانه چاہئے	غیر از خدا کسی کا بھروسہ نہ چاہئے
۲	اک در پہ پیٹھ گرے تو کل کریم پر	اللہ کے فقیر کو پھیرا نہ چاہئے
۳	تکرا کیا ہے زندگی مستعار میں	اے موت بار بار تقاضا نہ چاہئے
۴	راحت خدا نے دی تو کیا تو نے شکر گ	ایذا بھی چار دن ہو تو شکوہ نہ چاہئے
۵	کھانے کو رزق رہنے کو گھر اور محل عجا	دنیا میں ایک جان کو کیا کیا نہ چاہئے
۶	صغرائے شاہ دیں کو لکھا خط تو بھیجئے	گر چاہتے نہیں ہمیں اچھا نہ چاہئے
۷	دو بیٹیاں تو پاس میں اک جاں بلبل	میں سچ کہوں یہ آپ کو بایا نہ چاہئے
۸	فرقت ہی تو کو نسی پھر زندگی کی شکل	بیمار پر عتاب سیحانہ چاہئے

کہتے تھے فاطمہ علی گھر میں ہو جو دو	۹	خالی کبھی فقیر کو پھیرا نہ چاہے
کپڑے سفید پہنے جو قاسم تو بولیاں	۱۰	اتنی بھی سادگی نہ دو لہا نہ چاہے
دولہا نے عرض کی کہ اہل ہر گاہ کا	۱۱	چہرے پہ مرنے والوں کے سحر نہ چاہے
کہتی تھی فتنہ شام میں بازار یو ہٹو	۱۲	آل سول پرستم ایسا نہ چاہے
یہ کون بچیاں ہیں تمہیں کچھ خبریں	۱۳	زہر کی بیٹیوں کا تماشا نہ چاہے
کہتا تھا شمر حادیں انڈو کی چھیں لو	۱۴	ایسے گناہ گاروں کو پروا نہ چاہے
مقد چراغ داغ سے روشن ہے ایں	۱۵	شب کو لکیلے گھر میں اندھیرا نہ چاہے

سلام (۲)

واجب رحم تھے زندان کے سزاوار نہ تھے	۱	بحرئی اہل حرم قابل دربار نہ تھے
تیرا صغیر کو جو مارا تو کہا روڑے	۲	ہم گنہگار تھے بچے تو گنہگار تھے
کہا زہر افلاک میں نے ستایا تھا کے	۳	میرے بچے تو اس آفت کے سزاوار نہ تھے
بد ہیمنہ خموشی پہنے ہوئے تھے ابن حسن	۴	کیا ہوا پھولوں کے گردن میں اگر بار نہ تھے
شب کے دستوں چھری کھلے کہا ظالم	۵	ہم نے سطح کے دیکھے در شہار نہ تھے
گل سے تلوؤں کا عابد کے ہوا تھا ہوا	۶	کو نہ اچھا لا تھا وہ جس میں دو خار نہ تھے
گر مسیح دو جہاں کا ہوا فضال انیس	۷	اچھے یوں ہو گئے جیسے کبھی بیمار نہ تھے

سلام (۳۳)

- | | | | |
|---|------------------------------------|---|--------------------------------------|
| ۱ | مصرف بکا جو غم و سر میں نہیں ہے | ۱ | اے مجرئی خلد اس کے مقدر میں نہیں ہے |
| ۲ | ہے خانہ کعبہ بھی اسی غم سے یہ پوش | ۲ | ما تم مہلک لوم کا کس گھر میں نہیں ہے |
| ۳ | زینبؓ کہا مجھ کو بے پردہ کر کے شہر | ۳ | پیوند سوا کچھ میری چادر میں نہیں ہے |
| ۴ | اکی یہ نہ امشک کو جب بھر چکے عیاں | ۴ | یہ پانی سکینہ کے مقدر میں نہیں ہے |
| ۵ | یہ خشک تھا حضرت کا گلستا قاتل | ۵ | خون کا کہیں وہ بے سیر غم میں نہیں ہے |
| ۶ | اے انس جہ دل حب علیؑ میں نہیں ہے | ۶ | اوس شخص کا حصہ مٹی کوثر میں نہیں ہے |

سلام (۳۴)

- | | | | |
|---|--------------------------------------|---|---------------------------------------|
| ۱ | مجرئی قحط آب بھی تھا اور غذائے تھی | ۱ | پر بے حواس جنگ میں فوج خدا نہ تھی |
| ۲ | مجرئی کیا غضب کسی کو حیا نہ تھی | ۲ | بلو میں اہل بیت کے سر پر روانہ تھی |
| ۳ | لیکر دائیں ناریوں نے گھر جلا دیا | ۳ | میوؤں کے واسطے کہیں چھپنے کو جانہ تھی |
| ۴ | سو بھی زبان کھانے پہ ظالم نے لدا تیر | ۴ | بانو کے شیر خوار کی یارب طمانہ تھی |
| ۵ | بولی سکینہ بوند نہ دی میرے سقہ کو | ۵ | کیوں آفرات مجھ میں وادھی کی یاد تھی |
| ۶ | ہے وہ چوب سید کے لالہ حسین | ۶ | بیرحم کو یہ سسٹ رازی روانہ تھی |

۷	زندان میں آئی خواب میں نبی کے یوں کے بتول	۷	ماتھا بھرا تھا خونے سر پر روانہ تھی
۸	زمین پکاری کس کے لہو سے حسین کے لال	۸	تم پر تو آفت سفا کر بلا نہ تھی
۹	زمین سے بولی فاطمہ کچھ یاد تو کرو	۹	کس دکھ میں کس جگہ میں شریک کا تھی
۱۰	اشتر سے تو گری تھی جو مرد پہ بھائی کے	۱۰	کیا بال کھولے لاش پہ خیر انسانہ تھی
۱۱	شراب سے تابہاریہ ورنے تانہ شام	۱۱	زمین حسین کے کہیں نہ ہر جدانہ تھی
۱۲	چھوڑ آئی میرے بچے کو جنگل میں کفن	۱۲	قابل کفن کے لاش مسافر کی کیا نہ تھی
۱۳	زمین نے عرض کی کہ میں کفنائی کسطح	۱۳	اماں خدا گواہ کہ سر پر روانہ تھی
۱۴	اس سال بھی نجف کا ارادہ تھا اوں سیر	۱۴	پر رہ گئے رطب کے کہ قسمت سدانہ تھی

سلام (۵)

۱	ہے سلام اس پہ جو کہتی تھی مرہیر حسین	۱	ننگے سرش پہ تھی ہمیشہ حسین
۲	بیڑیاں لوج ہے کی پہنے ہو وہ جاتا ہے	۲	جس نے منت کی بھی پہنی نہ تھی مرہیر حسین
۳	حیف تیرو نے جگر آپ کا غریب ہوا	۳	مرے سینے سے ہوا پار نہ اک تیر حسین
۴	تم کفن کیلئے محتاج میں حادر کے لئے	۴	وہ نصیب آکا اور یہ مری تقدیر حسین
۵	کوئی پیاروں ہوی کہتا ہے مجھ کوئی سیر	۵	ہائے اب ہو گئی زمین کی یہ تو قیر حسین
۶	ایک دن وہ تھا گری سر سے جو میر چادر	۶	نکلا گردوں پہنہ خورشید جیا نکیر حسین

۷	ایک دن یہ ہے کہ بلوچ میں ولا ہیں	سیر چادر بھی نہیں کیا کروں تیر حسین
۸	دودھ اتر ہے پلائے کسے بانوئے خیز	انکی گود میں مارا گیا بے شیر حسین
۹	شمر نے رونے پہ بچی کو طائے مارے	کس کے مذہب میں ہر روئی کی یہ تقدیر حسین
۱۰	قتل گہ سے مجھے بیرحم لئے جاتے ہیں	لاش پر رہنے کی کوئی نہیں تیر حسین
۱۱	لو تھیں ضامنی شاہ ولایت میں دیا	شام کو جاتی ہے مقتل سے یہ ہمیشہ حسین
۱۲	انی آواز خدا حافظ و ناصر زینب	جاؤ ہر حال میں تاج تقدیر حسین

سلام (۶)

۱	نام پر شاہ کے پانی جو پلا دیتے ہیں	میر کو شراو نہیں مہربانی دے دیتے ہیں
۲	قتل اکبر سا پس ہوتا ہر شہ کرتے ہیں شکر	صلیر انوب کو شبیر جلا دیتے ہیں
۳	فاطمہ کہتی تھی دنیا میں یہ آباد ہیں	شہ کا پر سبکھے سب اہل عزاد ہیں
۴	چشم سجاد اگر صنف سے ہو جاتی ہند	اشقیہ پاؤں کی زنجیر ملا دیتی ہیں
۵	فوج شبیر کو کرتا ہے لعین خنجر سے	بوسے حلقوم پہ محبوب خدا دیتی ہیں
۶	کہتی تھی روکے سکیں کہ ہمیں قید کیا	لوگ نے مذاں سے یتیموں کو چھڑا دیتی ہیں
۷	پوچھتا ہے جو کوئی کس نے کمر کو توڑا	شاہ عباس کے لاشہ کو دکھا دیتے ہیں
۸	کیا سخی ہیں شہر وین شش امت کیلئے	جان بھی دیتے ہیں رگم بھی لٹا دیتی ہیں

خواب میں آن کے عابد سے یہ فرمایا کہ	۹	کہو بیٹا تمہیں ملعون وادستے ہیں
مرض عابد نے یہ کی مانگتا ہوں چانی	۱۰	مجھ کو دکھلا کے تم گارہا دیتے ہیں
یہ سلام شدہ مظلوم کہا خوب فیر	۱۱	دیکھو ان نعام میں مولا مجھے کیا دیتی ہیں

سلام (۷)

باتے ہیں اکبر سلامی قتل ہو گئے کیلئے	۱	آرزوئیں ساتھ ہیں لاشہ یہ رو کیلئے
کہتا تھا حرج ہے میرا قبیلہ میں کس طرف	۲	کافروں کا ساتھ دوں یا ان کے بچے کیلئے
رو کے شہدے تھے زمین قتل اکبر ہو گئے	۳	باپ ندوہ کیلئے گورے کیلئے
ہم تھا سورو کو دکھلا کر سناں ابن سن	۴	ہے یہ چھپی قلب اکبر میں چھوٹے کیلئے
تہ پر جاتے ہیں عاصجی کس شان سے	۵	بحر خون میں فوج کی کشتی ڈبوئے کیلئے
بولی بانو گھٹینوں بھی چل نہیں سکتے تھوڑے	۶	کس طرح ہنسنے کے قدم میں سوئے کیلئے
نما کہ ان دہرے اک کھیل لے طفلانہ	۷	جان کیوں تیا ہے مٹی کے کھدوئے کیلئے
کھل میں خنداں و شبنم اشک یزاسن باغیں	۸	کوئی ہنسنے کیلئے ہے کوئی روئے کیلئے
کہتی تھی زہرا کہ چلی سیر میری جاں	۹	میں نے پالا تھا تمہیں پال ہوئے کیلئے
گریہ وقت ولادت کے یہ ظاہر ہو گیا	۱۰	ادھی پدا ہوا دنیا میں وئے کیلئے
اکبر پر اشک غار و مال میں ہر گے ہیں	۱۱	فاطمہ آئی ہیں یہ موتی پر وئے کیلئے

رونے والا سید ظلوم کا مٹا ہوا جب	۱۲	فاطمہ فردوس کے آتی ہیں روتے کیلئے
کیا لحد کا حال ہے چھپتا ہے صفی	۱۳	اوپر سے کو خاک مٹی ہے بچھو لئے کیلئے

سلام (۸)

مجلس غم میں جو رو کیلئے آتے ہیں	۱	گلشن خلد بریں اس کا صلہ پاتے ہیں
محسن احمد و زہرا ہے عزادار حسین	۲	صادق آل محمد ہی فرماتے ہیں
بے خطا تیرے مارا گیا معصوم صغیر	۳	آج تک گوشہ کماؤنگے یہ چکا ہیں
رج جاتی ہے قضا گو میں نے کیلئے	۴	شاہ بے شیر کو خیمہ سے لئے آتے ہیں
نہر سے لاتے ہیں عباس دلاور پانی	۵	کہہ کے یہ اہل حرم بچو نکو بیلا تے
کرتی ہے بیاہ کا ارماں جیسا م لیل	۶	شاد اکبر کی طرف دیکھ کے رہ جاتے ہیں
جو محب جاتے ہیں حضرت کی زیارت کیلئے	۷	پیشوا کی کو علمدار حسین آتے ہیں
کر بلا جاؤ رد خلد کے جو یا ہو اگر	۸	اسی رستہ سے تو جنت کا پتا پاتے ہیں
رو کے کہتی تھی سکینہ کہ ستارے میں مجھے	۹	لوگ دنیا میں مہتمیوں پہ ترس کھاتے ہیں
دشت قبر کا کچھ ہم کو نہیں ہے ڈھنگا	۱۰	صوف خاک شفا ساتھ لئے جاتے ہیں
پشت سجاد پہ ہو جاتے ہیں کچھ تازہ خمر	۱۱	چلتے چلتے جو ذرا اراد میں تھم جاتے ہیں
کہا بانو نے کہ اک سال بھی صغیر نہ جئے	۱۲	بلوغ کے پھول بھی در در میں جھک جاتے ہیں

۱۳	رنگ بیٹے کی صدا آتی ہے آؤ بابا	ٹھو کریں کھاتے ہوئے سبط بنی جاتیں
۱۴	اس قہر چورہیز خنوں نے حسین مظلوم	تیر بھی کانپتے حضرت کی طرف آتے ہیں
۱۵	کس کے دربار کی ہر شام میں یہ آراش	کس کا سر لاتے ہیں اور کون ہیرا ہے
۱۶	اے صفی لائق عبرت ہر بخیلوں کا مال	جب اجل ہوتی ہے یہاں یہ مرجا ہے

سلام (۹)

۱	مرتے تھے حملہ جو لیکر تیغ و شمشیر	بے سرو پا سینکڑوں ہو جاتے ہیرا تھیں
۲	وصف حیدر میں جو کوئی بیت نگیں کی رقم	گلشن خلدیریں کا اگیا گھر ماتھے میں
۳	کان و دریا کف معجز نماے مصطفیٰ	ہو گئے ہیں سنگرزے لعل و گوہر ماتھے میں
۴	کر نظر انجام پر عبرت سے اے غافل ذرا	نقد حسرت لیکے جاتا ہے سکندر ماتھے میں
۵	حشر میں کس شاہ کے آتے ہیں شاہ کر بلا	لاش اصغر گود میں فرق منور ماتھے میں
۶	عید کے دن چڑھکے پشت احمد مختار پر	تھام لی سبطین نے زلف پیر ماتھے میں
۷	کشتی آل محمد کے ہیں عابد ناخدا	طوق کا تھامے ہو جاتی ہیں سنگر ماتھے میں
۸	نہر سے عبا میں جب لیکر چھ مشک و علم	اگیا قبضہ میں طوبیٰ اور کوثر ماتھے میں
۹	غل ہوا باز دے پیغمبر کی قوت دھینا	لے لیا بٹ ست حق نے باب خیر ماتھے میں
۱۰	واہ رے فیض ثنائے گیسو سبط بنی	اگیا رشتہ رحمت سرا سر ماتھے میں

۱۱	قتل سرور کیلئے جاتا ہے شمر اس طرح سے	پاؤں میں بیدیں کے مورے ہیں خنجر ہاتھ میں
۱۲	تخت پر بیٹھا ہی تخت سے زید بڈل	شیشہ مٹے سامنے رکھا ہے ساغر ہاتھ میں
۱۳	کہتے تھے عابد مظلوم کی ہی کیا خطا	شامیوں واسیلے لیتے ہو پتھر ہاتھ میں
۱۴	اے صفی یہ نفس مار رہا ہے مارا نہیں	ہاں بائے رکھو اب اس مومن کا ہاتھ میں

سلام (۱۰)

۱	اربعین کے سو گوار و الوداع	آخری مجلس ہے پیار و الوداع
۲	خاتمہ بالآخر چہلم کا ہوا	الوداع لے آئے شکیب و الوداع
۳	اکبر و اصغر علی کی ضامنی	نوجوان و شیر خوار و الوداع
۴	کہتے تھے گنج شہیداں پر حرم	فاطمہ زہرا کے پیار و الوداع
۵	کر بلا کی خاک کو سونپا تمہیں	عرش اعظم کے ستار و الوداع
۶	نجیب و مرہم نہ زخموں کا ہوا	مرتضیٰ کے رشتہ دار و الوداع
۷	قبر پر بیٹوں کی زینب نے کہا	ماں وطن جاتی ہی پیار و الوداع
۸	دست سونا پاس بستی بھی نہیں	بے دیار و بے مزار و الوداع
۹	سکر کہیں لاشہ کہیں قبریں کہیں	بے مکان و بے دیار و الوداع
۱۰	قبر سے آواز دیتے ہیں حسین	لو بہن زینب سدھار و الوداع
۱۱	مومنو اب غم بھی مانند دیکھو	روڈ بیٹو اور پکار و الوداع



لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ يَا أَمَّ الْعَالَمِينَ عَلَى الشَّهِيدِ بْنِ مُحَمَّدٍ يَا تَائِبٌ دُكْرُ قَفُورٍ قُورًا عَالِيًا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

جیسے ہلا میں شہرت ہمارے کی	یہ سب اس امداد کی
اور بارگاہ حیدر کرارٹ گئی	بالکل حسین بیاسے کی کارٹ گئی

بیداد شکر عمرنا بکار سے
سادات نکلے خمیت سے زہرا سے

مقتل کے سامنے حرم قاکے گر پڑے	اور پہلوؤں میں کچے بھی آگے گر پڑے
اک جہا تار سے خاک پذیر آگے گر پڑے	عابد و فخر ضعف سے تھرا آگے گر پڑے

ایمانہ کو عی غش سے اٹھانے کی واسطے
زنجیر لایا شہر پہنانے کے واسطے

عابد نے غش میں نام جو رنجیر کاٹنا رنجیر طوق دیکھ کے بیمار نے کہا	۳	ناطاقتی میں دوست چہرہ پر دم واکیا کیوں منصفو یہی ہے بیمار درو کی
یار و نا توان ہوں ورتشہ کام ہوں یار و امام زادہ ہوں ورخود امام ہوں		
پہناتے ہیں جو بیڑیاں میری خطا ہے کیا سمجھ میں تہکڑی کے پہننے کا مدعا	۴	ہاں بابا قتل ہو گئے میں نہ رہ گیا عباس کی طرح نہ کٹے ماتھے کیوں ہلا
صغریٰ طرح خلق نہ زخمی ہوا میرا بے رسیان طوق کے قابل نکلا میرا		
عابد کے سمت رو چلی بنت مرثی لیکن گلے کے بندھنے سے دم ہو چکا تھا	۵	دیکھا کہ قید ہو چکا ہے وہ شکستہ پیا بولی بھتیجے تیری سیری پہ میں فدا
تھام تمھیں نہ تیغ سے میرا گلا ملا اب خوش ہو کہ ورثہ شیر خدا ملا		
بیمار سے یہ کہہ رہی تھی بنت مرثی باندھو رسن کے بازوئے اولاد مصطفیٰ	۶	اتنے میں فوج سے عمر سعد نے کہا لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے
پر شہر بے حیا سوزینٹ واں ہوا پھر فاطمہ کی آل میں عشر عیاں ہوا		

<p>لیکر سن قریب جو آیا وہ بد صفات منہ کر کے قتل گاہ کی جانب کہی بات</p>	<p>غیرت کا پنی خواہر شبیر نیک ذات لے بھائی دیکھو باندھنا شرمیرا</p>
<p>فریاد رسیان اب آئی میرے لئے اتھوئے سر نہ پٹنے پائی ترے لئے</p>	
<p>القصر لٹ گئے حرم سبط اسطی پیدا ہوئی یہ لاش عباس سے صدا</p>	<p>مقتل کے سمت آئے کو قافلہ چلا سیدانیو بھتیجی سے شرمندہ ہے عجا</p>
<p>مقتل میں رو کے پھر میرے رونیکو آئو سے کی لاش سر نہ سکینہ کو لائو</p>	
<p>تا کہ سنی سکینہ نے لاش کی یہ صدا لے اماں ٹھونڈ بول رہی ہیں کہیں عجا</p>	<p>چاروں طرف نگاہ کی در رکھ کر یہ کہا لے ہیں میرا نام میں اس پیار کے خدا</p>
<p>تم قتل گاہ کو جاؤ میں دیریا کو جاؤ نگہی سب روئیں گی میاں میں وہاں خال راوی</p>	
<p>پھر ننھے ننھے بچے بولے ہنک خفا میرے چچا کے رونیکو چلتے ہو تو چلو</p>	<p>ہم جھولیو خدا کے لئے میرا ساتھ دو رو کر چھی چکاری کہ مجھ کو بھی ساتھ لو</p>
<p>مقتل میں وہیں سب شہرہ کے لئے ہم تم سر اپنا پیش علماء کے لئے</p>	

یہ سنتے ہی سکینہ نے تھا ماحی کا ہاتھ زینب کے گرد تھے دم شاد نیکذا	۱۱	اور ننھے ننھے بچے چلے اسکے ساتھ ساتھ اک غول قتلگہ کو چلا اک سو فرات
اس قافلہ کے روح علی مٹوا ہوئی یاں ساتھ بال کھولے خیر النساء ہوئی		
پہنچی سکینہ لاش پہ جدم لب فرات اور سر پر ہاتھ بچوں نے بھی رکھے اسکے ساتھ	۱۲	مجرے کو دور سے جھکی کھکھریں یہ ہاتھ بولی سکینہ العطش اس عم نیکذا
لیکر بلائیں مریخی بھروہ لپٹ گئی سقتے کی لاش شرم کے مار الٹ گئی		
سنہ رکھ لپٹ لاش پہ پناوہ بدحواس سقبہ بھی پاس پانی بھی پاس امیں بھی پاس	۱۳	کہتی تھی کیا غضب ہو کہ اب بھی بچہ پیا کہہ نہیے ہاتھ جوڑ کے کرتی تھی التماس
کیا پانی پی لیا ہے جو روپوش ہوتے میں صدمہ تے چشم زخم سے کیوں خون ہوتے		
اس حرف کا ہوا تن بے روح کو یہ غم کرنے لگا خطاب یہ وریاست دم بدم	۱۴	ایک ایک عضو کانپ گیا سر سے تا قدم نہر فرات تجھ کو مری پیاس کی قسم
شرمندہ ہوں میں خستہ شاہ دینہ سے پانی اگر پیا ہو تو کہہ دے سکینہ سے		

تنب نہر حلقہ سے مذاائی آد آد
 ۱۴ حاشا جو کی ہو پانی پہ غیب سے بھی نکلا
 پیاسا مواسکینہ کا سقہ خدا گواہ
 اے لاڈلی حسین کی محبوبہ اللہ

اب تک تمہارے سقہ نہ لب کیا ہیں

کوثر کا پانی لائے تھے حیدر پیا نہیں

زینب لب فرات گئی سب کے ساتھ
 ۱۵ ہے مرد کے گلے میں ٹپے چھو چھوٹے
 دیکھا چچا کی لاش پیش ہو وہ نیک
 سب سے بہت پکارا اگر اسنے کی نہ بات

بانو پکاری یوں تو یہ نکمیں نہ کہو لگی

عباس کی قسم اسے دو گے تو بولیگی

شانہ ہلا ہلا کے یہ چلا میں بی بیاں
 ۱۶ اے بی بی اکھیں کھولو کہہ ہی بیقرار
 عباس کی قسم تمہیں بولو سکینہ جاں
 آتش و سریش کے نیزے پہ میں واں

اکھوں کو کھولا سب کی طرف اک نکلا کی

پھر لاش سے لپٹ گئی اور دل آہ کی

حاکم یہ مدینہ کے جس دم خبر گئی
 ۱ سب طبعی کو فوج ستم قتل کر گئی
 کھیتی جنار فاطمہ کی خوں میں بھر گئی
 تاشہر شام بہت علی سنگے سر گئی

سچ ہے کہ کس طرح دل انسان کل پڑے

دشمن تھا وہ لعین مگر آتش و نخل پڑے

<p>لغصہ سوچ سوچ کے حکم اُس نے یہ دیا ۲ ایسا ہے شہرِ شام سے نامہِ زید کا</p>	<p>ہاں شہر میں نکل کے منادی کرے نانا ہے جس میں مندرج خبر ابنِ سر تفسا</p>
<p>قاصد کسی کو آج نہ دکھلائیگا وہ خط کل مسجد نبی میں پڑھا جائیگا وہ خط</p>	
<p>سُن کر یہ حال مادرِ عباس نیک نام ۳ مردوں کے عورتوں نے یہ بڑھ کر کیا کلام</p>	<p>پہنچیں جوتا بہ مسجد پیغمبرِ انام ہٹ جاؤ راہِ دو کو کہ دیکھو یہ مقام</p>
<p>حالِ حسین شننے کو تشریف لائی ہیں بیتِ الشرف سے مادرِ عباس آئی ہیں</p>	
<p>اُس اثرِ دھام میں گئی ممبر کے قریب ۴ کس خانہ ان کے ہے یہ ضعیفہ بلا شیب</p>	<p>سر کو جھجکا کے کہنے لگا اس طرح خطیب بولا کوئی عاشق شاہنشاہِ عزیز</p>
<p>یہ آسماں جناب ہیں عصمتِ پناہ میں ام البنین ہیں وجہِ شیرِ الہ ہیں</p>	
<p>اُس صاحبِ قرار نے تہِ خدائے مشک کے سر ۵ ہے نورِ چشمِ مخبرِ صادق کی کیا خبر</p>	<p>فرمایا السلام علیک اے نکو سیر اب کس دیا میں ہے یہ اللہ کا سپر</p>
<p>سننتی ہوں کربلا کے بسا نے کا قصہ تھے کوفہ سے کب تلک دھڑلے کا قصہ تھے</p>	

ارونے لگا خطیب یہ سنکر بصد ملال	۴	بولا کہ اسے ضعیفہ ذی قدر و خوش خیال
کچھ اپنے تینوں بیٹوں کا تھکوا نہیں خیال	۵	فرمایا پہلے کہ یہ فاطمہ کا حال
بیٹوں کی کیا خبر مجھے اپنی خبر نہیں		
میرا سوا حسین کے کوئی پسر نہیں		
اُس نے کہا کہ حضرت عباس نیک نام		فرمایا ہاں حسین تو آقا ہے وہ غلام
قاصد نے عرض کی کہ جب آئی تھی فوج	۶	تینوں تھے حریگان میں پرواٹھ امام
یوں سب تھے پر انھیں سے تو لشکر کا اوج تھا		
عباس نامدار علمدار فوج تھا		
گجرات کے تب یہ کہنے لگی وہ اسیر غم		ہے ہے لڑے امام سے کیا بانی رستم
کیا نام میرے بیٹوں کا لیتا ہے وہ دم	۸	حال حسین کی کہ نکلتا ہے تن سے دم
ہوں میں تو اور فکر میں تو اور فکر میں		
ذکر غلام کرتا ہے آقا کے ذکر میں		
یو لادہ سلسلہ سے سنو جنگ کا بیاں		فرمایا خیر کہ جب سعد بن نو جوان
اُس نے کہا کہ سینے پہ اس کے لگی سناں	۹	بولیں ہزار شکر خداوند و جہاں
کام آ یا شہ کے عاقبت اسکی نکو ہوئی		
میں بھی جناب فاطمہ میں سرخرو ہوئی		

اب گریبان مسرکہ جعفر جری	۱۰	اوس نے کہا دکھائی علی کی دلاؤ
مارا گیا وہ غیرت خورشید خاوری		یہ سن کے پڑ گئی تن اٹھیں پھر تھری
		اتنا کہا کہ صدقے میں اوس نفع عین کے
		وہ بھی تشارناخن پائے حسین کے
مرنے کی دونوں بیٹوں کی چکیں خیر	۱۱	بارالم سے اور بھی حسد ہو گئی کہ
رقت کو ضبط کر کے یہ بولی وہ نوحہ گر		کہ حال جانفشانی عباس نامو
		بھائی سے ابن مخبر صادق سے کیا کیا
		معشوق سے جہاد میں عاشق نے کیا کیا
بولادہ جب شہید ہوا قاسم حسن	۱۲	اوسم گر حسین پہ کوہ غم و محن
نکلے تھے ننگے سر حرم سرور ز من		غل تھا کہ رائد ہو گئی اک رات کی لہن
		رخصت طلب حسین سے عباس ہو تے تھے
		حضرت لپٹ لپٹ کے برادر سے رہتے تھے
جس دم ہٹا کر تو صدمہ ہوا کمال	۱۳	غصہ سے کانپ کانپ کے بولی وہ خوشحال
پھر کہیں کیا کہا یہ میرا وفا کا حال		جیتا تھا وہ شہید ہو چھپ چھپ کا لال
		گریہ کیا تو خوب خوشی میرا دل کیا
		وسن حسن کی روح سے مجھ کو خجل کیا

<p>اٹھ یہ غریزہ ہوئی اوسکو اپنی جاں بس آج سے وہ میرا سپر نامی اسکی ماں</p>	<p>۱۲</p>	<p>کیا ہو گئی حمیت عباس نوجواں ظاہر ہوئے وہ امر کہ جن کا نہ تھا گماں</p>
	<p>قبر علی پہ اسکی شکایت کو جاؤنگی یثرب میں اب کسی کو نہ منہ کہاؤنگی</p>	
<p>چلائی یا علی ولی شیر ذوالجلال اُس نے مجھے ضعیفی میں تھکے کمال</p>	<p>۱۵</p>	<p>منہ کو پھرا کے سوئے نجف پھر ذوالجلال اقاسا حضور نے اپنے پکار حال</p>
	<p>حضرت کا شیر جنگ میں سبقت نہ کریگا بچے تو قتل ہو گئے اور وہ نہ مریگا</p>	
<p>بولا کہ اے ضعیفہ ناشاد و نامراد سُن پہلے مجھ سے معرکہ آرائی جہاد</p>	<p>۱۶</p>	<p>قاصد کو اس کلام سے حیرت ہوئی زیاد بیشہ کرنے شکوہ عباس خوش بہاد</p>
	<p>تھا عشق اُس کو فاطمہ کے نور عین سے عباس کی وفا کوئی پوچھے حسین سے</p>	
<p>ہوتا ہے طول گر کہوں سا راود ماجرا بہل سے لوٹتے تھے شہنشاہ کربلا</p>	<p>۱۷</p>	<p>جس طرح سے حسین نے بھائی کو دی رضا خالق کرے نہ عاشق و معشوق کو جدا</p>
	<p>باہیں گلے میں ڈال کے جسم لپٹتے تھے اوسم کلیجے دیکھنے والوں کے پھٹتے تھے</p>	

<p>پہنچا کنار نہر جو وہ شیر شملیں کیا کیا ستگروں کے لڑا وہ ہر بروں</p>	<p>۱۸ اڈا گھٹا کی طرح سے پھر شکر لیں واسترا کہ پڑ گئی شلنے پہ تیغ کیں</p>
<p>چھوڑی مشک اتونے اس گرو دار میں گھوڑے سے گر کے شیر سے ٹپے کچھار میں</p>	<p>۱۹ اک اک قدم پہ پٹو کریں کھانا کہوں میں کیا منہ چوم کر گلے سے لگانا کہوں میں کیا</p>
<p>بھائی کے پاس شاہ کا جانا کہوں میں کیا ہاتھوں نے سپرہ خال اڑانا کہوں میں کیا</p>	<p>۲۰ بھائی سے ایسے لپٹے کہ سب غمیں پھر گئے منہ رکھ کے پاسے شاہ پہ عباس مر گئے</p>
<p>قاصد جو سب یہ حال علمدار کہہ چکا ام البنیں نے شکر کا سجدہ ادا کیا</p>	<p>۲۱ مسجد میں نوجوانوں کے رونے کا غل ہوا اور دونوں ہاتھ اٹھاکے کہا سکو کر بلا</p>
<p>بیٹا گلہ میں کرتی تھی تجھ نور عین کا تقصیر میری بخش دے صدقہ حسین کا</p>	<p>۲۲ اُس نے کہا کہ جسم میں حضرت کے تھی نہ جاں بس اور بھی حسین ہو پیر و ناتواں</p>
<p>قاصد سے پھر کہا کہ کرا بے کابیاں کھا کر سان جو مر گیا اکبر سانو جواں</p>	<p>۲۳ چاروں طرف سے فوج ستم کا دھوڑ تھا طاقت نہ تھی کمیر نہ آنکھوں میں نور تھا</p>

چلائی تھی قبول ملی بیٹھے تھے سر ۲۲ ہوا ایکے شکر کو آگے بڑھا	تھے ذوالجناح پہ جس دم اوملا دھڑ ۲۲ دم گرا وہ عرش کا مارا زمین پر
اب کیا کہوں کہ دفتر عالم الٹ گیا ۲۳ پیا سا گلا حسین کا خنجر سے کٹ گیا	
قاصد بتا کہ زینب بیگیں گئی کہ صبر ۲۳ جاٹے تھے اہل بیت محمد بیہوش ہوا	م البین نے پھر یہ کھا سر کو پیٹ کر ۲۳ اس نے کہا کہ راہ میں محتاج میں نفع نہ
ثابت لباس بھی نہ کسی کے بدن میں تھا ۲۴ مشک کشا کی مٹی کا بازو رسن میں تھا	شعبہ
جب بعد عصر کٹ گیا دن میں ہوا ۲۵ منظور ہے ہیں کہ ہیں آج ہو مقام	تھے ہیں او یاں بگر سوز یہ کلام ۲۵ شکر سے ابن سعد یہ بولا بوقت شام
اک خیمہ اتیادہ حضور بنگاہ ہو ۲۶ شب باش اوسیں آل رسالت نہا	
اس میں ہو مقیم اسیران کر بلا ۲۷ ہر قسم کے طعام مہیا تھے جا بجا	اک خیمہ تباہ درن میں پایا ہوا ۲۷ تقسیم فوج شام میں ہو لگی غذا
اسا نش طعام تھی ہر بد خصال کو ۲۸ اور فاقہ قیسرا تھا محمد کی آل کو	

سردار پھر گئے عمر سعد سے تمام	۳	اور آگے ابن سعد سے کرنے لگے کلام
جی چاہتا ہے اچھے مٹاویں تراجم	۳	ناحق تری صلاح سے کاٹا سر امام
تجھ سے شبنم کا ساتھ دیا آہ کیا کیا		سیرکے بہنے خون کیا آہ کیا کیا
وہ بولا کچھ کہو تو سہی سینے کی کیا	۴	نسب بولے مستحق تیرے شکر کرت خدا
اب کیا کریگا نام نبی تو مسٹ یا	۴	بالفرض تجھ کو سبط پیغمبر سے بغض تھا
سیدانیو سے آج غذا اب جو درجہ		بیچاری بی بیوں کا بھلا کیا تو درجہ
یہ دسم ہے عرب کی ہیں آگاہ آج سب	۵	قوم عرب میں مرتابے جبر کا غیر زجب
کھانا او سے کھلاتے ہیں سمجھا کہ مبرا	۵	اور حاضری بھی بھیجتے ہیں گھر میں قشربا
بھڑا ہے تین روز سے کینہ بتول کا		فاقہ نہ ٹوٹا آج بھی آل رسول کا
یہ ذکر تھا کہ ایک خبردار بول اٹھا		ہاں سچ تو ہے امیروں پہ بدتم کی ہوا
اسم میں انکے خیمہ کے نزدیک غذا کھڑا	۶	ننھی سی ایک بڑکی نے کھانا طلب کیا
مادر نے رو دیا تو وہ بے اس ہو گئی		آخر وہ کھانے کے لئے رو رو کے سو گئی

بولایہ ابن سعد کہ یحباؤ تم شتاب شب یکلا یک نے یہ عمر کو دیا جواب	چالیس خوان کھانے کے اور سر جام آب کس منہ سے آگے جائیں ہمیں منی ہوئی
پیار و نکو او کے سائے نیرے لگائیں ہم اور حاضری بھی اونکے لئے لیکے جائیں ہم	
بولا فریہ شہر سے تو جا بہ انکسار اس نے کہا میں سب سے زیادہ ہوں شہسار	عباس کا تو آپ کو کہتا ہے رشتہ دار زینب کے آگے سینہ شہ پر ہوا سوار
میں نے کیا شہید شہ مشرقین کو میں نے طمانچے مارے یتیم حسین کو	
انکار جب کہ جانے میں اک لایک نے کیا بولایہ کھانا لیکے تو اہل حرم میں جا	پھر تو عمر نے زوجہ حر کو طلب کیا کرنا میری طرف سے بہت عذر دیجی
شوہر تر ہے فدیہ شہ مشرقین کا دینا تو شہر بانو کو پر ساسین کا	
جانے پہ مستعد ہوئی جہد مودہ باؤ ہاشم بھی ایک فدیہ سبط رسول تھا	ہمراہ او سکے خواہر ہاشم کو بھی کیا ساتھ او سکی عورتیں محققین بہت سی پاؤں
خوانوں کے گرد و پیش پیادے تمام تھے مشعل کی روشنی میں وہ خوان طعام تھے	

تختی آگے آگے زوجہ حرم کی دوستدار	پر خیمہ حرم کے چو در تک ہوا گزار
کچھ روشنی بھی خیمہ میں بائی نہ زینہا	دیکھا کہ ایک بی بی ہے دیوڑھی پہن کر

یہ بات کہہ کے ہوتی ہے مشغول آدمیں
اصغر کو پہلی رات ہی یہ قتلگاہ میں

شعل کی روشنی پہ جو زینت کی نگاہ	بولی کہ لو بھرائی ہمیں لوٹنے سپاہ
پھر اس طرح پکاری ہوا ہے کیا گناہ	لوگو ڈرو خدا کے غضب سے یہ کیا ہر آہ

کوئی بھی پوچھتا نہیں سو اروات کو
لوٹے ہوؤں کو لوٹے آئے ہو رات کو

گراور کچھ گماں ہو تو کر لو ہمیں شمار	بھاگا نہیں ہے کوئی تمھارا گنا بھگار
موجود ایک جاہیں تمھارے قصور و	اسے تو ہم سبھوں کو کر قتل کیا

کل ہم کو لوٹ لیجیو اب کیا ضرور ہے
نے قیدی بھاگے جاتے ہیں نہ صبح ہو

بچے ہمارا مانگ ہے تھے ابھی غذا	بھلا کے ان سبھوں کو ہے ہنسنے سلا دینا
ضامن خدا ہے ہم نہیں کرنے کے کچھ دعا	ہے فوج میں تمھاری سر شاہ کربلا

اس سر سے منہ پھرا کے کسے منہ دکھائینگے
قرآن بیچ میں ہے نہ ہم بھاگ جائینگے

یہ بات سنکے زوجہ حروٹی خوب سا	۱۵	یہ وہ اٹھٹھا کے خیمہ میں آئی وہ باوقار
پہرہ ساری عورتیں کرتی ہیں بکا		ان طعام رکھدے خیمہ میں جا بکا
سب عورتوں کی شکل تھی منیاں نقاب سے		
زمین نے سر جھکایا اپنا حجاب سے		
زمین پھر اپنے دل کو یہ دینے لگی خبر		ان خوانوں میں یقیں ہر شہید ہو گیا
نگاہ بولی زوجہ سرپاس آنکر	۱۶	لوٹدی سلام کرتی ہے بی بی کرد نظر
میں عاشق حسین کھینچتا ہوں		
میں زوجہ ہر اول ہوں		
ایا زبان زوجہ حروٹ سر کا نام		غظیم کو کھڑی ہوئی وہ خواہر امام
بولی تو حروٹ کی زوجہ ہے تجھ پر میرا سلام	۱۷	اتنی بخشے حروٹ کو وہ عجب کر گیا وہ کام
پہلے خبر نہ تو نے کی نہ ہر کی جانی کو		
سرننگے در پہ آتی تری میٹھانی کو		
یہ کہہ کے اسکو اپنے برابر بٹھالیا		چادر نہ تھی جو ڈھانپ کے منہ دیتی خوب
آنکھوں پہ ساتھ رکھ کے لگی منہ لہکھا	۱۸	پرسا میں حروٹ دیتی ہوں تو ساتھ میرا
وہ رو کے بولی نغمہ نہ لو اس غلام کا		
میں تم کو دینے آئی ہوں پر سالام کا		

زینب نے روکے زوچہ سے یہ پھر کہا کی عرض اس نے لونڈی کی قسمت ہوئی	۱۹	بارے تمہارے آئے کا یاں کیا سبب بیچے ہیں ماہن سعد نے یہ خوان پر غذا
کہنے سے اس کے کھانے کے ہوا آئی ہوں میں حاضری حسین کے مرنے کی لائی ہوئی		
سنتے ہی نام حاضری شاہ بے وطن بولی کہ ماٹے لے مرے مانجھتے بھگین	۲۰	زینب کا سینہ بچھٹ گیا تھرا گیا بدن اس حاضری کے کہانے کو جیتی رہی ہیں
دنیا میں یادگار رہا سحر ترا تم نے نہ ماتھا اٹھا کے دیا فاتحہ مرا		منہ
جب لٹ کے کر بلا سے اسیر تم چلے روئے سروں کو پیٹے پابند غم چلے	۱	سجاد سر بر نہ بدرد و الم چلے زینب نے لاش شہ سے کہا بہائی ہم چلے
مرنے سے آپ کے میں لینا اٹھاتی ہوں دربار میں یزید کے سر لنگے جاتی ہوں		
ہے ہے مرے مسافر بے بلا حسین ہے ہے تجھے نہ پانی کا قطرہ ملا حسین	۲	ہے ہے مرے غریب مرے مرے لقائیں ہے ہے تمام تن ترا ٹکڑے ہوا حسین
پیاسے گلے پہ خنجر بیداد چیل گیا ہے ہے تڑپ تڑپ کے ترا دم نکل گیا		

۱	لے کر بلا خدا کی امانت نہ تھے ملی	۲	لے کر بلا خدا کی امانت نہ تھے ملی
۳	لے لے زمین شمع امامت نہ تھے ملی	۴	لے لے خاک میری ہاں کی یا نہ تھے ملی
	دامن ترا بھرا میری کھیتی اوڑھ گئی		سرحد میں تیری بھائی سے زمین بچھ گئی
۵	یہ کہہ کے سر کو پیٹ کے روٹی وہ دل چلی	۶	گردن رسن میں آنکھی بٹھی کی ہے بندھی
	اگر خفت سچا حال میرا دیکھو یا علی		کہتے یہ ہمارے سے وہ باچشم تر چلی
	ہے ہے میں کر بلائے معلیٰ میں لٹ گئی		پردیس میں میں آن کے برادر سے خفت گئی
۷	کیوں نہ تڑپوں آہ بڑاچ پڑ گیا	۸	اس قافلہ کا قافلہ والا بچھ پڑ گیا
	ہے ہے ہمارا کیا سبب اگر اچھ پڑ گیا		پردیس میں نے چھاؤنی جنگل میں چھائی ہے
	بھائی نے میرے اک نئی بستی بسائی ہے		مہاں بلا کے ہمے دغا کی لعینوں نے
۹	کیا کیا نہ ہم پر جو دغا کی لعینوں نے	۱۰	کچھ بھی ذرا نہ شرم دیا کی لعینوں نے
	گردن قفا سے شہ کی جدا کی لعینوں نے		خیمہ جلا کے اہل ستم شاد ہو گئے
	ہم کر بلا میں آن کے برباد ہو گئے		

بھائی پہ برسے سامنے نیزے چلائے	تیغ و تبریدن پہ برابر لگا سہ کئے
شبیر شکر ری منہ سے کہا کئے	۷ اوترا نہ شمر سینہ سے بے سر جدا کئے
روتی رہی میں وہ سر شبیر لے گیا	
بھائی کی میری خوں بھری تصویر لے گیا	
فریاد ہم غریبوں کی سنتا نہیں کوئی	کس سے کہیں جو ہم پہ مصیبت گزر گئی
چادر بھی منہ پھپھانے کو منہ پر نہیں ہی	۸ سر کھولے شہر شام میں آئی میں دل جلی
اعدا ہمدرد کھا کے سر شہر رولتے ہیں	
اب سامنے شفی کے مجھے لیکے جاتے ہیں	
زینب سے ملے روئے گئے ساکنان شام	پھر اس طرح سے پیٹ کے سر کوئے کلام
بتلاؤ اسے ستم زد کیا ہیں جہان نام	۹ نینروں کی نگوں پر جو چڑھی ہیں تہا
سردار اسمیں کن ہو اور کس کے سر ہیں یہ	
کس برج کے ستار ہیں کس کے قمر ہیں یہ	
بانو نے دیکھ کر سر اکبر کو یہ کہہ	اٹھارویں برس یہ چھٹا مجھے ملے لقا
کن کن مصیبتوں نے اسے میں نے پالا تھا	۱۰ مجھے چھڑا کے لے گئی اک آن میں قضا
خجل بسایا گھر میرا ویران کر گیا	
نیزہ جاگ رہی کھانے کے جوالی میں مل گیا	

پھر بولی دیکھ کر سرِ اصغر وہ نوحہ گر

صد مہ جو پیاس کا ہوا منحنی صحنِ جان پر

۱۱

منہ سے زبان نکال دی ہونٹوں پہ پھیر کر

مجددِ جلی کا لاڈ لا فرزند ہے یہی

۱۲

حلقوم پر چہری اسی نوشاہ کے چلی

۱۳

سینہ پہ روزِ عقد سناں سے کھائی ہے

جاتی ہے قید ہو کے دلہن یہ وہ مائی ہے

۱۴

عباس کی یہ زوجہ چاری بہ شک آہ

۱۵

سقا ہی بتا تھا سکینہ کا رشکِ ماہ

۱۶

دریا پہ لے گئی تھی بھتیگی کی اسکو چاہ

۱۷

یہ ہے نشانِ علی کا تار اسکی شان کے

شانے سے ماتہ کاٹے گئے اسوجی ان کے

۱۸

سر پیٹ کر یہ زینب بکس نے پھر کہا

۱۹

ہے یہ حسین ابنِ علی شاہِ کربلا

۲۰

آگے سروں کے نیب پہ جو ہر چاند

۲۱

ماتانی باسی کے ہیں اور ماں ہی فاطما

۲۲

مظلوم و بیوطن ہر یا و خستہ تن ہوں میں

۲۳

بے غسل و بے کفن وہ ہر اسکی ہیں ہوں میں

۲۴

نماز عصر کو جب شاہ نے تمام کیا

تباہ خمیس سلطان تشنہ کام کیا

جداید سچے لعین نے سر امام کیا

حرم کو اونٹوں پہ بٹلا کے قصہ شام کیا

حسین چلا عترت رسول چلی

اودھر جلو میں علی اور او صبر تول چلی

حرم کو اہل جفا راہ میں ستاتے تھے

کبھی مریض پہ دست جفا اٹھاتے تھے

حسین کبھی نیزے سے گراتے تھے

یہ ٹوک ٹوک کے رکھ دیکھو ستاتے تھے

امیر ہے یہ بنی کے وزیر کا کنبہ

برہنہ سر ہے جناب امیر کا کنبہ

جب ایک روز کے رستہ پہ شہر شام

ایسروں کو بھی برابر بٹھا دیا اک جا

مقیم شب کو ہوئے ایک قیر میں اعدا

کہا کہ شام میں کل ہو گا دخلہ سب کا

سنا جو دخلہ شام تھر تھرانے لگے

جہیں پہ خاک حرم شام سے لکھا ہے لگے

لکھا ہے آہ وہ ہمسایہ قیدیوں کو ملا

کہا یہ فغہ سے زمین نے جا خبر تو لا

کہ شور و نوبت شادی تھا دم بدم پیدا

یہ اہل قریہ بھی دشمن ہیں اہل میت کے کیا

مراد سب کی فقط اپنی نامرادی ہے

ہمارے لٹنے کی گھر گھر جہاں میں شادی ہے

یہ سکے فتنہ گئی اور آن کر یہ کہا تھارے لٹنے کی نوبت نہیں ہے یہ حاشا	۵ وہاں داور ہی کچھ ماجرا ہے تم سے ریشم تیرے کی زوجہ ہے سو مت بکدا
سن آئی کا نونے دیکھ آئی انکھ بھونکنا کسی نے نام جو بیٹی کا پوچھا تو یہ کہا	۶ وہ نہ تو بی بی کے خاندان پر خدا کتیز زینب خاتون رکھا ہے نام اس کا
پکاری دختر زہرا کہ شکر ہے اللہ کھلے ہیں بال سر اور بندے ہیں ہاتھ بچی	۷ دیا ہے قید میں تو نے ہمیں یہ رتبہ و جاہ عزیز مردہ ہوں اور گھر بھی ہو گیا ہے تباہ
پھر اسکو دھیاں جو کچھ یا فتنہ سے یہ کہا نصیحت اسکو میں کروں ہر جھکو خونا	۸ اگرچہ نام ہیں اہل شام رکھتے ہیں یہ لوگ بچوں پر زینب کا نام رکھتے ہیں
یہ نام جس کا ہو سب کہنہ کو وہ روئگی میں کیا نہال ہوں جو وہ نہال ہوگی	۹ کہ کہہ دے مومنہ کو یاں کٹری کٹری ہو جا بتادوں اس کو اثر بھی میں نام زینب کا

کنیز لہو نے دی جو مومنہ کو خبر	۹	اٹھی وہ نام مدینہ سے اور کہا ہنس کر
ہزار ارکہ اہل مدینہ آئے ادھر		ملیکی اب خبر خاندان پیغمبر
مقیم اہل مدینہ ہوئے قریب سے		
زبے وقار میرا اور خوشا نصیب		
خوشی خوشی ہوئی گھر سے روانہ نیکیام	۱۰	حضور زینب بکس جھکی برائے سلام
جواب یکے لگی کہنے زینب ناکام		تھیں نے بیٹی کا اپنی رکھا ہے زینب نام
خواص اس کا نہ دریافت کر لیا بی بی		
یہ نام مٹی کا رکھا غضب کیا بی بی		
ہزاروں نام تھے کچھ ایک ہی نام نہ تھا	۱۱	تو کیسی ناں ہے کہ بیٹی سے ایسی بے پروا
یہ نام تو نہ سزاوار ہوئے گا حاشا		پکاری مومنہ کہئے تو ہر قباحت کیا
ہے برقرار زمین آسمان قائم ہیں		
انہیں کے نام سے دو نو جہان قائم ہیں		
یہ کیا نام ہے فرمائے تو صل علی	۱۲	برادر اسکے حسین حسن علی بابا
محمد بن جد ہے اور ماں زہرا		پکاری دختر زہرا یہ تو نے راست کہا
یہ کون کہتا ہے وہ اہل احترام نہیں		
کلام نام میں ہر ذات میں کلام نہیں		

<p>کے بچنے سے ہوی مبتلا رنج و ملال ۱۳ ہمیشہ فاقہ پہ فاقہ غذا کا یہ احوال</p>	<p>نسب تو سب پہ ہر روشن کہ نصیب کا حال بجائے شیریا دسنے خون دل دو سال</p>
<p>جو پوچھویوں تو کئے بار حادثے دیکھے زیادہ سب سے مگر چار حادثے دیکھے</p>	
<p>بندھار سن میں یدائش کا گلا دیکھا ۱۴ حسن کو زہر ہلاہل سے لوٹنا دیکھا</p>	<p>شروع حادثہ تابوت مصطفیٰ دیکھا شکستہ پہلو سے خاتون دوسرا دیکھا</p>
<p>رسول حق کو وصی رسول کو روئی حسن کو روئی جناب بتول کو روئی</p>	
<p>سپاہ شام میں سرنگے دستگیر ہوئی ۱۵ تباہ لخت دل حضرت امیر ہوئی</p>	<p>اور اب سنا ہے کہ لوتی گئی ایسے ہوئی وہ شہر شہر بھری در بدر حقیر ہوئی</p>
<p>خبر ہے شام میں کل اس کا داخل ہوگا اب آگے علم نہیں دربانے کیا ہوگا</p>	
<p>پواری مومنہ کانوں پہ ماتہ رکھ کر آہ ۱۶ یہ کلیے شان میں زمین کے ہیں گناہ گناہ</p>	<p>یہن مقد زینب سے تو ہوئی آگاہ کہ بس قصود معاف نہ کہئے کچھ دلدادہ</p>
<p>حسین اس کا برادر ابھی سلامت ہے اوسے ایسے کرے کس کی تاب طاقت ہے</p>	

یہ سن کے دل پہ نہ زینب کے اختیار رہا
گئی وہاں جہاں نیروں پہ تھر سڑھا

پڑ کے ہاتھ اٹھی مومنہ کا وہ دھیب
دکھا کے بھائی کا سر مومنہ کو دی نہ

لے لے پوچھ لے تو میں دروغ گو کہوں

یہ حسین کا بی بی و دین زینب ہوں

یہ سچ ہو گیا سکتہ سا مومنہ کو وہیں
دوبار ابولی سرشہ سے زینب نکلیں

کچھ انفعال تھا کچھ شدید تھا کچھ اس کو غیر
کہو حسین تمھاری بہن میں ہوں کہ نہیں

کیا فلک نے حقیر سے امام دیں مجھ کو

کوئی تمھاری بہن جانتا نہیں مجھ کو

حسین نے بیک کھ کے دی یہ ندا
وقار فاطمہ فخر خدیجہ الکبرا

کہ السلام علیک لے بزرگ آ رہا
شکوہ مریم و بلقیس حرمت حر

میں تیرا بھائی تو میری بہن ہے زینب

تو افتخار حسین و حسن میرے زینب

جب حرم قلعہ شیریں کے برابر آئے
کہا شیریں نے کہ ارمان دلی بر آئے

غل ہوا کعبہ سے مولا مع لشکر
مرے مولا مرے سلطان سرسود

نور حق شان خدا قدرت باری کی کھو

جاؤ لو گو مرے آقا کی سواری دیکھو

<p>حیدری صف میں جینی علم آتے ہونگے نوبتی داخل کے طبل بجاتے ہونگے</p>	<p>ہاشمی بدبہ ہاشم کا دکھانے ہونگے ۲ خضر اس قافلہ میں پانی پلاتے ہونگے</p>
<p>دل کو نورخ سولہ سے تسلی ہوگی اکوہ پر طور کے مانند تجلی ہوگی</p>	
<p>جلنے روشن ہے مدینہ وہ قمر آتے ہیں جن کا گھر عرش پہ چڑھ کر گھرتے ہیں</p>	<p>۳ جن کا مدرسہ کجف میں وہ گھرتے ہیں یہ خبر اسکو نہ تھی تیروں پہ سر آتے ہیں</p>
<p>اکوہ ہی تھی کہ چراغ حیدریاں تاسے اے مسلمانو مبارک کہ حسین آتا ہے</p>	
<p>یسری بی بی کی امیرانہ سواری ہوگی سند نور کہ سری کی وہ پیاری ہوگی</p>	<p>۴ ناقہ پر عرش کے مانند عماری ہوگی اگہنا سنبھلے تو پوشاک بھی بھاری ہوگی</p>
<p>بیریں نور کی ہاتھوں میں کشادہ ہونگی فوجیں چوروں کی سواری میں پیادہ ہونگی</p>	
<p>بی بی گودی میں سکیں نہ کو بھٹائے ہوگی چاند کے ٹکڑوں کو دامن میں چھپا ہوگی</p>	<p>۵ چھاتی سے مہر ناداں کو لگائے ہوگی دونوں پر گوشہ چادر کو اور دھکا ہوگی</p>
<p>یہ نہ معلوم تھا وارث نہیں اصغر بھی نہیں تاج و سند کہاں رقع نہیں چادر بھی نہیں</p>	

تھا خیال اسکو کہ چو گرد تو یاور ہونگے گھوڑوں پر ناقہ زینب کے برابر ہونگے	یہ سچ میں لشکر اسلام کے سرور ہونگے پردہ محل کا سنبھالے علی اکبر ہونگے
کہتی تھی قاسم و کبر کی ہوئی بچڑی دونگی اس بیاد کی میں نذر مبارکبادی	واں نہ محل تھا نہ جنت تھی نہ زیبائی تھی سرشبیر کے ہمراہ ہیں آئی تھی
شوکت آمد سادات کا سن شکے بیاں اور مدارات کا شیریں کیا بیاں	دولہا آقا کا بہتیجا دلہن آقا زادی یہ نہ تھا علم کہ شادی میں ہوئی بڑبی
طرف دھودھو کے رکھے آج غذا کی طرح کھانے تیار کئے آل عبا کی خاطر	گھونگٹا لٹا جو دلہن نے یہ تماشا دیکھا بیاد کے تخت پہ نوشاہ کا لاشا دیکھا
مستدار آستہ کی سبط پیر کے لئے جھولادالان میں ڈال اعلیٰ صفر کیلئے	مرد و عورت ہو قریب سے زینہ کو رو فرش آنکھوں کو کیا بھاڑ کے پلکوں نے مکان
جام شربت کے جھڑا بن حسن کی خاطر گہنا پھولوں کا منگنا رکھا دلہن کی خاطر	کشتیاں ہدیہ کی ذریت حیدر کے لئے لا کے گلدرتہ برابر چنے اکبر کے لئے

روکد سی سامنے دروازہ کے پردہ کی قنات	اور چلائی یہ ہمسا یونکو وہ خوش ذات
صاحب چوڑ کے ہاتھ نکو میں کہتی ہوں یہ بات	جب اترنے لگیں سادات فیح اللہ جات
پاؤں مردوں کا نہ دروازہ سے بڑھنے دینا	اپنے رک کو نکو بھی کوٹھے پہ نہ چڑھنے دینا
دفن زہرا کی تو تم نے بھی سنی ہوگی خبر	لونڈیاں ات کو نکلی تھیں جنازہ لے کر
ساتھ تابوت کے مرد و عین فقط تھے حیدر	یا حسین و حسن بیٹے تھے سینہ و سر
گر پڑی صبح کو چادر جو سر زمین سے	شمس طالع نہ ہوا چرخ پہ حکم رب سے
تا کہاں راہ میں برپا ہوا شور ماتم	نکلے منہ فق ہوا دل کے تھراے قدم
دیکھتے کہ جو گئے تھے چشم شاہ احم	وہ زن و مرد پہرے خاک لٹاتے باہم
سخت بے چین ہوئی طالب اکرام حسین	دل انگشت شہادت سے لکھنا نام حسین
کہا شوہر خبر لاکہ یہ غل ہے کیسا	کس پخت پڑی گھر کس کاں کون ہوا
رونیہ والوں کو مری سمیت سجا کر سمجھا	بہ شکونی نہ کرو آتما ہے ابن زہرا
یہ محل شکر کا ہے وقت مناجات کا ہے	داخلہ آج برآندہ حاجات کا ہے

عقد کے کھل جائیگے جب ہونٹ پلائیگیں مرگیا ہوگا جو کوئی تو جلائیگی حسین	۱۲ اگر کوئی پیار سے کچھڑا ہو پلائیگی حسین جامِ صحت کے میٹھو نکو پلائیگی حسین
	ایک شیر کو اللہ نے کیا کیا بخشا رخِ یوسف کفِ موسیٰ دیمِ عیسا بخشا
ایک عورت تیبہ باہر سے پکارا ناگاہ گھر کا گھر ہو گیا خاتونِ قیامت کا تپاہ	۱۵ اری شیریں ترے ارمانِ شاخ میں آہ وارثِ آلِ نبی مرگیا اتنا لٹا
	ہم زیارت کو گئے تھے سو یہ عشر دیکھا لے تری حضرت زینب کو کھلے رو دیکھا
بے تحاشا وہ کہتی ہوئی وٹری باہر کون زینب جسے دیکھ آئی ہر توننگے سر	۱۶ خال منہ میں تھے کس منہ کیہ دیتی ہر خبر وہ پکاری کہ حسین ابنِ علی کی خواہر
	اک فقط میں ہی نہیں دیکھے سب آئے ہیں ریساں باندہ کے شاتو نہیں عدد لائی ہیں
جس کا باب ہے علی شیر خدا وہ زینب جس کا اک بھائی ہے شاہ شہد او دین	۱۷ جس کا جد فخرِ سولان بہا وہ زینب جس پہ شہر و شکیر فدا وہ زینب
شیر	اور زینب نہیں حاشا یہ نبیِ نادی ہے بھائی مارا گیا اللہ سے فریادی ہے

جبلکہ شیریں نے سنا سید والا آئے	اٹھ کے شوہر کو پکاری مرقا آئے
لے مبارک ہو شرہ شرب و بطحا آئے	عید ہے آج مرے گھر مرے بھلا آئے
قلعہ روشن ہے شہ جن بشر آتے ہیں	عرش اعظم کے ستارے مرے گھرتے ہیں
دہیاں کھنا کہ جب پہنچی سواری حرم	بند و بستائے اترنے کا بہت ہوا حرم
آئے پائے نہ سہرام کوئی ناخسرم	دختر فاطمہ ہے فخر جناب میم
پردہ رو کے ہو عباس علی آئینکے	آپ حضرت انیس نسل سے اتر وائینکے
یہ سخن سنکے گیا شوہر شیریں باہر	گھر کو آستہ کرنے لگی و دینکے
آپ والاں میں فرش اُسے کیا ستراسر	قلب مومن کی طرح صاف کیا سارا گھر
ابن ہرگی جبکہ دلیں جو پائی اوسنے	صدر میں مسند شبیر کھپائی اُس نے
کثرت شوق و تھا دل کو نہ شیریں کے قرار	تھی کبھی بام پہ در پر کبھی وہ خوش کردار
کام میں ساتھ جو پھرتی تھیں کنیزیں و چار	بولتا کوئی تو کہتی تھی یہ سس سے ہر بار
جلد دیکھو کوئی ناقد کہ عماری آئی	در پہ شاید مرے آقا کی سواری آئی

<p>موتیں کہتی تھیں سن شکر یہ شیریں کے کلام کہتی تھی وہ بادب کیجو جھبک جھلکے سلام</p>	<p>ہم کو ہے شوق قد مبوسی ہمیشہ رام تم کو چیکے سے تبادونگی میں اک ایک کا نام</p>
	<p>میری بی بی ہیں میں قدموں پہ گردونگی جھکے ہونگی زینت ہی میں گرد پھر ونگی جھکے</p>
<p>اتری یہ کہتے ہوئے کوہ سے شیریں ناگاہ خود سے غم کے جو کی چار طرف سے نگاہ</p>	<p>سب خوشی ہو کے پکاری کہ ہر وہ شکر شاہ دور سے اسکو نظر آئے علمبائے سیاہ</p>
	<p>غم کا سماں ہر جد صراٹھ اٹھا کر دیکھا دامن کوہ میں ترا ہوا شکر دیکھا</p>
<p>بولی گدرا کے وہ لوگو کوئی دیکھو تو بغور مطلقاً ان میں جو انان عرب کے نہیں طور</p>	<p>یہ تو ہے صاف سپاہ حسد و کینہ و جور فوج شبیر کہاں یہ تو ہے لشکر کوئی اور</p>
	<p>آنکھوں کو کھلا دو مجھے جنکی طلب گاری ہے علم سبز ہے نے خیمہ رنگاری ہے</p>
<p>دل کچھ اس وقت پریشاں ہے خدا خیر کرے چشم میں شکوں کا طوفان ہے خدا خیر کرے</p>	<p>مضطرب تن میں میر جاں ہے خدا خیر کرے یہ تو کچھ اور ہی سماں ہے خدا خیر کرے</p>
	<p>خبر سبط نبی دیکھئے کیا آتی ہے میرے کانوں میں تو روشنی صدا آتی ہے</p>

سب کو تشویش ہوئی تھکے یہ شیریں کایاں	۹	اک کینز اسکی گئی اتارے تھے وہ لوگ جھان
سب سے پوچھا یہ نہ پایا علم دیں کا نشان		چاند سے سر نظر آئے کئی بالائے شاں
گرد تلواریں لہجہ ستم کو دیکھا		
تنگے سر قافلہ اہل سرم کو دیکھا		
اشک نگوینہیں بھڑوانے پھر دیں غمگین		اور اظہار کیا آکے یہ شیریں کے قیریں
آپ سچ کہتی تھیں بی بی تیرے ہر شکر میں	۱۰	عمر سعد ہے اور فوج یزید بیدیں
اگر بلا ہے کوئی جاوے یہ سب آتے ہیں		
کسی سردار کا سر کاٹ کے لے جاتے ہیں		
حال اس طرح کا دیکھا ہے کہ ٹکڑے ہر جا		ہے معلوم نہیں یہ کہ لٹا کونسا گھر
غرق خوں نیز فونکی نوکوں پہ ہیں کچھ پھر	۱۱	بغیر چہروں پہ لگتی ہیں صبر اور اصرار
ایکسی انجی نہیں مجھے بیان ہوتی ہے		
پیاس سوکھے ہو ہوٹوٹے عیاں ہوتی ہے		
بی بیاں خاک پیٹھی ہیں حسین خوشنود		انج ہیں مٹی سے بھرا مانتے بھتا ہی لہو
قتل وارث ہوا اور رنج کے مانع ہیں عدو	۱۲	یک رسی میں ہی جکڑی ہو دو دنوں بازو
آسمان ہٹا ہوا دن بی بیوں کے نالوں سے		
منہ کوئی ماتھوٹے ڈھانچے ہر کوئی بالوں سے		

بی بی میں کیا کہوں کچھ دیکھئے غریب انہیں اک خسر معصوم کی حالت عجیب	کہ نہ دشمن کی بھجی ولاد کو یہ دن ہو نصیب ۱۳ دیکھ آئی ہوں میں سکو تو ہلاکت کے قریب
	کئی دن کا ہے جو فاقہ تو تسکنتی ہے وہ باپ کے سر کو عجب یاس سے تکتی ہے وہ
اک لہن قید ہے اک نینو پڑ ولہا کا ہر سر رشک خورشید بنا ہے تو بنی رشک قمر	یہ اور دھیر یاس سے تکتی ہے وہ تکتا ہے اور ۱۴ رات کو عقد ہوا راند ہو مئی وقت سحر
	اپنی شادی میں چلن اس نے نرالے دیکھے چوتھی ماتم میں ہو ی قید میں چالے دیکھے
کوئی وارث نہیں بس ایک ہی لڑکا بیمار طوق گردن میں ہے اور پاؤں میں سجیر بار	تپ سے دن رات پھیکا کرتا ہے جس کا تن زار ۱۵ آبلے تلوع میں درآبلوں میں دشت کھار
	شان چہرہ سے یتیمی کی عیاں ہوتی ہے ہائے بابا جو وہ کہتا ہے تو مانع قتی ہے
سن کچھ شیریں نے شوہر کو پکارا ناگاہ قتل بے جرم ہوا کو نسی قلیم کا شاہ	کیا قیامت ہو ی کیوں کرتے ہیں نالہ آہ ۱۶ کونسا گھر تھا لعینوں نے کیا جس کو تباہ
	جلد بتلا ڈیہ فریاد و بکا کیسی ہے ارے یہ مائے حسینا کی صلیبی ہے

<p>دور سے شوہر شیریں نے کہا پیٹ کے سر فاطمہ سوگ میں ہیں پیٹ کے ہیں حید</p>	<p>۱۷ رکن میں ٹوٹ گیا لٹ گیا سادا کا گھر مر گیا فاتحہ خوان لحدِ غمب</p>
<p>خلق میں فاطمہ کا گیسوؤں والا نہ رہا چھپ گیا چاند زمانے میں اجالا نہ رہا</p>	<p>۱۸ ہائے بس میدِ مظلوم کو مارا شیریں اسدا لٹ کا گھر لٹ گیا سارا شیریں</p>
<p>تن سے سر شمرنے سجد میں اتارا شیریں ہائے شہزادہ ہوا قتل بہارا شیریں</p>	<p>۱۹ ام کلثوم بھی ہے زینب لکیر بھی ہے اسی لشکر میں سناں پر شیریں بھی ہے</p>
<p>سُج کیے والے چلی آگے جو وہ سینہ دگا روکے چلائی کہ شہزادیو میں تم یہ نثار</p>	<p>۲۰ نظر آئی اسے سادات کی بندی کیا واسینا کی ہوئی آلِ پیمبر میں بکار</p>
<p>بی بیان دیکھ کے شیریں کو غل ہوئے لگیں ڈھانپ کے منہ کو بند ہاتھوں نے سب دیکھیں</p>	<p>۲۱ پاس زینب کے جو روتی ہوئی شیریں آئی میں تو جیتی رہی تم گئے ہے بھائی</p>
<p>دخترِ فاطمہ سر پیٹ کے یوں چلائی خوں بھری شکل کے قربان یہ امان جانی</p>	<p>۲۲ مسکرا کر لب جان بخش سے بچہ بات کرو اوجھد تو گئی شیریں سے ملاقات کرو</p>

جا پڑی سر کی طرف شے کے جو شیریں کی نگاہ	نظر آیا سنیوہ فلک سب حسن کا ماہ
پہنچی اس نیر کے نزدیک بانالہ و آہ	۲۱ ہاتھ پھیلا کے یہ چلائی کہ ہے ہے مہ شاہ

خوں میں دوبا ہوا چہرہ نظر آیا مجھ کو
خوب صدق گئی دیدار دکھایا مجھ کو

حلقہ خنجر سے کٹا کر مرے گھر میں آئے	لوندی اس منہ عدہ وفا کی بھی مہ قہ جائے
۲۲ راہ میں لوٹے گئے بیخ سے دیکھ پائے	سر پہ لاریں لگیں تیردن پر کھائے

اب تلک فن کا سا باں نہیں ہے آقا
۸ ہر غضب سر ہے کہیں لاش کہیں ہے آقا

محشر کی صبح آج نمایاں ہر دم میں	کنبہ شفیع حشر کا ہے اژدہا میں
سرسنگ روح قاطبہ ہے اہتمام میں	۱ خاصانِ فنا و الجمال میں ہوا عام میں

جہیزیل کی خورادیاں تشریف لائی ہیں
مشکل کشا کی بیٹیاں بندی میں آئی ہیں

ہیں بچ میں کھلے ہوئے آل عبد کے سر	نیزوں پائے گرد ہیں فوج خدا کے سر
۲ بچوں کے سر بزرگوں کے سر اقربا کے سر	روتے ہیں وارثوں کے سر و نکو دکھ کے سر

سہرے کے زانو نہ جو وارث کو روکتے ہیں
ظالم سر نہیں نیر و کی نوک میں چھوٹے ہیں

نیزے پہ حور کے چمکتا ہے رکت ہلال اولاد واکہتے ہیں اے ربّ و الجلال	۳ ابکھرے ہوئیں چاند سے نہ چھپنے وال اس نے زبان کے خون کا کس نے لیا وبال
	گردش میں مائے مائے یکس کا ستارہ ہے لیکر بلائیں کہتی تھی بانو ہمارا ہے
ناگاہ ہوا نرید کا دروازہ آشکار تیغیں علم کئے ہوئے جلا و نابکار	۴ حاضر نقیب و حاجب دربان و چو بدار بحرائی جیسا ب تماشائی بے شمار
	ایوان میں بھی رقص کا سماں تمام تھا پر انتظار عترت خیر الانام تھا
۵ بولے سب ایک بار وہ آئے گناہ گار جلا و ہو شیر وہ آئے گناہ گار	۵ آئے قصور دار وہ آئے گناہ گار وہ آئے بے دیار وہ آئے گناہ گار
	جسے کہ آسمان خدا نے بنائے ہیں آل رسول آج ہی بندی میں آئے ہیں
رو کا عمر نے بڑھکے علم کو سپاہ کو اور سہنس کے دیکھا آلِ سالت سپاہ کو	۶ مجر پر اچا کے کیا بار گاہ کو آواز دی نسیرۃ شیر الہ کو
	ہاں ہاں ہمارے روکنا اونٹوں کو تھا منا ابے نرید کے در دولت کا سا منا

پہونچے مراد کو سفر اپنا تمام ہے آگے تو آستانہ سلطان شام ہے	اترو اسیر و اترو ادب کا مقام ہے دیکھو تو کیا جلال ہے کیا احتشام ہے
سننا یہ تھا کہ سب کے جگر پر چھری چلی آنکھیں پھرا کے رہ گئی بانو کی لاڈلی	اُسکی ولایت میں عرش کو ہم نے ہلا دیا گھسٹو بخت کا خاک میں بالکل ہلا دیا
سینہ میں دم ابھی نہ سما تھا ہے غضب گجرا کے پوچھا بیوؤں نے تجوڑ کیا ہر باب	اونٹوں سے اتریں بی بیان کہہ کیکے یا علی روح حسین کو ہوئی جنت میں سبکی
سینہ میں دم ابھی نہ سما تھا ہے غضب گجرا کے پوچھا بیوؤں نے تجوڑ کیا ہر باب	طاقت بدن کی گھٹ گئی اور ضعف برپا گیا اوترے جو بے سہارا تو دم سب کا چٹہ گیا
سینہ میں دم ابھی نہ سما تھا ہے غضب گجرا کے پوچھا بیوؤں نے تجوڑ کیا ہر باب	جو آئے رسیاں لئے ماتحتوں میں ادب ۹ بولا عمر کہ مجلس حاکم میں ہے طلب
مطلوبیت سے روکے یہ مطلوبوں نے کہا بازار میں تو پھر چکے بے مقنع وردا	منظور ہے کہ روح علی پھر ملول ہو مجمع میں رو بکار سے آل رسول ہو
مطلوبیت سے روکے یہ مطلوبوں نے کہا بازار میں تو پھر چکے بے مقنع وردا	حاکم کی یہ خوشی ہے تو پھر عذر ہم کو کیا ۱۰ آساں کریگا مشکل و ربار بھی خدا
حاضر ہیں لے چلو ہیں گمراہ ہو لے چلو سیر رہیں حسین جہاں چاہو لے چلو	

کچھ اب بھی اوڑھنے کیلئے دو گے نہیں	حاکم کا سامنا ہے سروں پر نہیں
لائے ہوا اپنے شہر میں یہ بھی جی نہیں	۱۱ کیسے عرب ہو تم کہ حمیت فر نہیں
سید نوخی کچھ تو مدارات چاہئے	چادر بجائے ہدیہ و سوغات چاہئے
وہ بولے اب قبول کوئی التجا نہیں	۱۲ سب سے جیسا ہے پرہیز تم سے جی نہیں
حاکم کے دشمنوں پہ ترحم روا نہیں	۱۲ بھرم کو احتیاج لباس و روا نہیں
اکودہ وار ٹوٹنے لہو سے جبیں تو ہے	چہروں پہ اور خاک لگا لوز میں تو ہے
بیوس لپاریں سچ ہی حقیقت میں ہر یوں	۱۳ پر اپنا منہ تو خاک کے قابل بھی اب نہیں
وہ وقت ہی کہ ہم سے کنارہ کرے نہیں	۱۳ پیوند خاک کیوں نہ ہو پیش شاہ دیں
منظور ہے یہی کہ سرو پر روانہ ہو	سرننگے ہی چلیں گے ہم اچھا خفا نہ ہو
پراتنا ٹھہر و وار ٹوٹنے سے پوچھیں	۱۴ شاہ احم کے فرق منور سے پوچھیں
دربار جانے کو علی اکبر سے پوچھیں	۱۴ عباس ابن حیدر و صفد سے پوچھیں
مردہ نہ سمجھو زندہ یہ حیدر کیا کہیں	مختار ہم نہیں ہیں یہ مالک ہمار ہیں

نیز و نہ بے سبب تھے جو شہید کے سرتام	۱۵	زینب نے بڑھکے بھائی کے سر کو کیا سلام
چلائی کیوں بیچ خدا شاہ تشنہ کام		مرضی ہے کیا حضور کی کہتے ہیں کیا امام
نام حسین کے جو بچے دہلتے ہیں		سجاد سر جھکائے ہوئے ماتہ ملتے ہیں
بولو حسین بواؤ کہ اب دم نکلے تیں	۱۶	اکی نکا کہ تم بھی چلو ہم بھی چلتے ہیں
اس دم جو سر کھلے ہوئے دربار جاؤ گی		مرثیہ
امت کے بخشوانے کو محشر میں آؤ گی		۹
آمد ہے اہل بیت پیر کی شام میں	۱	گیسو کھلے ہوئے ہیں عرا امام میں
سر پرستی مہتی فاطمہ دارالسلام میں		زینب یہ نوحہ کرتی ہے بلو اعام میں
نوا نوا تری نوا سی کے سر پر ردائیں	۲	اور اہل شام دیکھتے ہیں کچھ حیا نہیں
عابد غریب مہرتا ہے تپ سے دو انہیں		مہوش غنیمت کی ہیں اب غذا نہیں
دل سب کے کانپتے ہیں بدن تھر تھرتھیں		
اب سامنے زید کے سادات جاتے ہیں		

ہیں ایک رسن میں بار اگلے و اہیتا	روتے ہیں گو دیونکے پلے و اہیتا
بس میں شگروں کے چلے و اہیتا	خاک غزا ہیں منہ پہ ملے و اہیتا
مشکل قدم اٹھانا تھا اس اثر د نام میں	یوں عترت بنی گئی بلواسے عام میں
زینب ترپ کے اونٹ پر قتی تھی یہاں	دربار میں طلب ہو سادات نگہاں
اونٹوں نے او تریں بی بیاں کہہ کیکے الال	پیش بزیلے گئے ظالم کشاں کشاں
سامان جن عام تھا و بار عام تھا	اور ننگے سر حسین کا کنسبہ تمام تھا
مطرب ترانہ سنج تھے رقص شادماں	پڑہتے تھے تہنیت کے قصید خواں
حاضر وکیل دم و ختن باشکوہ شاں	ہاتھوں پہ نذر فتح لئے خورد اور کلاں
چلائی تھی ببول یہ ظلم شدید ہے	یارب تر حسین کے مرنے کی عید ہے
ناکاہ بڑہ کے شمعیں نے کیا سلام	بولا کہ اے امیر یہ شادی کی ہے مقام
امید و از خلعت و جاگیر ہے غلام	حاضر ہیں سر شہید و نیکے اور عترت نام
بڑھکر کار امڑہ کہ اپنا جگر ہے یہ	لے ہم شبیہ خاص ہمیکر سر یہ

<p>فرزند بو تراب بہتر جبکہ گرا گھبرا گیا نزدیک یہ کیا غضب ہوا</p>	<p>دانش اسکے رنج و الم میں بے درجہ یہ ذکر تھا کہ شر کا سامان چڑھا</p>
<p>دیکھا تو حرمہ بھی بہت شاد آتا ہے سر ایک چھوٹے بچے کا ماتھو نیپا لاتا ہے</p>	<p>ہے خون خلق خلق کے اوپر جما ہوا باچھوں میں وہ دونوں طرف ہی بکھرا ہوا</p>
<p>نہا سامنہ ہے پیاس کے مارے کھلا ہوا سورخ تیر ظلم گلے میں پڑا ہوا</p>	<p>اُس خون پر زید نے جدم نگاہ کی اُس سے بھی ضبط ہونے سکارو کے آدکی</p>
<p>تو نے اسے نشانہ کیا تیر ظلم کا یہ نہا سا گلا وہ ترانا دکھ جفا</p>	<p>بولتا تو اس نے بھلا کی تھی کیا خطا بچے پہ بھی نہ کھایا ترس تو نے یہ حیا</p>
<p>بتلا تو کس فلک کا یہ مہر نہیں ہے بات تو یکا ری بڑ کے یہ میرا معیر ہے</p>	<p>حیراں کھڑے تھے سب حرم شاہ شیرین زینب نے دیکھا تخت پہ ناگہ سر حسین</p>
<p>مہر سکوت لب پہ نہ شکوہ نہ شور و شین بے ساختہ تڑپ کے یہ کرنے لگی وہ بین</p>	<p>ہے نہ موت آئی مجھے راہ شام میں بھیام اسلام لو دربارِ عام میں</p>

حاضر تھے سامنے جو کسیدان ہوشیار	تھا ان میں ایک مرد نصار آجبتہ کا
سلطان ملک روم کا تھا واقعہ نگار	اس سانچہ کو دیکھ کے بولا وہ ایک بار
کہہ لے زید سر ہے یہ کس بادقار کا	جاری لبونے شکر ہے پروردگار کا
مجلدی بتا کہ کون ہے یہ آسمان وقار	ہے پادشاہ ہند کہ ایراں کا شہر بار
تنہا تھا یا کہ ساتھ تھے کچھ یار و غمگسار	کس جرم پر گلے سے ملی تیغ آب ہار
ہیں قیدیہ جو صاحب عصمت سپاہ میں	کیا ساتھ اہل بیت سچے قتل گاہ میں
انکی مصیبتوں سے کلیجہ فگار ہے	مثل چراغ صبح دموں کا شمار ہے
کس کے چمن کا گل یہ غریب لہیار ہے	جسکے گلے میں طوق گراں خار ہے
یہ دختر صغیر جو مرقی ہے جان سے	تو کہہ تو کھولہ وں میں گلارسیان سے
تم کو تو جشن عیش ہی میرا ہوا ہے حال	اس سر کے دیکھنے سے کلیجہ ہے پاٹمال
کہتا ہوں لے کے دل میں ہی شافق الجلال	کس نے کیا لہو سے کتابت اکو لال
یہ تو بتا کہ کون یہ عالی مقام ہے	کس کا یہ فرق پاک ہے کیا اسکا نام ہے

<p>بولاسر غرور ہلا کر وہ بے حیا پوچھا حسین کون کہا ابن تمنا</p>	<p>نام اس قستیل کرب بلا کا حسین تھا ۱۵ کی عرض ماں کا نام کہا او سننے فطم</p>
<p>بولاد کیل کون وہ عالی مقام ہے اس نے کہا کہ دختر حسین الا نام ہے</p>	<p>۱۶</p>
<p>پھر بولایوں فرنگی سے حاکم کیا بجاں انجیل میں وہ ہے بنی آخر الزماں</p>	<p>واقف تو مصطفیٰ سے بہاؤ ہے کہا ۱۶ حاکم پکارا خیر نہیں حاجت بیاں</p>
<p>یہ اس نبی کا چھوٹا نواسا حسین ہے ابن علی ہے فاطمہ کا نور عین ہے</p>	<p>۱۷</p>
<p>یہ سب کے تب یزید سے بولا وہ خوش کیا جانتے نہ تھے شہ والا کو اہل شر</p>	<p>۱۷</p>
<p>پہچانتے تھے سب یہ شہ مشرقین کو مارا ہے جان بوجھ کے بھائی حسین کو</p>	<p>۱۸</p>
<p>زینب کے اس کلام سے محشر ہوا بپا غصہ میں آ کے حاکم بے رحم سے کہا</p>	<p>۱۸</p>
<p>پڑھ کر نماز کعبہ میں گویا دیا قبلہ کو سجدہ کر کے حرم کو مٹا دیا</p>	<p>۱۹</p>

<p>دیکھا زید نے جو فرنگی کو بقیہ سرار نفرانی سے یہ کہنے لگا وہ ستم شعار</p>	<p>۱۹ سمجھا یہ ہے محبت امام فلک وقار کیا تو حسین ابن علی کا ہے دوست دار</p>
<p>کیوں بے ادب بجانہ نہیں کچھ مرا تجھے ہے شرط اس کلام کی ادبوں نہ را تجھے</p>	
<p>۲۰ اُس نے کہا خدا تجھے عارت کرے شتاب کیا کیا دیا ہے رنج تو لے خانماں خراب</p>	<p>تیرا ہے کیا ادب نہ جسے شرم نے حجاب یہاں دو حام اور یہ آل ابو تراب</p>
<p>تو کیا جواب حشر میں دیکھا رسول کو مرا ہی کلمہ پڑھ کے سیتیم بول کو</p>	
<p>جب محفلِ نرید میں داخل حرم ہو زینب پکاری حاد ثے ایسے بھی کم ہوئے</p>	<p>۱ غش آیا ہر قدم پر یہ ظلم و ستم ہوئے سکٹ گیا حسین کا سر تنگے ہم ہوئے</p>
<p>کیوں آسمان گر نہیں پڑتا دومائی ہے زہرا کی بیٹی سامنے حاکم کے آئی ہے</p>	
<p>۲ موجود انجمن میں صغیر و کبیر ہیں خاصانِ فد و الجلالِ فلیل و حقیر ہیں</p>	<p>حاکم کے گرد کرسیوں پر سب امیر ہیں مشکل کشک کے خرد و کلان سب سیر ہیں</p>
<p>کہدے کوئی علی سے یہ ارا السلام میں زینب کا داخلہ ہوا دربار عام میں</p>	

۱	لے لوگو کر بلا سے مرے بھائی کو بلاؤ	۲	لے لوگو میرے گیسوؤں والے جو انکو لادو
۳	لے لوگو میرا حادثہ عباس کو سناؤ	۴	لے لوگو یادگار حسن سے کہو کہ آؤ
	قاسم سے ملے کچھ نہ لکھ اس گھر پہنچو		ریال کھولے کس کی ہن ہن کھڑی ہوئی
۵	ہو کر اسیر و خستہ حاتم جو آئی تھی	۶	نانا نے میرے خود سے چادر اور بھائی تھی
	پوشاک ماں نے نئی اسکو پہنائی تھی		سب یہ پاس تھا کہ سخی کی وہ جانی تھی
	امت کو ہائے پاس رسول خدا نہیں		زینب پر ہند سر ہے اور کو حیا نہیں
۷	بابا کو میرے پوچھو تو کیسا سخی ہے وہ	۸	مشکل کشا ہے کل کا خدا کا ولی ہے وہ
	نانا کو میرے دیکھو تو سب کا بنی ہے وہ		بھائی کے صدقے فخر بنی و علی ہے وہ
	میری خبر میری میں لیتا نہیں کوئی		کپڑا بھی منہ چھپائے کو دیتا نہیں کوئی
۹	دربار میں زید کے ہر سو تھا اثر و حام	۱۰	نہ آ رہے تھے بید کے مانند خاص و عام
	بیٹھا تھا تختِ حسن پر و نطفہ حرام		اک ہاتھ میں تو شیشہ تھا اک ہاتھ میں تھا جام
	بالائے تخت شغل تھا اسکو شراب کا		اور زیر تخت سر خلف بوقراب کا

حاضر و ماں تھا ایک فرنگی بھلی و گھڑی تیرے معاملہ سے لرزتا ہے میرا جی	رو کر کہا زید سے اسنے کہ اے شفی سر پہ طبق میں جس کا یہ مجرم ہو کیا کوئی
	حاشا جو میں کہوں کہ یہ اہل قصور ہے زلزلوں میں بے شک ہر چہرہ نور ہے
جاتا ہوں شاہ روم کی خدمت میں یا ہنوز پر آج ماجرا نظر آتا ہے یہ عجب	وہ مجھ سے پوچھتا ہے وقائع یہاں کج اسید وار ہوں کہ مفسس سنا تو آ
	مسکن تھا اس قستیل کا کس منز میں پر تھا اور دین پر کہ محمد کے دین پر
زنجیر پہنے کاغت ہے یہ جو ناتواں یہ نہی لڑکی جس کے گلے میں سیسا	کیا نام اس ریض کا ہے جلد کربیاں اس کا تو وہ ہر سن کہ ہو کافر بھی مہرباں
	رانڈو نے انتقام تو لیتا ہے حیف ہے آزار نہیے بچوں کو دیتا ہے حیف ہے
ترے معاملہ سے میرا ہوش جاتا ہے جو چوب بید اسکے لبوں پر لگاتا ہے	کیا حرف بد تجھے یہ کتا سنا تا ہے کوئی بھی ماتھے مڑے کے سر پر اٹھاتا ہے
	اس کا گناہ تو مجھے حیران کر گیا باقی قصاص وہ گیا اور سر او تر گیا

اندھ بڑا اسکے جنگ ہوئی یا کہ ملک پر کیا تارک الصلوٰۃ تھا کاٹا جو اس کا سر ۱۱	کیا منحرف تھا قبلہ سے لوٹا جو اس کا گھر زینب سے ضبط ہو نہ سکا بولی پیٹ کر
	حق پر موائے فرقہ باطل سے پوچھ لے سجدے میں سرکٹا ہے تو قاتل سے پوچھ لے ۱۰
یہ سنکے اور کلنے فرنگی کے دست پا پوچھے جو شاہ روم کروں اس سے عرف کیا ۱۲	کہنے لگا زید سے تو نے نہ کچھ کہا یہ کس کا سر ہے نام بتا اور نسب بتا
	بولا شقی بلند نہ کر شور و شین کو کہہ دیجو زید نے مارا حسین کو ۱۱
اُس نے کہا جو کل کا ہے سلطان و حسین جسکے پدر کے سب پہیں احسان و حسین ۱۳	نانا کو جس کے آیا ہے قرآن و حسین ماں جسکی فاطمہ ہے میں قربان و حسین ۱۲
	جس برہمنی نے اپنے پسر کو فدا کیا خالق نے جس کو بچہ آہو عطا کیا
حاکم نے سر ملایا کہاں ماں وہی حسین غارت کرے شباب تجھے رہے شیرین ۱۴	منہ پیٹ کر پکارا فرنگی رہ شور و شین رکڑ کر حسین کا کھویا علی کا چین ۱۳
	اے اہل شام کیوں یہی غریب تمھارا ہے نانا کا کلمہ پڑھ کے نواسے کو مارا ہے ۱۵

ظالم کچا راجد سراس کا کر دھبدا	رسوا کر یگاروم میں چہ کو یہ جا بجا
شیرازہ حبیب کر کے فرنگی نے دی ندا	۱۵ رسوا خدا کر یگا میں سو اگر ونگا کیا
تنگا خون کر کے کہاں چھپکے جائیگا	
محشر میں فاطمہ سے کہاں منہ چھپائیگا	
پھر دھڑ کر حسین کے سر کو اٹھالیا	اور کلمہ پڑھ کے سینہ سے اپنے لگالیا
جلاد نے کمر سے وہیں نیچ لیا	۱۶ عابد کا آستیا ر نہ تھا سر جو بکالیا
آیا کسی کو پاس نہ اس بگیتاہ کا	
تن پرزے پرزے کرو یا غمخوار شاہ کا	
جب تن سے اس جرجی ہوا خون بہتا ہوا	غش ہو کے خاک پہ پڑا آخر وہ خستہ ہوا
پریا حسین کہتا تھا وہ حیدری جواں	۱۷ سرور کے سر کو دیکھ کے کرتا تھا یہ فغاں
غدیہ تیرا میں لے شہ عالم پناہ ہوں	
آتی تھی شہ کے سر سے مدد میں گواہ ہوں	
آٹا ہے سر امام کا بزم زید میں	محشر سیا ہے آل رسول مجید میں
سامان رقص و عیش ہو قصر ملیہ میں	۱ سینہ زنی ہے عترت شاہ شہید میں
دربار عام میں تو سبھوں کا ہجوم ہے	
سیدانیوں میں ملے حسینا کی دھوم ہے	

راوی بیان کرتا ہے ایسے کچشم خم پہونچی یزید کو خبر آمدِ حرم	۲ داخل ہوا جو شام میں سب شکر ستم بولا حسین پر ہوس منصور آج ہم
سرشت میں کھاؤ نکا ابنِ بتول کا دربار میں ہو دامنِ آلِ رسول کا	
یہ سنکے رسیاں لٹے کئی شقی زینب کا بازو گردن سجا دیندگی	۳ آئے حرم کے قافلے میں حبیبِ مدعی دربار کو حلے حرم دلبر نبی
پھر کیا تھا مومنو جو یہ تازہ غضب تھا رگ رگ کے دم سیکنے کا نکلے عجب تھا	
پیش یزید آیا حرم کا جو کارواں دیکھا یزید نے جو سیکنے کو ناگہاں	۴ اغلب تھا جانِ دخترِ حیدر کی ہوواں پوچھا یہ کون ہے تو کیا شمر نے بیاں
بٹی ہے یہ جناب شہِ مشرقین کی بالِ سیکنے ہے یہی دخترِ حسین کی	
پوچھا یزید نے کہ پدر تیرا کیا ہوا ہوتے پدر جو زندہ تو بند ہوتا میرا گلا	۵ بولی سیکنے جانبِ برابر حق گیا یوں میر ہندہ آتی ہیں بلو میں بکروا
ایک جان سو طرح کی بلاؤ غناء میں ہے وارث ہے ایک بھائی سو قیدِ حفا میں ہے	

بولا زید دل میں ترسے آرزو ہے کیا القصہ کھل گیا رسن ظلم سے گلا	بولی سکینہ سر مجھ دکھلاٹے باپ کے طشت طلا دکھلا کے یہ حاکم نے دی صدا
	الودہ خاک سے ہے تو خون سے بھرا ہوا لے اسیں تیرا پکا سر ہے دھرا ہوا
پر شربے اٹھا کے نہ میر کچھ تو میں سر پوش کو اٹھا کے پکاری مہ نوین	آپ ہی سے آئے گود میں تری حسین لے فاطمہ کے راحت جاں مسطفیٰ حسین
	چو نیکو سر کے حکم نہیں غم کی ماری ہوں آجاؤ میری گود میں گر تم کو پیاری ہوں
دیکھا سمجھوں نے کانپ گیا حسین کا پھیلاؤا تھا اتنا ہوں میں غم کا مبتلا	بولا سکینہ لاؤ لی تم پر سے میں سدا یہ کہہ کے اٹھا طشت سے فرق شہ ہوا
	کا پی زمین تخت ستگر الٹ گیا بیٹی سے آنکر سرور لپٹ گیا
منہ رکھ کے منہ پہ بولی سکینہ کہ یا حسین پہنائے تھے جو آپ نے گوہر زریہ زین	بعد آپ کے ملانہ ہمیں ایک لختہ چین ان کے لئے یہ ظلم ہوا شاہ شہر قرین
شمر لہیں نے چین کے یہ حال کروئے مارے طمانچے نیلے مرے گال کروئے	

<p>کھائے طمانچے شمر کے مامین کر بلا مقسم میں جو لکھا تھا ہرگز نہ وہ مٹا</p>	<p>کیا کیا نہ بعد آپ کے ہم پر ہو ہی جفا آئی جو شام میں تو بندھا تھا سا گلا ۱۰</p>
<p>بلو الو پاس صدے اٹھائے نہ جانے اب تو طمانچے شمر کے کھائے نہ جائے</p>	
<p>حاکم نے تب یہ شمر سے ہنکر کیا کلام ایسا نہ ہو کہ برسر پر خاش ہو تمام ۱۱</p>	<p>رونے لگی یاں سیکند پہ اہل شام دربار میں ہے اس گٹھری انبوہ خام</p>
<p>صدے ہے ایکٹیک کے جان بول پر واللہ جائے رحم ہے آل رسول پر</p>	
<p>اٹھایہ سن کے قاتل و لبتہ مصطفیٰ بس بس بیان حال جو ہونا تھا چوکا ۱۲</p>	<p>کیا دیکھتا ہے چھین لے فرق شہ ہڈا بولا سیکند باپ کے سر سے ہوا ب جڈا</p>
<p>اب پھر وہی الم ہے وہی نخی جان ہے اب پھر وہی گلا ہے وہی لیسان ہے ۱۳</p>	
<p>بولی ابھی تو آئے ہیں بابائے نامدار یہ سنتے ہی غضب میں بڑا شمر نا بکار ۱۴</p>	<p>یہ کہنا تھا کہ سہم گئی شہ کی گلزار ظالم خدا کے واسطے کرنے وے بھکاپا</p>
<p>وہٹر کا دل حزیں کو ہوا سانس الٹ گئی بابا کے سر سے خوف کے مائے لپٹ گئی ۱۵</p>	

ایا قریب شمر تو بھاگی وہ دل خیزیں چلائی سوئے عابد سیکس معہ حبیبیں	۱۴	زینب کے پاس آ کے وہ حضرت کی مائیں بھیا چھپاؤ نہ لکہ آتا ہے اب لعین
ہرگز نہ مانیکا وہ نہ ارا اب بکا کروں سجاد بولے ماتہ بند ہے میں میں کھروں		
لتنے میں شمر آن ہی پہونچا قریب آہ ناگاہ دیکھی سب نے عجب قدرت الہ	۱۵	چاہا کہ تازیانہ لگائے وہ رویاہ ایک پنجہ آشکار ہوا آ کے مثل ماد
اٹی صدا کہ دیکھ اٹھانا نہ ماتہ کو دوں گا ابھی الٹ ورق کائنات کو		
مارے بہت طماچے کہاں تک اب حفا بوتی کو میری اب تو طماچہ لعین لگا	۱۶	شیر خدا کو بھولا تھا وہ دشمن خدا یہ سن کے وہ لعین تو غش کھا کے گر پڑا
بولی سکینہ قید الم سے چھڑا لیا صدقے میں داد اجانے مجھ کو بچ لیا		
زینب بھی اس طرح سے ہوئی پھر نترن جوانمہ میں پنہائے تنے حضرت کے نورتن	۱۷	بیٹی کی کچھ خبر بھی ہے یا شاہ بیت کن سو دیکھو وہ ہی بازو ہے وابستہ سن
مجاؤں اب عاپے رت ملا کرو مشکل کشا پد مرے عقدہ کو واکرو		

بابا حسین کٹا جب کہاں تھے تم اور تری ہمارے رواج کہاں تھے تم	۱۸	اہل حرم کا جہنم جلا جب کہاں تھے تم پوتا تمھارا قید ہو اجب کہاں تھے تم
مشہور	بابا عجب ظر حکی بلامیں پڑی ہو نہیں دربار میں لعس کے کھلے سر کھڑی ہو نہیں	منہ (۱۲)
آمد آمد حرم شاہ کی دربار میں ہے صحبہ شین و طرب مجلس غدار میں ہے	۱	صبح سے جشن کا غل شام کے بازار میں ہے شور و فریاد و بکا عورت اظہار میں ہے
آگے آگے تو ہیں سجاد جھکائے گردن مثل خورشید فلک شرم سوزاں تھان	۲	نوبتیں بختی ہیں دشمن تو خوشی سمجھتے ہیں فاطمہ پستی ہیں شیر خداروتے ہیں
پاؤں پیری میں گلا طوق میں تھوئیں سن چاک ہے غم میں گریبان قبا تا دامن	۳	بیٹھ جاتے ہیں تو جھجلا کے اٹھاتے ہیں لعس بوڑیاں نیرونکی شان نہیں چاہتے ہیں لعس
پٹ لیاں سو جھی ہیں مرطوق سے چھلتا ہوا خار تلو و نہیں ہے مقتل سے جو پیل ہے جلا	۴	سخت ایذا میں ہے وزندہ شہ کرب و بلا دھجیاں پاؤں میں باندھے ہے وہ ناز و نچلا
اسکی مظلومی پہ بیتاب حرم ہوتے ہیں دیدہ حلقہ زنجیر لہور دوتے ہیں		

<p>پہچہ بیمار کے ہے قافہ اہل حسد دختر فاطمہ زہرا کا عجب ہے عالم</p>	<p>چپ تصویر سے گویا کہ کسی میں نہیں دم تھوڑی جہم میں کٹھن نہیں سکتی ہیں قدم</p>
	<p>رو کے فراتی ہیں کس گمشدہ میں جازینب ہتھ کھل جائیں تو منہ اپنا چھپا زینب</p>
<p>گردنیں بارہ اسیر وکی ہیں ورا یک سن رشتہ داران علی سب ہیں گرفتار محن</p>	<p>جس طرح ہوتے ہیں گلہ ریز گلباٹ چمن شرم کے مارے موسیٰ جاتی ہر شب کی لہن</p>
	<p>دوبہم ساس بھی پیریتی ہو ساتھ اسکا ابھی کنگنا نہ کھلا تھا کہ بند ہوا نڈا اسکے</p>
<p>ہے اوسے سی میں ننھا سا سیکینہ کا گلو چاک کرتے کا گریبان پریشاں گیسو</p>	<p>دم گھٹا جاتا ہے آنکھوں نے رواں میں آنسو کال تو سو جھپے ہیں کانٹوں نے پکتا ہیرو</p>
	<p>آہ ہر گام پہ سینہ سے نکل جاتی ہے جب گھر کتے ہیں شکر تو دل جاتی ہے</p>
<p>ماں سے کرتی ہے اشارہ وہ گرفتار تم رو کے وہ کہتی ہے مجبور ہو نہیں کشہ غم</p>	<p>رستی کھلا دو نہیں گھٹ کے نکل جائیگا دم بے سچی تری قسمت میں یہ تھا درد الم</p>
<p>صدقی اماں یہ گردہ عقد کشا کھولیکا بی بی اس عقدہ مشکل کو خدا کھولیکا</p>	

ماں سے رو رو کو وہ نادان سچ کرتی تھی بیا	کس کا دربار ہوا اس حال سے جاتی ہوں کہاں
یہ تو کہہ دو کہیں بابا بھی ملیں گے اماں	کئی دن گزرے ہیں وہ ہیں مئی آنکھوں سے نہاں
بھول جائیگا یہ سب کچھ جو انھیں یاد تھی	
دور کر چاند سی چھاتی سے لپٹ جائیگی	
کہیں دربار میں ماں وہ اگر تجھے ملے	دیکھنا کرتی ہوں کیسے شہرہ والاں گے
وہ خبر لیوں خ گردن سی سی سے چھلے	اسکویوں بھولتے ہیں پاسے بچہ جو ملے
وجہ کیا کوئی تقصیر یہ منہ موڑا ہے	
سیلیاں کھانیکو اعدا میں مجھے چھوڑا ہے	
روتے تھے سکینہ کا بیان سارا بوسیر	ہر قدم پر تھا یہی شور کہ ہے ہے شیر
اس طرف ہوتی تھی آرایش دربار شیر	تخت پر آپ تھا اور کر سونہر سا راسیر
اک طرف لوٹ کا سب بوروز رکھا تھا	
اور تلے قافلہ کے لال کا سر رکھا تھا	
دبدم تخت سے اٹھ اٹھ کے یہ کہتا تھا	قیدی کیوں جلد نہیں آتے ہیں کیا ہے تاخیر
بڑھکے کرتے ہیں خبردار یہ ہر دم تغیر	سنگ سے پاؤں کو تھم تھم کے اٹھاتے ہیں سیر
مار سے غیرت کے لہوا اونکا گھٹا جاتا ہے	
ہر قدم ایک ضعیفہ کو غش آ جاتا ہے	

<p>عرض کی اس نے کہ ہمیشہ شہنشاہ امم جس کی ماں فاطمہ ہے فخر جناب مریم</p>	<p>۱۲ بولا وہ کولسنی عورت کا محبوب س ستم باپ جبر کا ہے علی پشت و پناہ عالم</p>
<p>ہے جو سلطان عرب اسکی نو اسی ہر وہ کلمہ گو جسکے ہیں سب اسکی نو اسی ہر وہ</p>	
<p>وہی زینب ہے جو شبیر کی عاشق زار بعد مرگے کے بھی ہے بھائی ہیں من ہی کا</p>	<p>۱۳ ہے وہی حضرت جعفر کی ہو سینہ نگار لاش شہ پر وہی شتر سے گری تھی کئی بار</p>
<p>قافلہ یوں تو سبھی شام و سحر روتا ہے پر وہ روتی ہے تو شبیر کا سر روتا ہے</p>	
<p>عرض کی ایک ہی سٹی میں ہیں جگر ٹوٹا ہوا شور ہوتا ہے ایسے نہیں کہ ہے زینب</p>	<p>۱۴ بولا وہ کیا ہے پھر اور نکے نہ آئینکا سبب خاک پر گرتی ہے جب بنت شہنشاہ عزا</p>
<p>ہوش میں آنکے بھائی کو وہ بد روتی ہے دیر تک قیدیوں میں سینہ زنی ہوتی ہے</p>	
<p>سب پکارے کہ وہ حاکم کے گنہگار آئے پیچھے پیچھے سرم سید ابرار آئے</p>	<p>۱۵ ذکر یہ تھا کہ وہ قیدی سر دربار آئے آگے روتے ہوئے سجاد دل انگار آئے</p>
<p>صاف خوشید سی شکلیں جو نظر آتی تھیں انکھیں سب غلاموں کی بند ہوئی جاتی تھیں</p>	

دیکھ کر سید سجاد کو بولا وہ شریر شکر کرتا ہوں کہ خالق نے کیا نیکو حقیر کو	تخت کے سامنے روتے ہوئے آئے جو سکشی کر کے نہ برہو مجھ سے شبیر ۱۶
بیٹھے کا کہیں دنیا میں سہارا نہ رہا پنچتن لٹھ گئے اب زور تمہارا نہ رہا	
کون بیسہ ہوا اور کون ہوا صاحب نام کون کمزور ہے اور کون بردہ سہا آج	کس کے ناموس لے کس کا ہوا گھڑ تاراج ایک چادر کیلئے کس کی ہن ہر محتاج ۱۷
فرج خیر سے ہوا جو وہ پدر کس کا ہے اک ذرا غور سے دیکھو تو یہ سر کس کا ہے	
حق تعالیٰ اگر کہا کیا بکتا ہے اوبہ افعال کبھی ہم لوگوں کی عزت پہ نہ آئیگا زوال	سج یہ آگیا بنت شہ مرداں کو جلال صاحب غبت و توقیر محمد کی ہے آل ۱۸
ہم کو بے قدر جو سمجھا تو خطا کرتا ہے دیکھو مصحف میں خدا کس کی ثنا کرتا ہے	
سب پہ روشن چرا کہ ہم لوگ ہیں اللہ کے نور خیر ہم دور نہ تو دور نہ محشر ہر دور	آل احمد کو حقارت سے نہ دیکھو او مقصور مار کر سبط پمیر کو یہ نخوت یہ غرور ۱۹
حق کا دریاے غضب خجش میں جب آئیگا باندھنا ماتحتوں کے سادات کے کھل جائیگا	

تیرے ناموس تو ہیں پردہ نشین و ظلم

ہائے بے پردہ ہے بانوئے امام عالم

۲۰

بال کجبر کے کھڑے ہیں و دربار میں ہم

ہے مکینہ پردہ ظلم اور یہ کہ اپنے ستم

ننگے سر قید میں اک رات کی سیاہی آئی

بچھو شادی ہوئی اور ہم پہ تیار ہی آئی

کئے زینب نے فصاحت یہ جس وقت کلام

تخت کے نیچے دھرا تھا جو پیر کا نام

۲۱

کاپے سینوں میں جگر رونے لگے وگ تمام

متوجہ ہوا شاہ کے اودھ عالم شام

اور ان ظلم رسیدوں پہ جفا کرنے لگا

لب فرزند پیمبر پہ چھری دھرنے لگا

پیٹ کر سر کو زینب نے شکر سے کہا

بوسے لیتے تھے اکھیں ہو ٹونکر خوب

۲۲

اس چھری کو میرے بھائی کے ابو سرکار

بہر امت امنیں ہو ٹونسے سدا کی بڑی عمار

نہ محمد سے نہ حیدر سے حیا کرتا ہے

قطع ہو جائیں ترے ماتھے پر کیا کرتا ہے

یہ ستم بھائی پہ کن آنکھوں سے دیکھی ہمیشہ

یہ چھری اسے غضب دے رہی پاک شیر

۲۳

اسے ظالم سر بے تن کی بھلا کیا تقصیر

نہ ساجد کو میں ہوں بہت شہ خیر گیر

ان کھلے بالوں کو اب تھونپ دھرتی نہیں

لے شکایت تری اللہ سے کرتی یہ نہیں

کہہ کے یہ غنیمت میں آئی جو علی کی جائی سرشبیر سے ناگاد یہ آواز آئی	۲۴	آسمان آگئے جنبش میں زمیں بھڑائی تھام لے غصہ کو زمین سے کھینچ جائی
نہ تلاطم میں کہیں قہر اکہی آجائے کہیں امت کی نہ کشتی پہ تباہی آجائے	۲۵	چپ ہر تن پہ جو تلوار پہ تلوار پڑی لے ہن یہ بھی گرز جائیگی آفت کی گھڑی
شہید	۲۶	بعد مرنے کے میرے جسم کا یہ حال کیا نمونہ ہاتھوں کو قطع کیا لاش کو ہمال کیا
جب اہل حرم شام کے بازار میں آئے روتے ہوئے یاد شہ ابراہیم میں آئے	۲۷	اور بہنہ سرفرہ کفار میں آئے کس طرح سے آرام دل ناز میں آئے
نیزے پہ سر ابن علی جلوہ کناں تھا سجاد کی گردن میں پڑا لہو گراں تھا	۲۸	باندھے گئے رسی میں غزالانِ حرم آہ دوڑی وہ خبر لیکے کیا ہند کو آگاہ
نزدیک ہا جبکہ درجہ اکم گمراہ استادہ متقی اک خادمہ ہند سیراہ	۲۹	لو پھر چکے ہر کوچہ بازار میں قیدی کوٹھے پہ چلو جاتے ہیں دہار میں قیدی

<p>کوٹھے پہ تو وہ چڑھ نہ سکی حال تھا تغیر ساتھ اوسکے ہوئی حاکم خوشخوار کی ہمیشہ</p>	<p>۳ اتہستہ چلی جانب رشدرود لگی پہنے ہوئے بھائی کی طرح خلعت توقیر</p>
<p>دو کرسیاں لے آئیں کمینوں ماں فوراً دربار کا سب حال ہوا ہند پر روشن</p>	<p>۴ تھا مقنع زرخواہر بے پیر کے سر پر کپڑا نہ تھا شبیر کی ہمیشہ کے سر پر</p>
<p>چلائی کہ فریاد رسول عربی کی یہ تو مری شہزادی نواسی ہوئی کی</p>	<p>۵ اور پروٹا دربانہ دیا چھوڑ کے حلیم اک بی بی نظر آئی جھکائی سوئی</p>
<p>تھرا گئی حاکم کی بہن اسکے سخن پر بولی مرا بھائی ہے شریعت کے چلن پر</p>	<p>۶ ہاتھ اپنا دھرا ہند خوشایاں کے دھن پر وہ ظلم کر گیا یہ بھلا شہ کی بہن پر</p>
<p>اتنے میں کھلا تخت پہ ہاں ٹھٹھٹھ ٹلائی یاں ہند کو حلیم سے تجلی نظر آئی</p>	<p>۷ شک ہے تمہیں یہ خواہر شبیر نہ ہوگی ایسی تو میرے بھائی سے تقصیر نہ ہوگی</p>
<p>کرسی سے گرمی ہند خیز منہ کو پھرا کر سیریتی باہر گئی چادر کو گرا کر</p>	<p>۸ ہر سو سر شبیر نے کی جہلوہ نمائی پھر خوب شقی نے جو لب شہ پہ لگائی</p>

لرزے امر اکاںپ گیا حاکم اکفر	وہ پردہ سے نکلی یہ ہوا جامہ کا باہر
درباریوں کو حکم دیا تخت سے اٹھ کر	ہاں ڈھانپ لور و مالو چہ و نکو اسیر
ناموس مرا آتا ہے کھولے ہوئے سر کو	
آنکھیں میں نکلاؤ نگاؤ کجا جو ادھر کو	
بانوے حزیں سہم کے عابد کو پکاری	منہ پھیر لو تم بھی یہاں ہند آتی ہویاری
زمین یہ عجب قبر کا غصہ ہوا طاری	حاکم سے کہا سمجھے تجھے خالق باری
	ہاں ہند کا آنا تجھے دشوار ہے ظالم
	ناموس نبی قابلِ دربار ہے ظالم
لے تو ہی اب انصاف کرے حاکم یہ پیر	ناموس کا اپنے تو یہ پردہ ہر یہ توقیر
تشہیر کا فتوا ہے پے عترت شبیر	دربار کہاں اور کہاں جبا تہمیر
	واجب ہے تجھے بانوے دلگیر کی حرمت
	وہ ہے تیری حرمت یہ شبیر کی حرمت
شراب کے محل میں گیا وہ حاکم مٹکار	ہاتھ آنکھوں پہ کئے ہوا اٹھ اٹھ گئے حصار
سرسہ کارِ طاقت میں اور عترتِ اہلکار	اک دفعہ ہوئی سامنے سے ہند نمودار
	منہ فق ہوا ہوشاں شگے حضرت کی ہر
	عجب گری سپر شہنشاہِ زمن کے

چلائی غش آتا ہے سنبھالو مجھے بھیا	۱۱	لواب تو حقارت سے کیا لو مجھے بھیا
ہند آتی ہے دامن میں چھپا لو مجھے بھیا	۱۱	جنت میں اسی وقت بلا لو مجھے بھیا
ارکھ لیجئے پردہ مری عزت کا حیا کا		
صدقہ علی اکبر کی جوانی کی قضا کا		
یہ نوحہ تھا جو ہند قریب آگئی ناگاہ	۱۲	دیکھا کبھی زینب کو کبھی سوکھ شاہ
پہلو میں تڑپ کر یہ پکارا دل آگاہ	۱۲	یہ بنت یداشد ہے وہ ابن یداشد
سرننگ ہے یہ صاحب معراج کا کنبہ		
یا ہے یہ کسی سبکیں و محتاج کا کنبہ		
پھر جوڑ کے ہاتھوں کو یوں ہی دھوٹاں	۱۳	کیوں شرفا زاد ہو تم سب بوجھیاں
لوندی ہی ہر کوئی ساتھ کہ پوچھو پوچھو	۱۳	افسہ نے کہا مجھے کہ اے صاحب اقبال
سب قوم کے اشرف ہیں خاصان خدائیں		
بے وارث والی ہیں رقتار بلا ہیں		
زینب نے نظر فغہ پر کی منہ کو پھر کے	۱۴	خود ہند سے فرمانے لگی سر کو جھکا کے
محتاج ہو تھی کبھی سادات ردا کے	۱۴	اے بی بی گنہگار ہیں ہم اہل جفا کے
کنبہ ہے بلا میں یہ شہ کرب و بلا کا		
لونا ہوا کنبہ ہے یہ شاد شہدا کا		

حیران ہوئی ہند کہ شاہ شہداد کون پوچھا کہ بھلا خیر ہے یہ فاطمہ کا کون	۱۵	یہ نام سنا آج شہ کرب و بلا کون میں داری گئی آپکی ہیں خیر سنا کون
		بیٹی کوئی زہرا کی ہوا نہیں کہ ہو ہے بالکل کسی بی بی میں مری بی کی ہو
صاحب بھی ہو شائستا ہر مجھ بے پروا کو پہچانتی ہوں خیر حیدر کی صدا کو	۱۶	بھولی ہوں نہ زینب کو نہ میں خیر سنا کو آنکھیں مری دیکھ آئی ہیں دس روز خدا کو
		زہرا کی طرح خاص شیرازی ہو سو میں کہوں لکھنویں تم ہی بنت علی ہو
زینب نے فغان کی کہ یہ اسرار غضب ہے اس فلت و خواری کی سزا واروہ کب	۱۷	زینب کا پڑا رتبہ بڑا نام و نسب ہے بی بی وہ جگر بند شہنشاہ عرب ہے
		میں پیاروں موی کا ہیکو ہونے لگی زینب یہ کہتے ہی منہ دھانپ کے روئ لگی زینب
اس دم سر شہبیر بہ لرزہ ہوا طاری لے ہند بھی خواہر ہیکس ہے ہماری	۱۸	آنکھوں نے لہو منہ سے یہ کلمہ ہوا جاری بڑھ کر وہ پکاری ہیں اس آواز کے داری
		ہے ہے مرے مولایہ تر اس ہر لگن میں ہے ہے مری شہزادی یہ زینب کرسن میں

اقا کہو لشکر کو کہاں چھوڑ کر آئے

عباس کے رخسار منور نہ دکھائے

۱۹

قاسم کو نہ لائے علی اکبر کو نہ لائے
اصغر نہیں لونڈی کسی جھولے میں جھبلائے

آواز دی یہ سسر کہ تنہا نہیں ہم ہیں
سب کہنہ کے سر نیزوں کی نو کوئیہ علم ہیں

یہ شکے خواصوں کو دیا حکم کہ جباؤ

اس لونڈی کو مولائی عزادار بناؤ

۲۰

ہمسایہ کی سب عورتوں کو جلد لے آؤ
اور طور مجھے مروت کی دعوت کا تباؤ

بولامر شبیر کہ اجر اس کا خدا سے

دعوت کے عوض باقی سکینہ کو ملا دے

چلائی سکینہ کہ میں قربان تمھارے

بعد آپ کے ظالم نے طمانچے مجھے مارے

۲۱

باز و مری گھلوا دو بد اللہ کے پیارے
نیلے ہیں طمانچوں سے یہ رخسار ہمارے

فلتہ اسیروں کی خبر لیجئے بابا

چادر پھولی اماں کی دلا دیجئے بابا

عزیز و حادثہ نو فلک کھاتا

گلے بند ہے ہیں بن سب کا تھر تھراتا

۱

حرم کا قافلہ پیش یزید جاتا
نہ سانس لیتے ہیں قیدی نہ بولا جاتا

جو گرتے ہیں تو ستم گار نیزے مارے ہیں

وہ رو کے حیدر گزار کو پکارتے ہیں

<p>کہوں سیروں کا سبب الٰہی کیا ہو ہے بیرون سے بسکہ غلغلہ پیدا</p>	<p>۲ پہنچا بندہ ہے کامیاب و سبب تک بتول خلد میں حیدر کوئے رہی ہر صدا</p>
	<p>بلند کرتی ہے فریاد یا علی زینب چلو زید کے دربار میں صلی زینب</p>
<p>نئی جفا ہے کہ بارہ گلا اور گیس کہیں سنا ہے کہ دو طوق اور اک گردن</p>	<p>۳ اور اس سن سے طوق گراں کا رنج و غم اور ایک پاؤں میں بھاری دھلکہ آہن</p>
	<p>جو پاس آگے نہیں نروئے ڈراتے ہیں خدا کے واسطے بچے اٹھیں لاتے ہیں</p>
<p>جفا کے راہ کے کہتے ہیں کانتی نچریاں مگر کب آئے حضور زید بے ایمان</p>	<p>۴ غرض کہ داخل مجلس ہو بہ آہ و فغاں کہ چوب بید تھے اور شاہ کرب و دغاں</p>
	<p>چٹری تو ایک تھی ز ظلم و دنیاں تھے بزیر چوب کبھی لب تھے گاہ و دغاں تھے</p>
<p>یہ ظلم دیکھ کے زینب نے کر لیں آنکھیں بند تو آنکھیں کھولو نہیں ظلم ہو گیا دچند</p>	<p>۵ پکارا شمر یہ دربار کیا نہ آیا پسند فلک کو دیکھ کے روئے لگی وہ غیر تمند</p>
	<p>کہا زید نے کیا آسمان کو دیکھا وہ رو کے بولی کہ خالق کی شان کو دیکھا</p>

کہا نیرید نے تب شمر سے بطیش تمام
وہ بولی پوچھ بھی سے یہ جانکی مرانام^۶
یہ کون ہے کہ جو بڑہ بڑہ کے کر رہی کلام
میں دسے والی ہوں کنہ کی نہین کام

علی کی آئی ندامیری پیاری دختر ہے
مہر حسین پکارا ہماری خواہر ہے

نیرید جائزہ پھر قیدیوں کا لینے لگا
الٹ کے ڈالا ہے منہ پر پھٹا ہو کرتا^۷
نظر پڑی اُسے اک شانہادی ہ لقا
اور اس پہ پاتھو نے پروہ کیا ہر چہرہ کا

ہے سن میں خرد بزرگوں کا پر قرینہ ہے
کہا یہ کون ہے بولا عمر سکیٹہ ہے

نیرید حال سکیٹہ پہ دیا اور یہ کہا
وہ بولی چاہنا کیسا پرستھے مجھ پر ندا^۸
سکیٹہ تجھ کو بہت چاہتا تھا باب ترا
زبان پر تھا سکیٹہ سکیٹہ صبح و صا

سلا تے تھے مجھے شیر اپنے داماں میں
اور اتنے خاک میں سوتی ہوں زنداں میں

نیرید نے کہا جنت میں میوے ہیں اکثر
رطب رطب کہا اُس بے پیر نے تھلا کر^۹
سکیٹہ تم کو کہلاتا تھا کیا تمھارا پدر
دکھا کے نیل طمانچوں کا بولی دیکھو ادھر

پدر نے تھفہ سے تھفہ رطب کہلاتا ہے
اور ان کے بعد تو ہم نے طمانچہ کہا ہے

نرید بولار طب نے تو کہا نیکی ناواں

اگر سکینہ کی خاطر وائے طے تھے کہاں

۱۰

سکینہ بھوکے تو تھی ہو کے خوش بکاری کہاں

دیا شقی نے طبق میں سر امام زماں

پکاری جھہ میں سیر طب یہہ آیا ہے

کسی متسیم نے لوگو یہ میوہ کھایا ہے

اٹھایا اس نے جو پر پوش تو یہ آیا نظر

اوری وہ پہلے تو اور کچھ کہہ دیا دور کر

۱۱

تڑپتا ہے سر اک مردہ کالہو میں تر

رطب نہیں ہے رطب کے کہلاوا لے کا سر

سلام کر کے طبق سے اٹھالیا سر کو

لہو بھرا ہوا کرتا دکھا دیا سر کو

لہو کٹے ہوئے حلقوم کا جبین یہ ملا

حسین چھوٹے سے سن میں مجھے یتیم کیا

۱۲

لبوں پہ رکھ دئے لب پر بکاری یا ایتا

شہید بابا مجھے بچنے میں داغ دیا

شیر

جہاں سہاے جویوں جلد تم کو جانا تھا

تو صد جاؤں نہ اتنا مجھے بلانا تھا

۱۵

جیکہ دربار میں ناموس پیر آئے

سر کے بالوں سے چھپا رخ انور آئے

۱

بال کھولے ہوئے بے مقنع چادر آئے

بیڑیاں تھامے ہوئے عابد مضطر آئے

سخت آفت میں گرفتار وہ سب شخو تھے

رسیاں ایک تھی اور آہ کئی بازو تھے

کسی گھر پر نہ فلک ایسی مصیبت ڈالے رنگ رخ زرد زباں خشک لبوں پر	۱ وادریغا وہ ہجوم اور وہ پردہ والے تازہ اولاد کا غم جگر پر آئے
رسن ظلم سے چھلتے تھے میتوں کے گلے مائیں آفت میں گرفتار تھیں کیا زور چلے	۲ لٹ گیا گھر کہیں چھپنے کو بھی کو نانہ ملا قتل وارث ہوئے اور بیٹہ کے رونانہ ملا
شمر کہتا تھا کہ عالم کا غضب آئیگا قیدیوں میں کوئی رویا تو سنرا پائیگا	۳ سہمے جاتے تھے کشاکش میں ماز و سہمے روکے دیکھا کبھی عابد کو کبھی ماتھے
تھا مکین تخت مرصع پہ لعین غدار دست بستہ عقب پشت غلاموں کی قتل	۴ فرق پر تاج تھا اور بریں لباس زوتار نیچے رکھا تھا سراپا ک امام برابر
کرتے تھے بہر خوشامدیہ صاحب کور فتح پاتی تھی نبی فاطمہ پر عقل سے دور	۵ کس دلیری و شجاعت سے لڑی فوج حضور لیکن اس گھر کے نکھار جبری ہیں ہوا
آج ذوق سا جواں خلق میں متاثر نہیں ابن کابل سا جواں میں قدر انداز نہیں	۶ رُو سا جمع عراق و عرب روم کے تھے اور حرم با سر عیاں شہ منظلوم کے تھے

ایک نے تیرے چھیدا علی صغیر کا گلو	مر گیا باپ کے ماتحتوں پہ وہ بچہ مہر و
ایک نے حضرت عباسؑ کے کاٹ بازو	۶ جس سے ٹوٹی کمر پاک امام خوش
جس نے جو کام کیا تباہل انعام کیا	غل ہے لشکر میں کہ دو نوسے بڑا کام کیا
ادریہ رستم سے نہ ہو گا جو کی شمر کا	جب گرے خاک پہ گھوڑے سے شہ عرش مقام
کھینچ کر خنجر خوزیرے قتل امام	۷ کر دیا تخت دل فاطمہ کا کام تمام
کچھ وصیت کا سخن لب تلک لائے دیا	سز بھی سجدے سے نزاری کو اٹھانے دیا
سب یہ کہتے تھے ہوتا تھا خوشی وہ غذا	۸ حرم شاہ رسن بسترے کھڑے تھے ناچار
طیش میں آنکے یہ کہنے لگی زینب ار	کسی منصف سے اس دگر کو ادنا ہنجا
حال مقتل کا یہ آوارہ وطن جانتی ہے	جو ستم بھائی یہ گزیرے وہ بہن جانتی ہے
ابن کابل کی شجاعت کے ہیں بجا اوصاف	۹ اس سے سرزد ہوا یہ ظلم شجاعوں کے خلاف
یہ بھی جرات ہے کوئی دل میں ڈرا کر انصاف	اس خطا کو کبھی خالق نہیں کر نیکام
تیرے اس نے دل شیر خدا چھیدا ہے	دود دیتے ہوئے بچے کا گلا چھیدا ہے

ایک سے ایک لڑے ہے ہی دشمن عرب	جنگ میں ٹوٹ پڑے فاطمہ کے لال سپ
اس کی تعریف خوش ہوتا تو اٹھے غضب	۱۰ نہ حمیت جنہیں کچھ تھی نہ محمد کا ادب
یہ عداوت پسید لولاک سے ہائے	چڑھ کے چھاتی پہ جو سرتن سے اتارا تو کیا
جاگ کر راتوں کو زہر اچھے دودھ پائے	۱۱ ملے دولاکھ لے کر ایک کو مارا تو کیا
موسے نانائے نہ لوٹا کسی کافر کا بھی گھر	جسم سے کاٹ کے سر لاش پہ گھوڑ چڑھا
قید میں حاتم طائی کی جو آئی دستر	۱۲ بعد مرنے کے وہ سید کفن و گور نہ پائے
کہنے تھے دختر خواہ یہ کہلاتی ہے	تن عریاں کو عجب حال سے سن میں چھوڑا
اسکے ہاتھوں کو نہ باندھو مجھے شرم آتی	کہنہ جامہ بھی نہ سید کے بدن میں چھوڑا
تھا محمد کو تو کافر کی بھی حرمت کا خیال	۱۳ عورتوں سے نہ کوئی بولتا تھا بعد ظفر
منہ چھپانے کو نہ برقع نہ رولنے روال	خوداد سے احمد مرسل اور صفائی چاڑھا
کھوکھو کے بھائی کو مصیبت میں پڑی ہرزنب	۱۴ مائے سے تیرے ہوا آل محمد کا یہ حال
تیرے دربار میں سزنگے کھڑی ہرزنب	اپنے چھروں پہ بندھتے تھے کھوکھو کے بال

<p>سُن کے یہ شمر سے کہنے لگا یہ حکم شام غیظ میں آ کے یہ کہنے لگی ہمیشہ امام</p>	<p>کون ہے یہ کہ فصاحت کچھ کرتی ہے کلام ۱۳ اس سے کیا پوچھتا ہے مجھ سے سن اور انجام</p>
<p>اب تو قیدی ہوں سن بستیہ ہوں پیاسی ہیں جس کی امت میں ہے تو اسکی نو اسی ہونیں</p>	
<p>شمر کو دیکھ کے بولا وہ علی کا دشمن جب چھٹیں بند رسن سے وہ گرفتار محن</p>	<p>۱۵ کھو کہ قیدیوں کے بازو گردن سے رسن تب سکی نہ نے لیا کرتے کامنہ پردا رسن</p>
<p>باپ کے غم میں لزار جوتن میں تڑپا ایسا روٹی کہ سرپاک لگن میں تڑپا</p>	
<p>بولا حاکم کہ نہایت ہے تجھے باپ کی چا پاس جا کر جو لگی دیکھنے بانالہ واہ</p>	<p>۱۶ تخت کے نیچے یہ کیا طشت میں ہو کر تو لگا خون میں ڈوبا ہوا اسکو نظر آیا سر شا</p>
<p>طشت پر گر کے پکاری کہ یہ حال آپکا ہے لو بھوپھی جان یہی سر تو مرے باپکا ہے</p>	
<p>گو د میں لیکے سرابن علی چلائی ایسے بھولے کہ نہ بیٹھی تھی ناد آئی</p>	<p>۱۷ ان کھلی آنکھوں کے قربان تمھاری جاٹی اتنی مدت میں یہ کیا شکل مجھے دکھلائی</p>
<p>کیا خموشی ہے لب لعل تو کھو لو بابا کیا غضب ہو گیا کچھ منہ سے تو بولو بابا</p>	

<p>تیرا س چاند سے ماتھے پہ لگایا کس نے خون اس گردن نازک کا بہایا کس نے</p>	<p>حلق پر خنجر بیدار او بھرایا کس نے چھوٹے سے سن میں مجھے تیسے چھڑایا کس نے</p>
<p>اماں سپر مٹی ہیں کیا انھیں سمجھاؤ نہیں اڈ کر تے ہیں چھپا کر تھیں لہجاؤں میں</p>	<p>۱۸</p>
<p>سرسین کو باب محل میں لٹکایا سبھوں کو خلعت زریں عین نے پہنایا</p>	<p>۱۹</p>
<p>کسی نے پوچھا یہ کیا جشن ہے کہا یہ ہنس کے لہیں نے ہماری عید ہے آج</p>	<p>۲۰</p>
<p>ہے روز عید محرم کی روزگار گلے لگایا اوسے اور یہ سکر ا کے کہا</p>	<p>۲۱</p>
<p>ہمارے واسطے بیٹی یہ عید کا دل ہے یہ عید قتل حسین شہید کا دن ہے</p>	<p>۲۲</p>
<p>یہ میرے حاکم کو فہ نے اسکو قتل کیا نہ لکے پاؤں میں نعلین ہر نہ سپرے وا</p>	<p>۲۳</p>
<p>کوئی شفیق نہیں کوئی غمگسار نہیں جہاں میں اور کوئی ایسا سیرا نہیں</p>	<p>۲۴</p>

محل میں مجھ دوں دیکھو گی تم بھی قیدیوں کو	لباس فاخرہ اور زیور طے لایا پہنو
۱۴	بڑے گھر لے کی ہیں بی میان یقین سمجھو
یہ تخت رکھتے ہیں اب وہ نہ تاج رکھتی ہیں	
یہ شاہ زاد یوں کاسب مزاج رکھتی ہیں	
ہوا محل سے برآمد یہ کہہ کے وہ غدار	ادھر محل میں ہوئی صحبت طرب تیار
۵	ہر اک نے زیب کیا زیور مصرع کار
شروع ہو گئی تقریب ناچ گانے کی	
تھی سب کو منتظری قیدیوں کے آنے کی	
خبر یہ حضرت زینب کو ہو گئی ناگاہ	محل میں جائینگے قیدی یوں کمال تباہ
۶	ضرور ہوئی گلی وہاں ہند بنت عبداللہ
الم کی رچھیاں سینہ کے پار ہوئی گئی	
تھیں تباؤ میری آنکھیں چار ہوئی گئی	
ادھر تو دختر ہرا کو تھا غم جاں گاہ	ادھر کو ہند کا احوال تھا محل میں تباہ
۷	لی ہوئی تھی مگر خاک میں وہ عاشق شاہ
دعائیں کرتی تھی جو یہاں سچ وہ مست ہو	
ابھی آلِ پمیر کی خیریت ہوئے	

<p>کنیزیں پوچھتی تھیں یہاں آگ کیا ہے کہ شب کو خواب میں ہر کوئی نے دیکھا</p>	<p>وہ کہتی تھی تہہ وبالا میرا کلیجہ ہے کہ سر کھلے ہوے پار ہند وہ دکھیا</p>
<p>یہ تذکرہ تھا کہ روشن ہوا تمام وہ گھر حرم کی بو سے معطر ہوا سماں کیسرا</p>	<p>فلک کے ہاتھوں گریباں چٹا ہوا دکھا کسی کا خون جس پر لگا ہوا دیکھا</p>
<p>ادھر ادھر کہیں یاں دختر محمد ہے اے درود پڑھو فاطمہ کی آمد ہے</p>	<p>رسولِ نادیاں آئیں محل کی ڈیوڑھی پر پکاری ہندیہ بے ساختہ کھڑی ہو کر</p>
<p>کنیزاتے میں اک دوڑ کہ خبر لائی تڑپ کے ہند نے یہ بات اس کے فرمائی</p>	<p>کہا کہ بندی ہے حاکم نے ایک بھجوائی نہ مانوں میں مجھے خوشبوے فاطمہ لائی</p>
<p>یہ کہہ رہی تھی ہوا جو اسیروں کا آنا کسی کو ہند نے اصلانہ اُن میں پہچانا</p>	<p>یہ بے سبب ہند دل میرا بقرارا ہے اگرچہ حضرت زہرا نہیں تو زینب ہے</p>
<p>غیر قتل ہوے جس جگہ وہ رہا کہاں نسب تمہارا ہے کیا گھر کہاں وطن ہے کہاں</p>	<p>وہ اُن کے بال کھلے او وہ انکا شمار کہا کہ لٹ کے تو آئے ہو میں نے یہ مانا</p>

کتاب قبلہ و پیغمبر اپنا بتلاؤ	۱۲	امام عصر ہے اب کون یہ تو فرماؤ جو کچھ کہ ہووے مفصل زبان پر لاؤ
مقدمہ ہے یہ اسلام کا نہ شرماؤ		
علی وفا طہ کے لاڈلوں کو مانتی ہو		
ابو حسین کو کو تھا امام جہانتی ہو		
حسین کا جو لیا نام ہند نے ناگا	۱۳	نخل گئی دل زینب سے خود بخود اک آہ لے آؤ تو مرے آگے ذرا اُسے لٹاؤ
پکاری ہند کیا کس نے تالہ جاں کاہ		
بہے ہیں اشک غزا اس کلام کے اوپر		
یہ روئی کیوں میرے آقا کے نام کے اوپر		
پکاری فتنہ حسین انکے بھائی کا ہر نام	۱۴	شہید کرب بلا میں ہوا جو ششہ کام بہا کے اشک کہا نصہ نے نہ کر یہ کلام
وہ بولی سبط رسول خدا امام انام		
علی کا لال شہ مشرقین ہے بی بی		
غریب و خستہ جگر ہے حسین بی بی		
ہیں قیدِ ظلم میں اللہ بیگناہ ہیں ہم	۱۵	نسب تو پوچھتی ہے بندۂ الہ ہیں ہم محبت آلِ پیغمبر تو خواہ مخواہ ہیں ہم
یزید کے نہیں قائل خدا گواہ ہیں ہم		
کنینہ خالق بختا کی خادمہ کی ہوں		
قسم رسول کی لونڈی میں فاطمہ کی ہوں		

ہمارا قبلہ ہے کعبہ کتاب ہے قرآن	نبی ہمارا ہے دنیا میں احمد و نشان
امام کعبہ ہے اگر پوچھتی شیعہ مرداں	۱۶ خدا کے سامنے کہیں یہ پناہیں
جو کچھ بیاں کیا سب یہ طور پر بی بی	
مگر امام زماں اپنا اور ہے بی بی	
پکاری ہند کہ پھر شک کا شکے با باقی	امام عصر ہے اپنا حسین بن علی
تو کہتی ہے کہ امام زماں ہو اور کوئی	۱۷ خدا کے واسطے بتلا دے جلد بہر نی
یہ میں نے ناما دل و جاں انکو جانتی ہو	
تم اس امام کو گوتھا امام جانتی ہو	
پکاری فضہ کہ چوتھا امام ہے اپنا	۱۸ وہ بولی سو میں کا نام لے برائے خدا
زبان فضہ سے نام حسین پھر نکلا	اوی طریق سے پھر روئی دختر ہر
یہ نوحہ تھا مجھے برباد کر گئے بھائی	
میں جیتی بیٹی ہوں اور آپ مر گئے بھائی	
سراپنا پیٹ کے فضہ سے ہند نے چھپا	۱۹ اے بتا تو سہی کیا حسین قتل ہوا
جی بھی ہے خواب میں ہر اکونگے سر	وہی حسین وہی ہے یہ دختر ہر
غضب ہوا شہ والا سے چٹکئی زینب	
حسین قتل ہوئے آہ لٹ گئی زینب	

پکاری فضا زباں بند کرتوئے خوشی	مجال ہے یہ کسی کی جو لوٹے زینب کو
خزا تو غور سے لے بی بی خوب تم بچو ۲۰	حسین قتل ہو عباس جس کا بھائی ہو

وہ بی بی قید ہو بلوسے میں جاوے	
بہن حسین کی ہو بے ردا قیامت ہے	

پکاری ہند کہ اچھا نہ حال تباؤ	میں ماتہ جوڑتی ہوں تھوڑی پر غم کھاؤ
کہا کینزوں نے حاکم تکس فرما جاؤ ۲۱	وہاں طشت میں اک سر ہر او سکولے او

کہو زید سے واپس میں جلد کرونگی	
ستم حسین کی اوس سر کو میں رکھ لونگی	

یہ ذکر تھا کہ کینزوں کا اثر دام آیا	ہوایہ عل سر سلطان شہنہ کام آیا
پکاری نیت علی موت کا پیام آیا ۲۲	بہن کا نام بتانے سر امام آیا

کینزوں نے سر سلطان شہین رکھا	
حفور ہند کے لاکر سر حسین رکھا	

حسین جو آیا محل میں مشل ماہ	پکاری پیٹ کے سر ہند نیت عبد اللہ
ہو آؤ قیدیو دیکھو یہ کس کا سر ہے آہ ۲۳	صدادی سر نے یہ اعجاز سے بحال تھا

یہ دوست اپنی ہی ہرگز نہ تم چھپاؤ بھن	
یہ سر ہے بھائی کا زینب میں ہوں تباؤ بھن	

صدایہ سنتے ہی اٹھی بتول کی جائی
 حسین مر گئے زینب ہے قید میں آئی
 قریب ہند کے آکر یہ بات فرمائی
 چھپاؤں کیا کہ بتاتے ہیں خود مجھے بھائی

شہید
 لے بی بی فاطمہ کے نور عین کا پر سنا
 میں تجھ کو دیتی ہوں بہائی حسین کا پر سنا
 ہند

چرخ زبردستی کی و رنگی کہو نہیں کیا
 زینت طراز قصر ہے کنبہ یزید کا
 بازار شام کا کجا ال نبی کجا
 اور در بدر ہے عترت سلطان و سر

نایا کوں کے لئے و ماں ملبوس پاک ہے
 یاں بنت بوترا کے چہرہ خاک ہے

امینہ دیکھ دیکھ کے و ماں شاد ہیں تمام
 سرمہ لگا رہی ہیں ماں سب نے ناں شام
 حیران یہاں ہواں سول فلک مقام
 آتشو بہار ہی ہے یہاں عترتِ نام

واں زیر لب سی ہے ہرک خوش لباس کے
 یاں ہونٹ خشک ہو رہے ہیں ماری لباس کے

پازیت ماں ہیں پاؤں میں بازو میں نو تن
 و ان صورت عروس نبی ہے ہر ایک تن
 یاں شریاں میں پاؤں میں راتھو نہیں سن
 یاں بال کھولے روتی ہواکات کی لہن

واں قص و نغمہ اور دونوں سے دو چند ہے
 اور یاں صدا ہائے حسنا بلبست ہے

وان قہر قہر شبن امیرانہ تھا پ	یاں پیش حاکم آئے اسیران کربلا
منہ پھیر کر ایک نے محفل میں رو دیا	۴ پر ظالم زید بڑی دیر تک ہنسنا
زینب سے بولا گلشنِ ایماں قلم ہوا	تجھ کو بھی کچھ حسین کے مرنے کا غم ہوا
انکھوں میں آنسو بھر کے پکاری مئی بے ہوا	۵ میں کیا جواب دےں تجھ اس بات کا بھلا
یہ کلمہ روزِ حشر تو زہرا سے پوچھنا	۵ کیا خوب پر سا بھائی کا تو نے مجھے دیا
باتوں سے چاک کرتا ہی کیوں تو جگر میرا	خبر سے ایک دفعہ او تر و اسے سر میرا
یہ کہہ گئیں اُس پلید سے زینب نے رو دیا	۶ سب دبو لے چپ رہو کیا بس غریبوں کا
حشر کے روز فیصلہ اب اس کا ہو گیا	۶ لیکن زید خوفِ خدا سے نہ کچھ ڈرا
کہنے لگا کہ عیشِ ہمارے دو چند ہوں	شکر کشاکشِ سیلیانِ نداں میں بند ہوں
سوئے خرابہ آئے اسیرانِ ستم	۷ اٹھ کر محلِ سرا میں گیا دشمنِ حرم
بلو ا کے پاس ہند کو اپنے بصدِ شتم	۷ سرگرم خوابِ عیش ہوا بانہی ستم
کیا قہر ہے زید بہ آرام سوتا تھا	کمنہ نبی کا خانہ زنداں میں و تا تھا

<p>جھپکی پلک جو ہند کی دیکھا میان خوب اک قدسی بزرگ ہے یوں کر باخطا</p>	<p>اُترے ہیں آسمان سے فرشتے پئے عذاباً ۸ لے ہند بھاگ پہلوئے ظالم سے اٹھتا ہر</p>
	<p>رونا کیا تسبول علی و بتول کا کاٹا ہے اس لعین نے کلیجہ رسول کا</p>
<p>اٹھ بیٹھی ہند دیکھ کے یہ غم کا اجرا یہ ظلم و جور آہ پے آل مصطفیٰ</p>	<p>۹ بولی فلک کی سمت کہ کیوں چرخ کجاو یہ کہہ کے پھر وہ خالق پاکبر سے کی دعا</p>
	<p>یارب تو ٹھنڈا رکھو کلیجہ بتول کا روشن ہے چرخ مزارِ رسول کا</p>
<p>۱۰ فرما کے یا علی اٹھی پھر وہ فلک مقام ہو خیر و عافیت سے وطن میں مدد</p>	<p>بعد از نماز بولی کہ لے بسف و الکرام پھر کشتیاں طلب کیں بعد غزو حشام</p>
	<p>بے بین تھا جو دل شہ مصطر کے واسطے تخفے لگائے آلِ پیمبر کے واسطے</p>
<p>۱۱ سولا کے واسطے خرمصری کی اک عبا علقت برائے قاسم و اکبر جدا جدا</p>	<p>دستائے بہر حضرت عباس با وفا اور شاہزادیوں کے لئے زیور و ردا</p>
	<p>ملک گہر مکینہ مضطر کے واسطے سوئے ہنسلیاں علی صفر کے واسطے</p>

لہو کے قاطروں پہ سیلاب کیار	۱۱	لکھنے لگی عریضہ پئے شاہ نامدار
ناگ کہہا کسی نے کہے آسمان قار	۱۲	آئے ہیں کچھ پاسیر کہیں سے بحال زار
پہیل ڈرا ہوا ہے یہی شہر شام میں		
گھر ان کا ہے مدینہ خیر الانام میں		
یہ سُن کے آئی پیش یزید جہت شعار		لیکر رضا چلی سوئے زنداں بحال زار
شامانہ سب جلوس تھا ہراہ بصدوقا	۱۳	پروا کی نہ جوئی گردون بے مدار
یان ہند پر تھی شان بیری برس ہی		
زینبے ماں بھئی ایک داکو ترس ہی		
پہونچی غرض کہ تادور زندان وہ باون		بڑہ بڑہ کے لونڈیوں نے اسیرونکودی صد
ماں ماتھ باندھ کر ہو کٹے سب جٹا جٹا	۱۴	بولی یہ ہند لونڈیوں نے بکے ہی ہو کیا
اداب پاس ان کا مقدم ہر دہریوں		
یہ لوگ ہتھی ہیں حرا قہ کے شہریں		
یہ کہہ کے قیدیوں کو پکاری وہ خوشحال		تکلیف کی چونہ پئے رتبہ و الجلال
بہر سلام اٹھو گی تو ہو گا مجھے طال	۱۵	ہے ہے مجھے خود آپ ہی میں بات کا خیال
جس غم ہیں آپ نہیں اور غذا نہیں		
کیونکر ہوں آنکھیں حار کہ سر پر د نہیں		

طلب سے طلب آنے سے اس کے کام کیا باشندے تم مدینہ کے ہو میں نے سنا	۱۶ دیکھ کر اسے نہ مصیبت میں مبتلا اگر سچ ہے تو کہو خبر سرور ہوا
ان پر دزدوں حال سرور دیکھ کر پیلا ہے لوگو مزاج حضرت شبیر کیا ہے	
سب سے رہے خموش نہ پینے دی صدا معلوم کچھ نہیں خبر سرور ہوا	۱۷ مدت ہوئی کہ ہم سے ہمارا وطن چھٹا ہم بھی حسین ہی کے لئے کرتے ہیں بچا
انسورواں میں فرقت شاہ انام میں جی ہے لگا حسین علیہ السلام میں	
رو کر پکاری مہند کہ تم کون ہو تباؤ بس بس خدا کے واسطے آنسو نہ آیاؤ	۱۸ افسانہ اپنے غم کا مفصل مجھے سناؤ سر تو اٹھاؤ روئے مبارک مجھے تباؤ
وہ بولی غم دیا ہے فلک کی ستائی کو شوہر نے تیرے ذبح کیا میرے بھائی کو	
ایسی غریبی کیا زینب نے یہہ بیاں بولی کہ اب بخاطر سلطان جو چاہاں	۱۹ بے اختیار مہند کے آنسو ہو رواں میں قید سے چھڑاتی ہوں تلو بغروشاں
پر درمیان دو تہی مشرقین کو پہنچا دو میرا ہدیہ جناب حسین کو	

منگو کے پھر وہ کشتیاں بولی بصد	دستا نے دو ہیں یہ پے عباس با وفا
قاسم کا جامہ یہ یہ کبر کی ہو عبا	۲۰ کلثوم کی یہ شال بہ زینب کی ہو
ہے اک عبا یہ قابل امام مدینہ کے	
اصغر کے ہیں یہ طوق یہ گوہر سکینہ کے	
جب ہند نے یہ نام لئے سب جدا جدا	زینب سے ضبط ہو سکارو کے یہ کہا
۲۱ لے ہند بس کلیجہ ہے اب منہ کو آرا	تحفہ کے لینے والوں نے دنیا سے کی قضا
بے جاں پڑا ہے خاک پہ شکر امام کا	
سرکٹ گیا حسین علیہ السلام کا	
بے دست ہیں فرات پہ عباس نادر	اکبر کے سینہ سے ہوا نیزہ ستم کا پار
گھوڑوں کی ٹاپوؤں سے تن قاسم ہوا فگا	۲۲ اصغر ہوا نشانہ تیر حفا شعار
زینب کا حال ہو گیا ایسے مانے میں	
بھائی تو کر بلا میں بہن قید خانے میں	
یہ سب کجے کا پنے لگی وہ عاشق خدا	بولی کہ توبہ توبہ یہ کیا آپ نے کہا
قرآن جو تھا گلے میں حائل بصد ضیا	۲۳ بولی اوسے اٹھا کے یہ وہ نیکے پار
رکھو تو اس پہ ہاتھ کہ بھوکے ہوں پیسی	
زینب میں ہی سول خدا کی نوا سی ہوں	

۱۸	اے بی بی میں تو خود تمھیں کہتی تھی بیا	آل نبی بتانے سے کیا فائدہ بھلا
۲۴	زینب کو غصہ آگیا اٹھی بھبھکا	منہ کر کے کر بلا کی طرف کو یہی صدا
	صدیقہ ہوں یہ بات سہی جانتی نہیں	
	بھیا تری بہن یہ مجھے جانتی نہیں	
۲۵	جب ختر امیر عرب نے کئے یہ بین	دیوار پر خرابہ کی آیا سرسین
	بولایہ ہند سے سلطان شرقین	آل نبی کے بخت میں لکھا ہے شور و شین
	گردن کٹی ہے فاطمہ کے نورین کی	منہ (۱۸)
	ہاں ہاں یہی غریب بہن ہر حسین کی	
	جب سنی ہند کے آنکلی خیر زینب نے	یاس سہی کی سو افلاک نظر زینب نے
	شرم سے زانو یہ نہیوٹا لیا سر زینب نے	کہا اک ایک سب بادید و تر زینب نے
	خاک لیکر مرے چہرہ پہ لگاؤ لوگو	
	ہند آتی ہر کہیں محک و چپاؤ لوگو	
	اب نہ وارث ہر کوئی سہ پہ نہ کوئی والی	ہو گیا فاطمہ زہرا کا بھرا گھر حالی
۲	سخت جان و گئی ہوں ایک میں مع نیوالی	اقتدار اوسکو ہے اوریاں ہر پریشان حالی
	آئیگی آج یہاں ہند تو ذلت ہوگی	
	نام لونگی تو بزرگوں کی حقارت ہوگی	

<p>کتنا چاہتا تھا کہ مہاؤں پر آئی نہ اہل ہاٹے مہاؤں تو ہو جاتا یہ جھگڑا فیصل</p>	<p>سخت جانی سے ہوا عزت زینب میں خلل نام رہتا کہ ہیں مگرٹی بھائی کے بدل</p>
<p>کچھ بن آتی نہیں جہدم ہے مفقہ پھرتا میں اگر مرقی تو پھر کون کھلے سر پھرتا</p>	<p>کون پھر دیکھتا کٹے ہوئے بھائی کا کھلا باندھا جاتا رخن سلم سے بازوئیں کا</p>
<p>اب وہ آئیگی تو چھپنے کو کہ صحر جاؤنگی ہند اس حال سے دیکھے گی تو جہاؤنگی</p>	<p>یہ وہ رہا جو ہو جاؤں میں بچند میں کیا کروں تاکہاں جاکی چھپوں میں غم میں</p>
<p>یہ وہ جو غل ہند کے آنے کا سکیہ بنے سنا ماں تہلاؤ تو دروازہ پہ غل سے کیسا</p>	<p>لے اہل آ کے نہ رسوا جہان ہو زینب لے زمین تھوڑی سی جاد کہ نہاں ہو زینب</p>
<p>پھر ستائیں نہ کہیں آنکے اعدا مجھ کو مار بیٹھے نہ کہیں شہر طمانچا مجھ کو</p>	<p>ماں کے پاس آ کے یہ کہنے لگی گھبرا گھبرا کیا ہمیں بچنے کو آتے ہیں پھر اہل جفا</p>

اچھی ماں مجھے گودی میں اٹھا دجلی	دل مٹ کر کتاب کیلجے سے لگا لو جلدی
شمر دیکھنے نہ کہیں مجھ کو چھپا لو جلدی	بھائی سجاد کو پاس اپنے بلا لو جلدی
کچھ اسیروں پر غصہ حاکم بے پیر نہو	قتل کی عابد بیمار کے تدبیر نہو
روکے کہنے لگی بانو نہ ڈرو اے پیاری	اب بھلا کیا ہے جسے لوٹینگا گرناری
زن حاکم کے یہاں آنے کی ہر تیاری	سر کو نہ بیوڑا کے مرے پہلو میں مٹھواری
قید خانے میں وہ آتی ہے امیر کی طرح	اور ہم خاک پہ بیٹھے ہیں فقیر کی طرح
ایک دن وہ تھا کہ زہرا نے بنایا تہاؤں	خواب میں دیکھا تھا دیدار شہنشاہِ زمیں
آج باندھی ہو ستمگاریوں نے ہاتھوں سن	۹ میں ہوں محتاجِ ردا اور وہ محتاجِ کفن
دیکھوں کیا دولتیں قسمت مجھ کو کھلائی	خاک میں ملگئی جب ملنے کو ہند آئی ہے
سنستی ہوں عقد میں تعمی ہ بھی شہ واکا	مجھ کو پوچھے تو بتانا نہ کہیں گھر کے
پانی کیجیو نہ طلب خشکے باں کھلا کے	۱۰ بیٹھو قربان گئی زانو پہ سر نہ بیوڑا کے
باپ حضرت کو نہ سجاد کو بھائی کہنا	ماں نہ کہنا مجھے صدقہ گئی داعی کہنا

سرونیوڑا کے وہ کہنے لگی اچھا اماں	نہیں کرنے کی میں کچھ اپنی تباہی گایاں
لیکن اتنی تو اجازت دے ہمارے قریباں	ہند آئے تو میں پوچھوں ہیں کیا شایاں
مگر میں حاکم کے پتا بابا کا جو پاؤں لگی	
انگلی مگر پھر ہوسا تھکے چلے جاؤنگی	
ذکر یہ تھا کہ ہوی ہند کی آدا کبار	روشنی آگے تھی اور پیچھے کینسروں کی قطا
ہندی ہاتھوں میں لگی پہنی لباس رتا	اور تھی غرق جواہر وہ بعد غزو و قاتا
واں یہ سماں تھا سیروں کے دکھانی کیلئے	
یاں وائیں بھی نہ تھیں منہ کے چھپا کیلئے	
جب ہم ہند نے دروازہ زنداں میں کھلا	تب نگہبانوں نے گھبرا کے خواصوں کا کہا
عرض کر دو کہ ٹھہر جائیں حضور ایک ذرا	اک جواں ہراسی زندان میں محبوس بلا
یا تو بیمار کی آنکھوں کو ذرا بند کریں	
یا ہم اگر کسی حجرہ میں جدا بند کریں	
ہند ٹھہری تو یہ اگر کسی عورت نے کہا	دیکھ لائی ہوں میں بیمار ہر اک ڈکاسا
نہ پرستار ہے کوئی نہ دوا ہے نہ غذا	فاقہ کش سکیں و مظلوم گرفتار بلا
کھول سکتا ہے نہ آنکھیں نہ اٹھا جاتا ہے	
آہ آتی ہے جوب تک تو غش آ جاتا ہے	

زرد رخسار میں سونے سے ہے آنکھوں پر دم	ضعف ایسا ہے کہ سینہ میں سماتا نہیں دم
اور مہ نو کی طرح گردن پر نور ہے خم	۱۵ پنڈ لیاں سو جھبی ہیں مجھ میں کاشٹوں سے خم
رخ روشن سے عیان کی پدری ہوتی ہے	پشت کے نیل کھاتا ہے تو ماں دیتی ہے ڈ
ہند کے دل پہ یہ سنتے ہی کیا غم نے اثر	۱۶ کہا بتلاؤ گی وہ خاصہ باری ہے کہ سر
لٹا لٹا زمانے میں ہیں ایسے بھی بشر	ہاے اس حال کی پہلے سے نہ کی عجکوز
خود دوا اپنے دوا خانہ سے بھجواتی میں	روز دو وقت عیادت کیلئے آتی میں
ہند یہ کہہ کے بڑھی گے تو دیکھایاں	۱۷ خاک پر ایک جواں بیٹھا ہے خورشید جلال
بال ہیں کٹرے سے ضعف ہی چہرہ کیاں	طوق کے بوجھ سے گردن کا اٹھانا ہر محال
تکڑے تکڑے تن پر نور میں اک جامہ ہے	نہ ردا ووش پہ نے فرق پہ علامہ ہے
سامنے ہند گئی اور کیا جھک کے سلام	جوڑ کا تھوہرہ کی عرض کہ اے عرش مقام
ترک آداب ہے ہر چند یہ بتلائے نام	کہا مولائے کہ مظلوم و غریب ناکام
قید ہوں ظلم رسید بھی ہوں دابھی ہوں	اس لٹے قافلہ کا قافلہ سالار بھی ہوں

<p>ہوئی وہ کونسی بستی ہے جہاں تھا سکھ باپ کو پوچھا تو بولے شہ بے گور و کفن</p>	<p>رو کے فرمایا غریب الوطنی اب ہے وطن ۱۹ کہا ہمدوس ہے کوئی تو کہا طوق و رس</p>
	<p>دل کے جلنے کا سبب داغ پذیر بتلایا اوس نے پوچھی جو غذا خون جگر بتلایا</p>
<p>سن کے یہ ابراہیم ہند کے دل پر چھایا سبر جکائے ہوئے اک ایک کو روتا پایا</p>	<p>۲۰ کسی رانڈوں کے قسریں تو اوسے رونا آیا ہاتھ مل مل کے خواصوں سے یہ پیر فرمایا</p>
	<p>ایسی شہزادیوں کی مائے یہ تو قسریں ہیں کس کے ماتم کے مرقع کی یہ تصویریں ہیں</p>
<p>بازوؤں پر دین ظلم کے ہیں رہائے نشان ہوتے طسوکے ہوئے میں چہرہ نہ غریب عیاں</p>	<p>۲۱ اشک آنکھوں سے رواں خون سے ماتھے لپٹا چپ میں تصویر سے گویا کہ نہیں منہ میں لب لپٹا</p>
	<p>آ میں کیونکر نہ بہریں گویاں بہی خالی میں وطن آوارہ میں بے وارث بے دانی میں</p>
<p>اتنے میں جاڑھی اوسکی رخ زینت نگاہ گو کہ یہ خاک پہ بیٹھے ہیں بہ احوال تباہ</p>	<p>۲۲ منہ سے میا خٹہ نکلا کہ زہے عزت و جاہ پر عجب نور عجب شان سے اللہ اللہ</p>
	<p>غیر زہرا یہ کسی بی بی کا رتبہ کب ہے میں قسم کہاتی ہوں افاطریہ زینت ہے</p>

سن کے یہ ہو گئی قیاب علی کی جالی
مرونی سی سیخ بانو سے خیز پر چالی

۲۳

تہا یہ نزدیک کے پیٹ کے ہے یہ بیانی
ار گیا رنگ گمراہ نہ لب پر لائی

پر دل زار نے سینہ میں نہ آرام لیا

اک بیک ہائے پسر کہکے جگر تہام لیا

جب کہی بار کیا ہند نے رینٹ کلام

۲۴

شان ز سر کی عیاں تہی جو سر اپا سے تمام

منہ کو تکتی تہی مگر تہا سے جبر کا مقام

ہو گیا صاف نقیصے سے ہی ہمیشہ امام

بولی صدقہ تو مجھے ہونے دو قبر ان گئی

بس تہیں حضرت زینت میں چھان گئی

کہا زینت کے گاہ ہند یہ چلے گماں

۲۵

ہوں میں جس حال سے زینت کی تھی شکر شاں

دختر حیدر کرار کہاں اور میں کہاں

اوسکے بازو پہ کیے تھے رسی کے نشان

کہہنی نذاں میں کہلے سر ہی اوسے دیکھا تھا

کبھی بے مقنع دیا در ہی اوسے دیکھا تھا

دختر فاطمہ اور شام کے زندانیں اسیر

۲۶

کیا محمد کی نواسی کی ہے توقیر

بٹی محتاج ردا باپ دو عالم کا امیر

قید کیونکر وہ مولیٰ قتل ہوئے کیا بشیر

رتبہ میں دختر ز سر کے برابر کب ہوں

گر حسین اٹھ گئے دنیا سے تو میں زینت ہوں

کہہ کے یہ عیش و عشرت سلطان ب نقصہ چلائی کہ ہے ہے مری یکیں زینب	بیبیاں اٹھ کے لگیں سینہ سر پہ سب ۲۷ کون بچلے نہیں ہو گئیں بن بھائی کے
قتل شبیر کا احوال سنایا نہ گیا قید میں نام ہی غیرت سے بتایا نہ گیا	
ہند بولی ہوئی معلوم حقیقت ساری میں تو کہتی تھی کہ زینب سے یہی دکھ ساری	۲۸ ہے غضب لٹ گئی زہرا و علی کی بھاری ارے لوگو کہو کیا ظلم ہوا اک بھاری
کس نے بے جرم شہ جن و بشر کو مارا کس نے خاتون قیامت کے پسر کو مارا	
تب کہا ہند سے زینب نے بعد آہ و فغا سر تو شہر و نہیں پہرایا گیا بالائے سناں	پسر فاطمہ نے چین ابھی پایا ہے کہاں وہ پوپ میں چلتی ہے وال لاش امام و جہاں
مرثیہ	کون یکیں کی ہے میت کا اٹھانے والا
	۱۹ طوق زنجیر میں ہے قبر بنانے والا
زنداں کی طرف ہند کے آئین کی خبر چلائی ہے مقتل شہر والا کا کہہ رہا	زینب کا یہ عالم ہے کہ منہ اشکو سے تر ہے جاؤ نکلی جہاں لاش شہ جن و بشر ہے
ہند آتی ہے زنداں میں کہ مر جاؤ نہیں لوگو دل سے بچوں کہو اسی مر جاؤں میں لوگو	

ننگے پیر میں نہیں کس طرح چپاؤں	فورا جوز میں شق موتو دال شہاؤں
اللہ میں کس طرح مرے بہائی کو یادوں	بہائی کو جو وہ پوچھے تو کیا ادسکو تاؤں
افسوس شہ کرب و بلائی نہیں ہے ہے	باقی ہے ہیں دیکھو بہائی نہیں ہے ہے
یہ ذکر تھا جو شور یہ اٹھا کہ خبردار	لٹنے کیلئے آتی ہے یاں ہند خوش طوار
اے قیدیو! بڑھو پے تعظیم سب اکبار	ایجانہ کسی طرح کی موتے کہیں گفتار
کیون روئے موت شریف یاں لائی میں بلی	زندہاں سے پھرانے کو تمہیں آتی میں بلی
نکریہ یاں ہیوؤں کے آنسو جو جاری	اور شور ہوا درپہ کہ لو آئی سواری
تہیں شعلیں ہاتھ نہیں لئے نوٹیاں ساری	پسے موتے تہیں زیور و پوشاک ہی بہاری
کیون جرح یہ سامان ہوں ناموس شعلی کے	تحتاج ہوں چادر کو حرم ابن علی کے
الفصہ کہ داخل ہوئی زندا میں وہ اکبار	ہو یکبار در زنداں پسے اک صاحب آزار
عیسیٰ انفسی او سکی ہر اک بات سے ظہار	ہن بیٹھ گئی آکے سرے نہ وہ دل افکار
رو کر کہا حد بھی کچھ اس ظلم و ستم کی	دم توڑنے میں اسکے ہے ہمت کوئی دم کی

اس شخص کو بے دینوں نے زنجیر پہنائی	کیا ظلم ہے لوگو یہ محمد کی دوہائی
نے ماں نہ بہن سر پر نہ بابا ہے نہ بہائی	آزار کی شدت ہے جاں ہوٹو نہائی
مانند چراغ سحری خود یہ ہوا ہے	بیمار کو کس واسطے محبوس کیا ہے
اس نوجوہ کی آواز سے عابد ہوئے تیا	منہ پیر لیا آئی نظر سندھو اکبار
وہ بولی کہ کیا نام ہے اسے بکس و بیا	فرمایا یہ حضرت نے کہ حاکم کا گنہگار
وہ بولی کہ کیا آگلی زنداں میں بند ہے	فرمایا کہ غم باب کا کہانے کو ملا ہے
وہ بولی کہ نام پدر اسے بکس و مضطر	ارشاد کیا آپ نے مظلوموں کا سرور
پوچھا کہ نشان دیکھے از بہر پیسر	فرمایا کہ لب تشنہ ہوا جو تہہ خسر
آزار میں ہی رنج و الم دیکھ رہے ہیں	مان بہنوں کے سرنگے میں ہم دیکھ رہے ہیں
یہ سن کے اہی دلی ہوئی مند و فادار	وارد ہوئی جنت بیبیوں میں وہ حکرا مکار
اک بلی بلی نظر آئی یہ کرتی سوئی گفتا	۹ ویا میں میں جیتی ہی کیوں امیر کے غفار
گلشن کو اجاڑا ہے مرے کرب بلائے	اللہ دوہائی مجھے لوٹا ہے قضاے

کہنے لگی یہ ہند کہو مجھ سے خدا	وہ بولی کہ فرزند کو ناحق مرے مارا
یہ بولی کہ شوہر ہی ہوا قتل تمہارا ^{۱۰}	رو کر کہا سر سجدہ میں اوس کا یہی نامارا
اوس نے کہا اگر آپ کے شوہر کا کہاں تھا	
وہ رو کے یہ چلائی مدینہ میں مکان تھا	
پرسند نے پوچھا کہ پویشیر سے آگاہ	اچھا تو ہے بتلائے وہ سو سو نکاشا
ہر طرح رکھے عافیت و خیر سے اللہ	فاسم کا اوسا کہہ کا کیا یا کہ نہیں بیاہ ^{۱۱}
پانی تہی قبر میں نے یہ سورج و محن سے	
کعبہ کی طرف آپ سدا رہے من وطن سے	
آباد وطن کو کیا پیر کعبے سے آ کے	سچ کہے مجاور ہوئے یا کعبہ میں جا کے
ہمارا ہے زینب ہی شہر دوسرا کے ^{۱۲}	بجوانی ہوں زنداں سے میں تم سکو چرا کے
پیغام یہ پوچھا نامرا بنت علی کو	
کو وہ کونہ جائے دو کہی سبط نبی کو	
یہ سنتے ہی سر پیٹ کے چلائی وہ معلوم	ہم رونے کو جیتے ہیں گنا شاہ کا حلقوم
کہنے لگی کیا قتل ہوئے سید مظلوم ^{۱۳}	زینب کے کہا اون کو حقیقت نہیں معلوم
دیکھا نہیں ہم نے پسر شاہ نجف کو	
سنتے ہیں سدا رہے میں وہ کوفہ کی طرف کو	

چلائی یہ تب ہند کہ بی بی اور سر آؤ	۱۳	بالوں کو مٹاؤ مجھے صورت تو دکھاؤ
لشہ پر اکبار تو آواز سناؤ	۱۴	لوٹڈھی کو پئے حضرت نہ ہراندہ رلاؤ
پہچان گئی میں کہ نوامی ہو بنی کی		زینب تمہیں خواہر حسین ابن علی کی
زینب کے کہا قدر شناسی ہے تمہاری	۱۵	زندان میں اور حیدر گرار کی پیاری
باز وہی بند ہمار گئی چادر بھی تار		بنت اسد اللہ کی یہ ذلت و خواری
یہ حال جو ہے دختر زہرا و علی کا		سر کٹ گیا کیا سبط رسول عربی کا
وہ بونی نہ فرامیں جو حضرت نے فرمایا	۱۶	پر شرم کریں ترک نہ سزاؤ نہ پہنوا میں
صدقہ گئی چہرہ سے ذرا بال تو سر کا میں		بے ایک مری عرض سماعت میں آؤ لایا
سامان وہ سب لوٹ کا داخل ہووا ہے		بی بی مجھا دھیں سے ملی ایک عبا ہے
یہ کہہ کے کہا ایک کینرک سے کہ تو جا	۱۷	سند پہ دھری ہے وہ عبا جلد اٹھالا
وہ جا کے جولائی تو یہ زینب ہوئی گویا		لو بیو آئی ہے عباس کے شہ والا
اٹھو کر و غنیمت عبا ہے یہ بنی کی		لو گویہ نشانی ہے حسین ابن علی کی

آواز بنی آئی یہ بے سر کی عباس ہے زہرا نے صدا دی میرے دلبر کی عباس	حیدر نے کہا کشتہ خنجر کی عباس ہے فرمایا یہ شہرے زہرا در کی عباس ہے
مرثیہ قید خانہ میں ملاطم ہے کہ مندا آئی ہے روح قالب میں وہ زندان میں گہرا آئی ہے	تلا کے سینہ نے کہا جان گئی میں ایما کی عباس ہے یہی پہچان گئی میں بخت فاطمہ غیرت سے مولا جاتی ہے بے حواسی سے سرک باریہ چلائی ہے
کیا کروں کیا نہ کروں جلد بتاؤ لوگو اوٹ کر کے ہو کپڑے جھکو چھپاؤ لوگو	آسمان اور زمین سخت کدھر جاؤں میں معیول کے دعا مانگو کہ مر جاؤں میں
کس طرح ہند کے آغسے نہ کہیڑاؤں میں کوئی دیوار جوش ملا تو سما جاؤں میں	صدقہ اکبر کا حقارت سے بچاؤ لوگو یا کسی گوشہ میں لیجا کے بٹھاؤ لوگو
بنت حیدر ہوں کیوں قید میں شہر سید ہے اجائے کے مقتل کو چلی جاؤں	سسر پہلی ہوں کسی جہرے میں مجھے بند کرو مندا آئی ہے مجھے خاک کا پیوند کرو
گر بلا میں نہ یہ ذلت سے نہ رسوا لی ہے بے ردامیں ہوں تو بے گور میرا بھائی ہے	

<p>ناگہاں فضا نے دی اہل حرم کو یہ خبر میریں تھوڑی دیر کی ہیں جلو کے اندر</p>	<p>ہند آتی ہے بڑے جاہ و تجل سے ادھر سب کینزیں تو ردا اڈھی ہیں دھنگے سر</p>
<p>پر سواری بہت آہستہ رواں چلتی ہے ہر قدم ہند بھر جاتی ہے اور روتی ہے</p>	
<p>کہتی ہے قیدیوں کو شور و بکانے مارا ان کے سردار کو کس اہل جفا نے مارا</p>	<p>مجھ کو اس ہائے حسینا کی صدا نے مارا کیا وہ تید تھا جسے اہل دغا نے مارا</p>
<p>ایک بجلی سی کلیجہ پہ میرے گرتی ہے بتنگے سرفاطمہ آنکھوں کے تلے پھرتی ہے</p>	
<p>ہو گیا ذبح کوئی خاصہ باری لوگو لے جلو سے نجف میری سواری لوگو</p>	<p>انس و جن جو رو ملک کرتے ہیں باری لوگو ہو گی مشکل وہیں آساں ہماری لوگو</p>
<p>خیر سے ہیں مرے آقا تو وہ سوتے ہونگے ورنہ مرقد میں علی بیٹے کو روتے ہونگے</p>	
<p>وزیر زنداں پہ ہوا تنے میں انہوہ کمال قیدیوں اٹھو ادب سے کرو سب استقبال</p>	<p>بولے دربان پڑھے دولت و عمر و اقبال زنِ حاکم کل ہے زنداں میں نیر و اقبال</p>
<p>تشر شاہی سے جو تشریف یہاں لاتی رہے پردش کرنے کو تم سب کی حضور آتی رہے</p>	

لونڈیاں تھیں زینِ حاکم کی جلوچیں دال لنغزستہ تن و فاقہ کش و تشنہ دہاں	دیکھتی کیا ہیں کہ اک شیر ہے آہن میں نہاں منہ پہ سیلی کے نشاں پشت پر روک کے نشاں
ساقِ پافادہ سے زنجیر میں تھراتی ہے استخوانوں سے لرزنے کی صدا آتی ہے ؛	
سب نے منہ کر کے سوے ہندیہ کی نوحہ گری یا وفاق میں جبے خلق سے ہے بے خبری	دیکھے شام کے زنداں میں چراغِ سحری ۹ کیوں مسلسل کیا یہ تو ہے عدم کا سفری
کس نے دم بند کیا طوقِ جفا سے اسکا سلسلہ ملتا ہے کچھ شیر خدا سے اسکا	
گردِ عابد کے پھری ہند بہ حال تغیر بوئے وہ کون ہے بولی کہ کینہِ شبیر	رکھ دیا پاؤں پہ سراپنا ہٹا کر زنجیر ۱۰ السلام اے رسِ بطوق و سلاسل کے اسیر
ہے وصیت کا محل مرنے پہ تیا ہے تو کچھ کفن کیلئے رکھتا ہے کہ نادا ہے تو	
غم نہ کھا گور و کفن میں تجھے دوں گی ملکہ مرنے والے تیرا کیا نام ہو کہ ہے تباہ	ننگے سر تیرے جنازے کے جلوگی ہمراہ ۱۱ بولے مولا ابھی چالیس برس جنیا ہے آہ
نام سبکس بھی ہے قیدی بھی ہزارا ابھی ہے حال یہ ہے کہ اسیری بھی ہے آزا بھی ہے ؛	

ہند نے پوچھا مرض کیا ہے کہا بے پردی گھر جو دریافت کیا کہنے لگے ورنہ بدی	۱۲	روکے وہ بولی دوا کیا ہو کہا نوحہ گری بولی لیتا ہے خبر کون کہا بے خبری
		اٹھ کرنے کا سبب پوچھا تو شرمانے لگے تازیا نول کے قتاں پشت پہ دکھلانے لگے
بولی وہ کون سے عصیاں پہ ملی یہ تعزیر اُس نے منہ پیٹ لیا اور کہا کب سے ہوا یہ	۱۳	روکے فرمایا گزہ کچھ بھی نہیں بے تقصیر بولے دسویں تھی محرم کی جو پہنی زنجیر
		کچھ کفن کے لئے ہمراہ نہیں لایا ہوں باپ کو چھوڑ کے بے گور و کفن آیا ہوں
سن کے عابد کا بیان اُس نے خواص نے کہا لگیا حیدر کرار کی باتوں کا مزا	۱۴	خاص مکہ کے فصیحوں کا ہے لہجہ اس کا اب چلو بیوؤں سے پوچھیں اسے درنا
		پاس جب بیوؤں کے وہ صاحبِ حشمت آئی آلِ خاتونِ قیامت میں قیامت آئی
شانِ زینب پہ نظر کر کے کہا یا داور دیکھا بازو کو تو کہنے لگی ہو کر ششدر	۱۵	فاطمہ خلد سے زمان میں آئیں کیونکر کوئی شہزادی ہے ایران کی یہ ننگے سر
		قدرتِ خالقِ قیوم نظر آتی ہے کوئی زینب کوئی کلثوم نظر آتی ہے

بولی زینب کہ نہ لے زینب کلثوم کا نام ہے غضبِ فاطمہ کی آل کے حق میں یہ کلام	وہ نہی زرا دیاں میں قید میں اور کیا کام تو بہ کر ہوش میں آبی بی زبان اپنی تھا
	جن کو اللہ دینی عزت و حرمت دیں گے چادریں اُن کی بھلا صاحبِ یاں لیں گے
دن کو جس بی بی کی میت بھی نہ کلی باہر جس کی تعریف کی منبر پہ نبی نے اکثر	شام میں پھر لے لگیں بٹیاں اُسکی درو اُن کو لوٹیں گے مسلمان تجھ پر آیا بار
	بلوہ میں عسرتِ محبوب الہی آئی اور جہاں میں نہ قیامت پہ قیامت آئی
ہند اک ایک کے قدموں پہ گرمی گھبرا کے ذبح کر ڈالو مجھے ایک چھری منگو کے	اور دہائی دی کہ چپ تو نہ رہو شرما کے کس مصیبت میں پڑی ہوں میں محلِ آگے
مرثیہ نامِ شبیر کالیتی ہوں تو رو دیتے ہیں نامِ جب پوچھتی ہوں سر کو جھکالیتے ہیں	منبر ۳۱
ناموس نبی آئے جو زندانِ بلا میں آرام سے تھا کوئی نہ اُن اہلِ ولایت میں	سر پٹ کے روتے تھے وہ یادِ شہدائیں کرتے تھے بہرے حسنا کی صدا میں
	سونے کا ٹھکانا تھا نہ سامانِ حورش تھا در پر زنِ حاکم کی کنیر و نکا پورش تھا

اک لیکے خبر قیدیوں کی دوڑتی جاتی	اک ہانپتی حاکم کے محل سے ادھر آتی
گن گن کے کوئی پیاسوں کے سر شکباتی	۲ اک جھانک کے دیوار کے روزن و سناتی
ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ خاسوش رہو تم رونے میں مگر ہائے حسینا نہ کہو تم	
اس نام سے ہول آملہ بی بی کو ہمارا	دروازہ پہ سرنگے گھڑی کرتی ہیں زاری
یہ سنتے ہی زینب پہ قیامت ہو سی طاری	۳ عابد سے یہ رد کر کہا کچھ سنتے ہو داری
دیکھے گی ضرور آن کے ہند آل نبی کو کیوں کہنے کہ دارت تو چھپا لیگا پھر بھی کو	
پردہ کے لئے بھائی کو میں لاؤں کہاں	دیوار گرے سر پہ میں اٹھ جاؤں جہان سے
ہے کہ صبر اس وقت نکلیاؤں یہاں سے	۴ یہ کیا کیا تقدیر نے مجھ سوختہ جاں سے
پردہ کیلئے ہائے نہ شبیر کو چھوڑا بھائی کو قضا نے گئی ہمیشہ کو چھوڑا	
ناگاہ بڑھو اور بچو کی ہو سی اک دھوم	دیواروں میں شعل کا آجالا ہوا معلوم
رونے لگے سادات و ملنے لگے معصوم	۵ رو کر کہا زینب نے کہ یہ بھی میرا مقصوم
تب ہند ملی آہ نبی زاد سی سے چھٹ کر سیدانیاں بندی میں جبا میں یہاں لٹ کر	

ہر گام لہو ہند بہا قی ہوئی آئی	دل عرش کا مالوں سے ہلاتی ہوئی آئی
رستہ میں زرد مال لٹاتی ہوئی آئی	نذرِ شہ دیں پانی پلاتی ہوئی آئی
خیرات ادھر دی اور ادھر حق سے دعا کی	ہنویس راہی پس خیر نسا کی
دیکھا در زنداں پہ جو سرشہ کا دوبارا:	رو کر کیا انگشت شہادت سے اشارا
لوگو مجھے بے موت اسی سرنے ہے مارا	دربانوں سے فرمایا کہ در کھو لو خدارا
نستے ہی یہ آواز مشوش ہوئی زینب	یاں قفل کھلا اور وہاں غمش ہوئی زینب
ہوش اس کے گئے آتے ہی زندان میں کبار	دیکھا کہ چراغ سحری ہے کوئی بیمار
ہر چند اندھیرے میں نظر آتا ہے دشوار	پر اسکے بدن کی ہیں گیس صاف نمودار
لے سکتا ہے کر دٹ نہ اٹھا سکتا ہر سر کو	دم توڑتا ہے بند کئے دیں تر کو
سو مجھے ہے پاؤ نہیں ہیں دو بشریاں بھائی	شناؤ نیکی رس خون سے آلودہ ہر ساری
ناگاہ کنیز ایک قریب آ کے پکاری	یوسف میں جسے کتھی تھی ہے یہی داری
اس سے خبر حضرت نبیر کو پوچھو	اور شوق سے پھر خواب کی تعبیر کو پوچھو

ما تھے پہ رکھے اتھ جھکی ہند خوش ایام	کہنے لگی ٹر کر طرف عابد زیشاں
آداب بجا لاتی ہوں اے یوسف زنداں	حضرت نے کہا خیر ہے اے تشدد و حیراں
آداب میرا کیا کہ حقیر اور حزیں ہوں	
ہوں سو گز نشیں کنبہ کا اوز خاک نشیں ہوں	
یوسف تو مجھے کہتی ہے کس وجہ سے ہزار	وہ مصر کے حاکم تھے میں ہوں بکین باچار
وہ بولی بروح نبی و حمید درکار	چہرے ترے جاہ و جلالت ہے نمودار
شوکت میں جلالت میں سیری میں ہڈیاں	
اس عہد کے یوسف تو تھیں خلق خدا میں	
نام آیا مصیبت کا تو عابد مجھے گریاں	فرمایا یہ درجہ تو ہے یوسف سے فراداں
گھر سے گئے یوسف تو ہوئے مصر کے سلطان	ہم نکلے وطن سے تو بھرا گھر ہوا دیراں
یوسف نے فرمائے ہیں یہ محشر نہیں دیکھا	
ماں بہنوں کو بلوے میں کھلے سر نہیں دیکھا	
یوسف کا نقطہ باپ کی فرقت میں کڑھال	اور بعد جدائی کے ہوا وصل بھی حاصل
پر اتھ رکھے مرے جگر پر کوئی عادل	اٹھارے عزیز آنکھوں کے آگے ہوئے بھل
ہم گھر میں ہیں اور سفر کر گئے بابا	
ملنے کی بھی امید نہیں مر گئے بابا	

یوسف نے لہریا پ کا منہ پر نہ ملا تھا	۱۳	دل پیاس سورتن دھوپ کے کب لگا جاتا تھا
یوں طوق میں ورسی میں کب لگا لگا تھا	۱۴	یعقوب کا فرزند نہ کانٹوں پہ چلا تھا
یوسف پہ پٹے تھے نہ کبھی دتے جھاکے		یہ تو کہا اور رونے لگے پشت دکھا کے
آٹکھوں کو لا ہند نے دروں کے نشاں پر	۱۵	پرکان کھڑے اُسکے ہوں طرزیایاں پر
کی عرض تصدق میں لب لعل نشاں پر	۱۶	شیریں سخنی ختم ہے حضرت کی زباں پر
بالکل سپر فاطمہ کا طرزیایاں ہے		گویا ترے منہ میں شہ مردان کی زباں ہے
تم فاطمہ کے پیارے کے پیارے تو نہیں ہو	۱۷	ہے ہے کہو تہذیب ہمارے تو نہیں ہو
کے کے مدینہ کے تارے تو نہیں ہو	۱۸	بانو کی ضعیفی کے سہارے تو نہیں ہو
تم ہو حسن پاک کے داماد کی صورت		ملتی ہے بہت آپ سے سجاد کی صورت
اس ذکر کو شکر کہا فضلہ نے ادھر آؤ	۱۹	اے بی بی سرہانے پہ نہ بیمار کے چلاؤ
یہ بولی میں حاضر وہیں ہوتی ہوں ٹھہراؤ	۲۰	عابد سے کہا خواب کی تعبیر تو بتلاؤ
یوں تو مجھے کیا کیا نہیں ساماں نظر آیا		اک خواب مگر سخت پریشاں نظر آیا

ہے ماہ محرم کو مجھے اشکِ فشانہ	عاشور کو موقوف تھی نبضوں کی روانی
آعصر گئے سے مرے اُتر اٹھا نہ پانی	۱۸ میں پڑھ کے عشا سوئی جو اے یوسف ثانی
رویا میں نیا ظلم گزرتے ہوئے دیکھا	برقع سبز ہرا سے اترتے ہوئے دیکھا
حیرت ہو کہ بی بی تو ہیں حُبت میں باری	نامحرموں نے پھر پُردا کس کی اُتاری
بے ساختہ سجاد کے آنسو سے جاری	۱۹ ریزہ کے کھلے بالوں کو دیکھا کئی باری
فرمایا کہ صدمہ انہیں امتِ ذریعہ	۲۲
سرنگے کسی ہسیر زہرا کو کیا ہے	۲۲
جسمِ ایزدِ عزتِ مشکِ کشا ہوسی	زنداں میں بقیارِ سگینہ سوا ہوسی
جنت سے آمد آمدِ خیر النساء ہوسی	۱ لیکر بلائیں بوقت کی زہرا فدا ہوسی
بنتِ حسین ہائے پردہ کے روتی تھی	روحِ بتول ہائے پسر کے روتی تھی
لیکن کسی طرح نہ سکینہ کو تھا قرار	کہتی تھی ہاتھ باندھ کے زینب سے بار بار
بی بی کہو تو ایسے ہیں ہم کیا قصو وار	۲ زنداں میں جو ایسوں میں مثلِ گناہگار
سب اپنے اپنے گھر میں ہیں ہم قیغے میں	بے گھر ہیں آج آلِ پیر زمانے میں

صدقہ گئی تباؤ کہاں ہیں میرے پدر

آئیں پدر تو جائے سکینہ بھی اپنے گھر

دنیا میں باپ الے ہیں جو دست در پیر

کر تھیں کس مرنے سے حیات اپنی وہ پیر

ملکر گلے سے باپ کے سب بچے ہنستے ہیں

اک ہم ہیں دیکھنے کو پدر کے ترستے ہیں

ارمان میرے دل میں بھجے ہیں ہزار

پڑا کیا کروں کہ پدر ہی نہیں میرا

زینب یہ بولی تیری غریب کی میں فدا

۴

واری نہ رو آتے ہیں سلطان کر بلا

کچھ حادثہ پڑا ہے شہ کائنات پر

تیرے چچا کو دھوڑتے ہونگے فرات پر

القصد گزریے تین شب روز بول ہی آہ

سوئی نہ روز برب میں کوئی دم وہ نہ شہ

تھا چوتھی شب کو حال سکینہ بہت تباہ

۵

آخر کہا پھوپھی نے تجھے صبر دے الہ

قربان جاؤں بس کرو موقوف روزیکو

لو ہم کہانی کہتے ہیں بی بی کے سونے کو

بیسکے آئی پاس سکینہ جگر فگار

آغوش میں ٹٹا کے پھپی بولی میں نثار

سُلو سکینہ ہے یہ فسانہ بھی یادگار

۶

شیرب میں بادشاہ تھا اک صاحب قہار

دنیا سے تھا نہ کام فقط حق سے کام تھا

بیکس حسین ابن علی اس کا نام تھا

دو ہنس اس حسین کی تھیں یکیں و غریب

کلثوم ایک و سمری زینب بلا نصیب

بولی سکینہ واہ یہ قصد تو ہے عجیب

بس اک حسین میرا پدر حق کا ہے حبیب

بتلاؤ اے پھی کہ نہیں بچکو چین ہے

کیا اور بھی جہان میں کوئی حسین ہے

اس بادشاہ کی بہنوں کے لیتے ہو تم خونام

یہ نام دونوں میں میری پھیونکے لاکلام

زینب نے ہاتھ سے لیا اس وقت دل کو تمام

بولی کہ ان غریبوں کے ناموں سے کیا ہر کام

قربان جاؤں تم رہو سونے کے دیان میں

اک نام کے بستر میں ہزاروں جہان ہیں

اس بادشاہ کی بیایاں تھیں تین گلزار

کبر اسکینہ فاطمہ صغرا حبس گزگار

بولی سکینہ ٹھیر دیکھو بھی تم یہ میں نثار

ان شاہزادیوں کا کرو حال آشکار

کیا باپ سے مرض میں یہ صغرا جدا ہوئی

بن کر عروس بیوہ یہ کبر ابھی کیا ہوئی

بتلاؤ اس سکینہ کی تقدیر کا بھی حال

کیا شمر کے طمانچوں سے اس کا بھی منہ لال

تراؤ یہ سکینہ ہے کچھ صاحب جلال

یا میری طرح قید رسن میں ہے چوتھے سال

صدقہ گئی کہو یہ سکینہ امیر ہے

یا میری طرح یہ بھی یتیم و اسیر ہے

زینب غموش گئی سُن سُن کے یہ حال	بولی کہ اب میں کہتی ہوں مٹوں کا اویسے حال
زین العباد اکبر و اصغر تھے تین لال	۱۱ اُس نے کہا ہیت تو میرے بھائی خوشحال
یہ اکبر غریب جو سر زند شاہ تھا	کیا یہ بھی ہمیشہ رسالت پناہ تھا
کیا اُسکے بھی جگر پہ لگا نیزہ جھنا	کیا تیر ظلم کھا کے یہ اصغر بھی مر گیا
پہنے ہوئے ہر طوق زین العباد بھی کیا	۱۲ کیا منروں میں پھرتا ہے یہی سیاہ پا
کیا عارضہ میں اسکو بھی ظالم ستاتے ہیں	کیا تنگے پاؤں کاٹوں پہ اعدا پھرتے ہیں
رو کر جواب دختر زہرا نے یہ دیا	اُن کے بھی جو نصیب میں لکھا تھا وہ ہوا
القصبہ بی بی وہ جو امیر حجاز تھا	۱۳ اُس کو امیر شام نے لکھے خط و دعا
رہنے دیا نہ اسکو ملک نے مدینہ میں	بچوں کو لیکے نکلا رعب کے ہنسنے میں
آخر کو کر بلا میں جو پہونچا وہ بادشاہ	گرد اُس کے آکر ہو ہی کفار کی سپاہ
اک دوپہر میں گھر کا گھر اُس کا ہوا تباہ	۱۴ لشکر کو مارا بی بیوں کو لوٹا بے گناہ
اب اُس کو ننھے ننھے پسر دستگیر ہیں	وہ بے کفن ہیں اور حرم بھی اسیر ہیں

یہ کہنے پینے لگی زہرا کی نور عین
کہنے لگی بھیپی سے سکینہ بشور و شین
۱۵ منہ ڈھانپ ڈھانپ کے کئے ریڑیوں نے بین
واں شراب یقیں ہوا لے خواہر حسین

مرثیہ

ہے یہ کہانی قاطرہ کے نور عین کی
سب سرگشت ہو میرے بابا حسین کی

رائہ و نکالک شام میں جسم گزر ہوا
فرط حیات سے جسم پسینہ میں تر ہوا
۱ زالو چھک کر شہم سے اوچا نہ سر ہوا
ہر سو ہجوم دیکھ کے ٹکڑے جگر ہوا

پھر کر تمام کوچہ و بازارِ شام میں

تہزادیاں پہنچ گئیں دربارِ عام میں

تادیر کی یزید سے عابد نے گفت گو
محبوب ہو کے تخت سے اٹھا سیارہ
۲ رویا کئے جھکائے ہوئے سر کو عبث
دخل ہوا محل میں بد اطوار و تند خو

اپنے گھر دں کو روسیہ سب دماں گئے

زنداں کو اہل بیت امام زماں گئے

بیٹھے اسیر ظلم اندھیرے میں نگر سر
تھے کس قدر تھکے ہیں سجا خوش تیر
۳ ڈر ڈر کے دیکھتی تھی سکینہ ادھر ادھر
گرتے ہی دست و پا کی نہ مطلق رہی خبر

جاگے تھے رات بھر جو بہت سست ہو گئے

دیوار پر بخار میں سر رکھ کے سو گئے

بانو سے دہم یہ سیکھنے کا تھا بیاں	کیسا مکان ہو کہ ہوا تک نہیں جیاں
دیکھوں گی کس طرح سے بھلا شکل آسماں	۴ ہے زمین تک نظر آتی نہیں بیاں
اماں بہو کی جان خدا ہی بچائیگا	شب کو بھی کیا چراغ جلایا نہ جائیگا
ایسی ہی تیرگی ہو تو بس ہو چکی حیات	۵ میں جانتی ہوں آج ہی شب کو شبِ وفات
سوئے تھے لیکے سینہ پہ بابا تمام رات	عادت مری بگائے شاہِ خوش صفات
جب شمع گل ہوئی ہو تو گلاب کے رونے لگا	اماں بھلا کبھی میں نہ دھیری میں سوئی ہوں
آنکھوں نے آنسو پوچھے کسے سمجھا ہی جواں	۶ لوچپ رہو کہ بیٹھے ہیں در پر نگاہیاں
صدقہ ہواں کل اور ٹھہر جائیگا مکاں	نکلا ہے چاند آئینگی اب چاندنی بیاں
جھوٹے ہوا کے بھی کوئی ساعت میں آئینگے	داری ہم اپنی گود میں تم کو تسلّا میں گئے
نام خدا تھیں تو ہے صدقہ گئی شعور	۷ اصغر کو دیکھو سوتے ہیں جنگل میں ہے دور
اں سچ ہے بھر کے آہ یہ بولی وہ ملبور	۸ قسمت میری بری ہو کسی کا نہیں قصور
تم کچھ کہو مگر وہ بڑے خوش نصیب ہیں	انہی سب کے چاہنے والے قریب ہیں

ماں مٹی میں یہاں تھی غم انگیز داستان

آئی پہر کے بچنے کی آواز ناگہاں

ہشیا بھائیو یہ پکائے نگاہاں

بھاگے اسیر تو نہ پھیلے کسی کی جاں

ترپے دل اور جس جو وہ چسند ہو گیا

زنداں کا درسد کی طرح بسند ہو گیا

چلائی جلد اٹھ کے سکینہ غضب ہوا

اس نے گلے لگا کے کہا شکر کی ہے جا

قرآن جاؤں دل کو سمجھا لو پٹ خدا

دیکھو گزر گئی ہے پھرات میں ندا

اب تو نبی ہوئی ہے خدا پر نظر کر دو

تاصبح جس طرح سے ہو بیٹی بسر کر دو

تدبیریں ہاں ذکی پے تسکین عجب عجب

اس بات کس طرح سے بڑھا دبدب تم

رہنے میں رہ گئی جو سکینہ کو نصف شب

ناچا ہر گھر گو میں لیٹی وہ خوش لقب

سستی کمال خاطر نازک پہ چھا گئی

ایں جواں ذکیں تو ذرا نیندا گئی

سوئی تھی کوئی دم کہ بندھا آنسو نکا مار

دیکھا یہ خواب آئے ہیں سلطانِ ممدار

پھیلائی اتھ دھونڈتی اٹھی وہ دل فگار

جھک جھک کے دیکھتی تھی ہر لیک سمت برابر

کہتی تھی ہر غضب کا اندھیرا ضیا نہیں

بابا کہ ہر کھڑے مجھے سو جھپتا نہیں

تھے سب حرمِ تمیم کی باتوں پہ نوحہ گر ناگہ گئی زید کو اس حال کی خبر	۱۲	روتے تھے پاسبان بھی منہ ہاڑھانکے مچلی ہوئی ہے دخترِ سلطان بجز دہر
		زیادہ کر رہی ہے عجب اضطراب ہے بابا کے دیکھنے کے لئے بیقرار ہے
یہ بجاؤ فرق شاہ یہ بولا سیاہ رو تھی راہ میں چمک سرانور کی چار سو	۱۳	لیکر سرِ حسین روانہ ہوئے عہد زندیاں کے پاس جا کے جو دی گئیوں نے پو
		سیدائیوں میں حشر ہوا صفِ اولٹ گئی زندیاں کے در سے آگے سکینہ لیٹ گئی
خوش خوش کھڑی ہوئی تھی سکینہ لگائے پہیلی ضیائے حسن شہنشاہِ حق شناس	۱۴	اتنے میں ہوا جو در آئی گلونکی باس روشن ہوا مکانِ جدت سے تھا ادا
		دوڑے حرمِ حسین کی تسلیم کے لئے سجاد اٹھ کھڑے ہوئے تعظیم کے لئے
پھیلا کے دونوں ہاتھ دامنِ پیر جو می کبھی جس کبھی عارض کبھی دہن	۱۵	معصومہ فریادیں سلطانِ بے وطن تھا سر کے گرد مجمعِ اولادِ نجستن
		بکیں ہیں جدِ تھی شہِ مشرقین کی آنکھیں اسی طرف کو لگی تھیں حسین کی

<p>بیشی زمیں پہ لیکے سکینہ سیرام غش آگیا کہ لائی تضاموت کا پیام</p>	<p>۱۶ منہ رکھکے منہ پہ خوب کئے اُنس کو کلام پیشی سر پر سر کھچیں جب آگیں تمام</p>
	<p>تھا منہ پہ منہ کہ زیت کا نقشہ بدل گیا چھلی بس یک آئی وہیں دم نکل گیا</p>
<p>بابا سے مل ہی رہی ہوں کو یہ تھا گھماں وہی بس اب ٹھو کہ ملیں ادبی بیاں</p>	<p>۱۷ عرصہ ہوا تو بولی یہ شانہ ہلا کے ماں سنتی ہو دوپھی کو سر سرور زماں</p>
	<p>پایا نہ سمجھ جواب تو غم دل پہ چھا گیا رک کر کہا یہ سب نے کہ شاید غش آگیا</p>
<p>بانو نے جب زمیں سے اٹھایا سنبھال کر گردن کو اس طرف سے جو تھا مہجلی ادھر</p>	<p>۱۸ دیکھا تو اختیار میں ہے دست پانہ سر ہر ہے یہ کیا ہے ماں نے کہا تھا مگر جگر</p>
	<p>کس کو دکھائے فکر و ادغذا کروں زنداں کا وہ ہے بند سکینہ میں کیا کروں</p>
<p>کرنا اٹھا کے سینہ کو دینے لگی ہوا سجاد سے کہا کہ ادھر آؤ میں ندا</p>	<p>۱۹ زینب سے کی یہ عرض کہ پڑھئے کوئی دعا بیٹا بہن کی نبض تو دیکھو مرض ہے کیا</p>
	<p>چونکا ہے ہیں سب خبر دست دیا نہیں غش میں کبھی یہ حال کسی کا سنا نہیں</p>

دیکھی جو بھن رو نہ لگے عابد حسن میں
ماں ڈکھا تڑپ کے مجھے تاب اب نہیں
جو حال ہو خدا کیلئے کہہ چکو کہیں ۲۰
سجاد سر جھکا کے یہ بولے کہ مر گئیں

تکلیف دیجئے نہ تنِ پاش پاش کو
جلدی لٹائے کہ اذیت ہے لاش کو

چلائی ماں کہ ہاے مری جان مر گئیں
آخر ہوئی نہ رات سکینہ گزر گئیں
بیٹی کہاں میں ٹھہرنے جاؤں کہ گھریں ۲۱
گھبرا رہی تھیں تمام سے ادی کو گھریں

کیونکر ملا مکان کہو کیا پستا دیا
رستہ بہشت کا تمھیں کس نے بتا دیا

صدقہ گئی ہوا اس اندھیری میں اتقال
بیٹی یہ داغ دل سے نہ جائیگا ماہِ سال
فصہ نے پاساں سے جا کر کیا سوال ۲۲
دیدو کوئی چراغ تو احسان ہر کمال

ہو رشتی یہ رسم ہے سارے جہان میں
میت پری ہوئی ہر اندھیرے مکان میں

زنداں میں روشنی جو ہو کچھ دمِ سحر
بانو نے جھک کے روئی سکینہ پہ کی نظر
کانوں کو زخم دیکھ کے ٹکڑے ہوا جگر ۲۳
کرتے پہ چند خون کر دھبے ادھر ادھر

منہ زرد لاش فرشتہ زمیں پر بھرتی ہی
بالوں میں گرد خانہ زنداں بھری ہوئی

تھے ماں کو بین کیوں سی جاں کیا کرو علاج	اٹھتے نہیں نماز کو اچھا تو ہے مزاج
ہوتی نہ تھی کسی کے جگانے کی حیا	۲۴ کھلتی تھی آنکھ آپ سے ہر روز کیا ہے آج
	اعد اکہیں نہ آ کے جگا دیں یہ مصیان ہو
	بیٹی بس باٹھو کہ پرایا مکان ہے
زنداں کی گنگلی کا یہ تم کو ملال تھا	جب تک بن میں جان ہی کیا خلق رہا
آئیگی آج قبر میں فردوس کی ہوا	۲۵ بیٹی نیا مکان مبارک کرے خدا
مرثیہ	تکے نفیس نرم بچھونا نصیب ہو
	پھیلا کے پاؤں قبر میں سونا نصیب ہو
زنداں میں اہل بیت پیرا پیر ہیں	شدت میں تپ کی عابد پیرا پیر ہیں
شبیر بے کفن میں کھلے سراپا ہیں	بچے جو روئے ہیں تو مضطربا پیر ہیں
	رخ زرد ہیں یہ آل ہبیر کا رنگ ہے
	بارہ تو آفتاب ہیں اک برج تنگ ہے
اے چرخ کیوں نہ گر پڑا تو دام صیبتا	۲ شمشیر اور شہ کا گلو دام صیبتا
ریتی پہ مصطفیٰ کا لہو دام صیبتا	زنداں میں فاطمہ کی بہو دام صیبتا
	الشد کی پناہ یہ بدعت جہان میں
	حیدر کی بیٹیوں کے گلے یسمان میں

بچوں کو اضطراب تھا سب سے زیادہ تر لگتے تھے ہم سہم کے ہر دم ادھر ادھر	سینوں میں اے خوف کر تھا تا تھا جگر روتے تھے تابشام بلکتے تھے تا سحر
کرتے سمنہ کو دھانپ کے کرتی تھی پیایاں سوئے ہیں دیر میں نفل لگا کر نکا ہباں	چو کھٹے برس میں مجھوٹ گئی تھی حسین سے پھٹتے تھے دل حرم کے سیکند کے میں سے
یہ لکے نئے ہاتھوں سیٹھا جو اسنے سر زینب پکاری ہائے شہنشاہ بکروبر	کس بن میں چھپکے بیٹھ رہے ہائے بابا جال دھونڈوں نکل کر تم کو کہاں لاشہ زباں
راحت سے تم کو چھاتی پہ اپنی سلائی نگے بی بی کے بابا جان بھی پھلے کو آئی نگے	جو آپ ہلا ہوا سے لیکے جاتے ہیں جاتے ہیں گر کہیں تو پتہ دیکے جاتے ہیں
اس فکر سے ملا جو مل ناتواں کو چین خاموش ہو گئے حرم شاہ شہزادین	سینے میں اہل بیت کے ٹکڑے ہوا جگر بولی یہ ہاتھ تمام کے بانوے نوہ گر
ڈر ڈر کے چونک پڑتی تھی ہر دم حال تھا بکیں کو خواب میں بھی پد کا خیال تھا	آنکھوں کو بس چھپکنے لگی شہ کی دوربین گودی میں مانگی سو گئی وہ عاشق حسین

گودی میں چین پاکے جو غافل ہوئی ذرا	سو تھی اس نے خواب میں دیکھا یہ باجرا
اک روشنی زمیں سے ہے تاکہ سب	کو سوں سوا و شام میں ہر صبح کی ضیا
قدسی درود پڑھتے ہیں ساتھ آتے ہیں	غلِ حسین بیٹی سے ملنے کو جاتے ہیں
بیٹی سے شرنے اپنی مصیبت جو کی ہیاں	رونی میانِ خواب ٹرپ کر وہ نیم جاں
فرطِ قلق سے کھل گئی آنکھ اُنکی نا کہاں	دیکھا کہ تیرگی ہے وہی اور وہی مکاں
وہ روشنی وہ صحبتِ عشرت نرا گئی	کائناتیں بیروں کی پھر آواز آگئی
آنکھ نکول کے دیکھتی تھی وہ ادھر ادھر	خلوتِ یقی کہ کام نہ کرتی تھی کچھ نظر
مادرِ حبیب کے پکار سی پھر پھر	گھبرا کے بولی بانوے ناشاد و نوہ گر
قربان جاؤں کیا ہوا کیوں کے پاس ہو	میں تو کس نہیں گئی تم میرے پاس ہو
رہے محل کے سب حرم سردرِ شہید	اپنے محل میں چونک پڑا خواب سے بربد
گھبرائی ہندول پہ ہوا صد مٹہ شدید	بولی قریب یاں سے خرابہ ہی با بعید
آزار سن کے ٹکڑی مریدل کے ہوتے ہیں	یہ کون سے حسین کو سب مل کے روتے ہیں

اپنے گھروں میں چین سے سوتے ہیں لوگ سب	گزری ہر انکو پٹیتے روتے ہر نصف شب
ان قیدیوں پہ کونسا ہے صدمہ و تعب	۱۱ فاقوں سے کوئی مر نہ گیا ہوئے ہر غضب
لڑکی ہے یہ کوئی کہ بہت بلبلا تی ہے	
سینوں کے پٹنے کی صدایاں تکاتی ہے	
کہہ کر یہ بات بھی وہاں پیک تیر گام	جلد آ کے اس لے واں سے کہا اجڑا نام
شکر خواص گئی قریب امیر شام	۱۲ کی عرض مضرب ہر اسیارن تشنہ کام
زندہ ہے وہ مر لیں جو زار و نزار ہے	
لڑکی مگر ہے اک وہ بہت بیقرار ہے	
وہ شکل بھی رونے لگا سن کے یہ خبر	کہنے لگا خواص سے آخر وہ بد گہر
پہنچا خزانہ دار کو چسکم و ڈر کر	۱۳ زنداں میں بھیج دے جو ہر طشت طلا میں
ڈوبے لہو میں چاند سے رخسار دیکھ لے	
بیشی پد کی شکل پھر اک بار دیکھ لے	
برپا ہو امین کا رانڈوں میں غل ادھر	پہنچا جو سر کو لیکے وہ خازن قریب در
کھلو کے فضل کو یہ پکارا بچشم تر	۱۴ بھیجو کسی کو اے حرم شاہ بحر و بر
پہنچا ہے یاں کے رونے کا غل دسکے کا میں	
حاکم نے کچھ سکینہ کو بھیجا ہے خوان میں	

<p>سمجھے یہ اہل بیت کہ طالع ہوا قمر دیکھا ہو میں تر پسر فاطمہ کا سر</p>	<p>نفسہ نے بڑھ کر خوان جو کھولا بچشم تر گھبرا کے بی بیوں نے جو کی خوان نظر</p>
<p>راٹھیں جھکیں حسین کی تسلیم کے لئے سجاد اٹھ کھڑے ہوئے تعظیم کے لئے</p>	
<p>اُس حشر میں ہی نہ سکیںہ کی کچھ خبر لیٹی سر پر سے وہ معصوم دُر کر</p>	<p>سب سینہ زن تھی گرد شہنشاہ بحدو دیکھا جو اُس فریڈے شہ دیں کو جلوہ گر ۱۶</p>
<p>چلائی دیکھو خالق اکبر کی شان کو لوا ماں جان پاگئی میں بابا جان کو</p>	
<p>نے وہ ٹرپ تھی پھرنہ وہ زارخی وہ فحال بتیاب ہو گئے گود میں لینے لگی جواں</p>	<p>یہ کہے جھک گئی سر شہ پر وہ خستہ جاں غش ہو گئی تمیم ہو اسب کو یہ گماں ۱۷</p>
<p>زینب پکاری باپ کی عاشق گزر گئی گودی میں کس کو لوگی سکیںہ تو مر گئی</p>	
<p>بی بی سر پر سے اٹھاؤ تو ہر ذرا ساقط ہیں سفیدیں آپکھنڈے دوست پا</p>	<p>باز وہلا کے بانوئے ماشاد نے کہا باتیں ابھی تو کرتی تھیں آنسو بہا بہا ۱۸</p>
<p>منہ دیکھتے ہی زیت کا نقشہ بدل گیا کس وقت سانس رک گئی کب دم بخل گیا</p>	

دوا تہ جو رتی ہی یہ ماں کی سکینہ جہاں دھوئند دن نکل کر تم کو کہاں کی سکینہ جہاں ۱۹	مجھ کو بلاؤ تم ہو جہاں کی سکینہ جہاں مادر کو قبر ہے یہ مکان کی سکینہ جہاں ۱۸
	میں جانتی ہوں موت سے بدتر حیات کو اب کون سوئیگا میرے پہلو میں ات کو ۱۷
بچی یاں تجھے کہ صراف سوئد نے کو جائے چھٹ کر پدے گھر کیاں کھائیں طانچے کھائے ۲۰	اے نور دیدہ تم نے قیامت کے دکھ اٹھائے داری رس بندھی تری گردن میں آٹھائے ۱۹
	مجھ سا بھی کوئی بکس بے پر نہ ہوئیگا پہلو میں اس کے بیٹھے کہ اب کون روئیگا ۱۸
قربان جاؤں قیدی دایم بلا ہے ماں مجبور ہے غریب پیدست با ہے ماں ۲۱	آفت میں بعد بیڑ نبی مبتلا ہیں ماں بی بی کو دے کہا نے کفن بردا ہواں ۲۰
	پہلے ہی خاک میں ہو بدن سب آنا ہوا یہ جاؤ قبر میں یہی کرتا پھٹا ہوا ۱۹
ہنسیہ کو اٹھائے جو عاید بچشم تر زینب کا پرتی تھی کہ داری چلیں کدھر ۲۲	سب بی بیاں لپٹ گئیں میتے دڑ کر لیکر بلائیں کہتی تھی ماں سوختہ جگر ۲۱
مرثیہ	اماں کو چھوٹے جاتی ہو رونے کی واسطے بی بی چلیں مزار میں سونے کے واسطے ۲۵

<p>انسان کیلئے قید ہلاکت کا سبب ہے اُمید رانی کی نہ ہو دے تو غضب ہے</p>	<p>۱ بچو کوا سیری میں سلونج و تعب ہے اب درد سکینہ کا بیاں داد طلب ہے</p>
<p>باز د بھی رس سے چھلے گردن بھی جھلی ہے بچپن میں اسیری بھی تھی بھی ملی ہے</p>	<p>۲ جو تھا بریں آغا ز یہ سن کی ہے صغیری تھی جسکے بزرگوں کو دود عالم کی مامیری</p>
<p>سر کو درد دیوار سے ٹکراتی ہے کیا کیا پہلی جو اسیری ہے تو گھبراتی ہے کیا کیا</p>	<p>۳ ہر شب در زنداں پڑھ تبیر کی شیدا بکیں مرے ابا کو یہ پیغام ہے میرا</p>
<p>چلاتی تھی رو کر ہے کوئی رحم دل ایسا زنداں سے سکینہ کو نہیں چھوڑتے اعدا</p>	<p>۴ پالا ہے مجھے تم نے بڑے ناز و نعم سے اب اپنا جگر سخت کیا آپ نے ہم سے</p>
<p>ماں کہتی تھی پیغام کسے دیتے ہو داری یسی بیگیا اس دکھ میں خبر کون تمہاری</p>	<p>۵ تاریک ہے شب خلق خدا سوتی ہے ساری وہ کہتی تھی لوگوں نہ کرد فکر ہماری</p>
<p>اب تو نہیں رو کر میں ستاتی ہوں کسی کو ان باتوں سے جوتی ہے تسلی مرے جی کو</p>	<p>۶ ماں کہتی تھی پیغام کسے دیتے ہو داری یسی بیگیا اس دکھ میں خبر کون تمہاری</p>

یہ کہتی تھی اور چشم سکینہ تھی سیراہ	تہا در زنداں پہ کھڑی کرتی تھی وہ آہ
پیدا جو رہاں ایک ضیفہ ہوئی ناگاہ	۵ چلاتی تھی ہر دم کہ دوہائی میرے اشد
دو تھمے سے لاشے تو وہ گودی میں لڑی تھی	
اور خاک بھری مال پریشان کئے تھی	
پاس آئے سکینہ کے وہ بی بی ہوئی گویا	صدقہ تیرے پچن کی بیٹی کے دیکھا
تو رحم کے قابل ہے کہ بابا نہیں تیرا	۶ کیا کہتی ہے تو باپ کو اے باپ کی شیدا
میں حال تراستید والا سے کہونگی	
پیغام بخونی ترے بابا سے کہونگی	
تب رو کے لگی پوچھنے بنتِ شہ ابرار	تم کون ہو جو ہم سے غریبوں سے پیارا
وہ بولی کہ میں غمزدہ بکیں جگر افکار	۷ مظلوم پس مرده شہید زنگی عزادار
رونے کو ترے باپ کے لاشہ پہ چلی ہوں	
میں مادرِ مظلوم حسین بن علی ہوں	
میں وہ ہوں کہ بے گور پر حیرکا پڑا ہے	میں وہ ہوں کہ گھسوں گا کئی بار جلا ہے
اک لال مرابطن میں بھی قتل ہوا ہے	۸ یہ ہاتھ پہ لاشہ اُسی بچے کا دھرا ہے
یاں آئی تھی رونے کو اسی رنِ بلا میں	
اب جاتی ہوں سرٹہ بنے کو کرٹ بلا میں	

غش ہو گئی یہ سنے وہ شبیر کی جانی بانو کو یہ چلائی وہ گردوں کی ستانی	۹	ہوش آیا تو وہ بی بی نہ اسکو نظر آئی اماں مری دادی ابھی تشریف تھیں لائی
رد قی تھی اسیری پہ مری پیٹ کے سر کو پیغام میرا لے گئی اب میرے پدر کو		
اس بات سے سب بی بیوں نے لگیں راوی کس شان سے دادی یہاں آئی تھیں تمہاری	۱۰	رو کر کہا زینب یہاں آؤ تو واری پاس آ کے یہ کہنے لگی شبیر کی پیاری
سب آپ کا ساقی تھے تھامسراں کا گھلا تھا اور تازہ لہو دادی کو چہرہ پہ لگا تھا		
دو ننھے سے لاشے تھی لئے گرد میں ہرا زینب نے کہا دودھ اگلتا ہے جو بچا	۱۱	اک خون اگلتا تھا تو اک دودھ اگلتا اصغر ہے وہ اصغر ہے جو مارا گیا پیاسا
اور خون لگے سے جو اگلتا ہے وہ کیا ہی وہ محسن معصوم ترا چھوٹا چپا ہے		
بیتاب زیادہ ہوئی وہ شاہ کی دختر بھجوا دیا حاکم نے سب سبط پیمر	۱۲	اب لکھتے ہیں طالع جو ہوا مہر منور ناصر و تسلی ہو سکینہ کو میسر
صدمہ ہوا پھر اور سکینہ کے جگر پہ قربان ہوئی اے پدر کہہ کے پدر پہ		

میت کو لئے گود میں رقتی تھیں بھدیاں ہر وقت سیکند کا نہایت تھا ادھنیاں	۱۳	تھا کچھ نہ کفن کے لئے سیدانیوں کے پاس ماں کہتی تھی افسوس ہر جیتے نہیں عباس
دہ ہوتے تو تابوت بھی سامان سے اٹھتا پھوٹا سا جنازہ یہ بڑی شان سے اٹھتا		
حاکم کو خبر کی کہ بہت ہم ہیں پشیاں سولے پر کہہ کے وہ اب ہو گئی بیجاں	۱۴	یہ دیکھ کے گھبرا گئے زنداں کے نگہبیاں جس بچی کے رونے پہ گھر کتے تھے ہرکآں
کچھ دفن کی خاطر نہیں تشویش بڑی ہے سیدانی کفن کے لئے محتاج پڑی ہے		
یہ واقعہ پرسن کے بہت رویا وہ مکار بھجوا دوں میں تابوت و کفن جیسا پورکا	۱۵	بے رحم تھا ہر چند بہت حاکم غدار کہنے لگا چوہہ آہ یہ زینب سے بہ تکرار
حاضر ہے سب اسباب تامل تمہیں کیا ہے محتاج کی میت کے اٹھانے میں جزا ہے		
دیکھا تو اسیروں میں ہر اک حشر کا ساں زینب نے کہا درد کر یہ شمر سوساں	۱۶	زنداں کو چلا شمر عیس لیکے یہ فرماں سب سچ میں میت کو لئے بیٹھے ہیں حیراں
حاکم سے ذرا پوچھ لے تشویش ہے ہم کو میت کے اٹھانے میں ہر کیا حکم حرم کو		

وہ بولا سلام ہے سرکار ہماری
ہو جائیگی مدفن شہیر کی پیاری
۱۷

تبدیل کرو خون بھرا پیر من اس کا
میت سے صدا آئی نہ لینا کفن اس کا

مقتل کی طعن دیکھ کے زینب یہ پکاری
ذرا دتو تار بہن کیا کرے داری
۱۸

اس دکھ میں خبر آپس لیتے ہیں بھائی
اب غیر سکینہ کو کفن دیتے ہیں بھائی
۱۹

جب گل ہوا چراغ حرم قید شام میں
دیکھے ستم نیرید کے دربار عام میں
۲۰

دنیا میں داورس نہ ملا داد خواہ کو
جا کر نشان طمانچہ نیکے دکھلائے شاہ کو

غل پڑ گیا حسین کی عاشق نے کی قضا
چلائی صدقہ جاؤں مجھے دی ہیں دعا
۲۱

اصغر کو کچھ پیام بھی میں نے دیا نہیں
تم حل نہیں اور اماں نے نہ کیا نہیں

بابا کی پیاری امانکی پیاری زبان کو کھول		لائی ہوں شربت اے مری پیاشنی کو کھول
ماں دہی ہر دیدہ گوہر نشاں کو کھول	۳	ہماں بندھے گلے سرنہ جا رہیساں کو کھول
دادی کرھینگے بی بی کی زلفیں سہار لوں		
لواٹھو یہ پھٹا ہوا کرتا اوتار لوں		
اصغر کی بھولی باتیں سناؤ نثار ماں		اکبر کا ذکر کر کے رُلاؤ نثار ماں
سیلی کانیل ماں کو دکھاؤ نثار ماں	۴	بابا کو جا کے در پہ بلاؤ نثار ماں
ماتم کے غلغلے ہیں نہ رونے کو جوش ہیں		
بی بی جواب خموش ہی تو سب خموش ہیں		
منہ ڈھانپنے کا دت ہی پھپھلا پہر ہوا		بابا کو تیرے روتی ہوں ٹھٹھ ساٹھ دے مرا
کرتے سونہ کو ڈھانپ کے پہلو میں ٹھیکہ جا	۵	اماں کی مٹی اماں کو آواز دے سنا
ماتم سرا یہ گھر تھا تیرے مین کر نیسے		
زندان سونا ہو گیا بی بی کے مرنے سے		
یاں کس کو پاس رہتی تہہ کر بلا نہیں		بی بی کے ناز اٹھانے کی خاطر چھاپیں
نادر اماں ہر پانی نہیں اور غذا نہیں	۶	پر اب کفن کے واسطے مطلق ردائیں نہیں
اماں کو پاس ہنسنے سواندا اٹھا چکیں		
بی بی طمانچہ کھا چکیں گون بندھ چکیں		

ہوا کیا ہو بی بی پغصہ کبھی اگر رونے نہ دیتی تھی تجھیں یاں میں نہ اگر	صدقہ پدر کی پیاس کا بانو کو عفو کر قربان جاؤں شمعیں کا تھا مجھ کو ڈر
میں تو یہ کہہ رہی ہوں کہ تقصیر بخشید تم بھی کہو کہ اماں مجھے شیر بخشید	
تم نے جو شام سے میرے زانو پہ سر دھرا آئی ہے آج سونے کو خود میری مہ نقا	میں سمجھی تھی کہ کانوں کا کچھ درد کم ہوا اس درد لا دوا کی خبر تھی نہ مطلقا
آباد گو دکی تھی میری خالی کرنے کو سوئی تھی آج پاس میری بی بی مرنے کو	
دیش تھی جب بی بی کو ملک عدم کی راہ کہتی تھیں مجھے تمام کو بھی ہنگے تم تبا	ان موزوں مانگنا پیا زیادہ ہوا تھا واہ بادر نہ مجھ کو آتا تھا اے نور چشم آہ
اباں سے تم بچھڑ گئیں ماں تھی چھٹ گئی سمجھیں تھیں تم میں لٹ گئی وائٹ لٹ گئی	
اکبر جہان ہوتے تھے بابا سے ایک دم ابا ما امید ہو گئے دونوں طرف سے اہم	اصغر سے اور تم سے بہلتا تھا میرا غم دھیائے میرے دکھ کے لڑکھائے غم
تدبیر کیسی بھڑکی منجھستہ حال کی وہ چھہہنے کے گئے تم چار سال کی	

بانو کے من سُن کے حرم روئے بیشمار	۱۱	شکرِ غل پکارا یزید حبش اشار
بجھو ایاشہ کا سر بھی اور انگوٹھیں قرار	۱۲	آئی خبر کہ باپ پہ بیٹی ہو سی اشار
ایسی کسی کی موت نہ ہوگی زلمے میں		
سیدانی بے کفن ہی ٹری قید خانے میں		
اس سبکی پہ رویا یزید اور یہ کہسا	۱۳	جا کر کہو حرم سے کہ اے آل مصطفیٰ
احسان سے مرے نہ کرو غیرت و خیا	۱۴	سامان مجھ سے لے لو سکینہ کو دفن کا
پرے میں شب کے سوئپ واسن نکلیات کو		
زہرا کی طرح دفن کرو اس کورات کو		
آئے کئی ملازم حاکم سوئے حرم	۱۵	حاکم سے جو ساتھ کھا سب ہیک قلم
زینب پکاری آل رسول خدا میں ہم	۱۶	غیرت تو دم کے ساتھ ہی غیرت کتاہم
عصہ جو اسکے دفن میں ہوگا تو کیا ہوا		
بیگمربا پ بھی تو ہے رن میں پرا ہوا		
مرفے کا پردہ کرتا ہے اے بانٹی جفا	۱۷	مردہ جو شب کو دفن ہوا اس کا فائدہ
ادبے حیا غریب کی میت کا اٹھنا کیا	۱۸	پرواے شامیانہ درین نہیں ذرا
خیرات کو نہ لعل نہ یاقوت چاہئے		
نفسی ہی قبر چھوٹا سا تابوت چاہئے		

اب تو بڑا سلوک یہ ہر قیدیوں کے ساتھ	آیا ہے لوٹ میں جو ہمارا تبرکات
بجھا دے اس میں ہر علم شاہ نیکذات	اور وہ ردا کہ اوڑھی تھی زہرنے ماونہات
زنداں سے اپنے گھر جو سکینہ ردا نہ ہو	بس یہ داکفن ہو علم شامیانہ ہو
جب یہ پیام حاکم بے رحم کو گیا	اسباب دس نے بھیجا یا متفصل ہوا
سادات میں دوبارہ قیامت ہوئی	کفنا کے مردہ تنہے سے تابوت میں رکھا
زنجیریں پہنے عابد بیکس کھڑے ہوئے	میت کے گرد آنکے چھوٹے بڑے ہوئے
القصاص جنازے کو لیکر چلے حرم	مانند شامیانہ کے کھولے ہوئے علم
جب مقبرے میں شام کو پہنچے ایرغم	اور قبر میں اتارا وہ مردہ چشم غم
بالائے قبر ال حرم روئے شور سے	آواز آئی بچے کے رونے کی گور سے
جھک جھک کے دیکھا بیووں نے تو نظر پڑا	بیٹھے ہوئے ہیں قبر میں سلطان کر بلا
اصغر ہے انہی گود میں خواہر کو رو رہا	زینب نے لیکے ہاتھوں میرے کو یہ کہا
اپنی نشانی دختر خیر شکن سے لو	لو بھائی جان اپنی امانت بہن سے لو

بیٹی کو تو بلایا مجھے کب بلاؤ گے
کیا ایک مجھ کو سب کی غزائیں بلاؤ گے

۱۹

یا اور کچھ دنوں ابھی در در پھر آؤ گے
بے وارثی بہن کو نہ کیا تم چھڑاؤ گے

مرثیہ

آئی ندا کہ قید کی مدت گزر گئی
اب مخلصی ہو مرنا تھا جسکو وہ مر گئی

منہ ۲۷

جب باغ بیکسی نہ سیکنا ٹھاسی
اکھاٹو طمانچے شمر کے جب تک کہ کھاسی

اور درو دل نہ خوف کے مارے رنکی
بس کم تھا دکھ بہت تھوڑا برداشت لاسی

روئی تو ظالموں نے خجاستہ مار کی
آخر یہ حیردیکھ کے موت اختیار کی

گراہ کی تو شمر پکارا حموشس ہو
گہ شدت عطش سے پکاری کہ پانی دو

اور چپ ہوئی توجہ پوری نہ کہا کہ دو
کہ یاد کر کے رہ گئی بابا کی پیاس کو

سوئی جو آنسو پوچھ کے چشم پر آب سے
ہی حسین کہہ کر پھر اٹھ بیٹھی خواب سے

دل میں سا گیا تھا جو شمر لیس کا ڈر
فراو چھینتا ہے گھر شمر بد گھر

سوتے میں کانپ کانپ کے کہتی تھی ات بھر
آتا ہے ابن سعد چھپون جا کے میں کہ بھر

زینب بھی سنبھالو کیجو دھڑکتا ہے
سجاد بھائی دیکھو یہ حولی گھر کتا ہے

چپ تھی تو چپ تھی بولتی تو تھی ڈر سی ہو تھی آہ آہ بات میں لب پر دھری ہو ۴	واں شمر آیتن میں ادھر تھر تھری ہو گردن کی ریشمان لہو سے بھری ہو ۳
دم رکنے لگتا تھا تو رسن کھول دیتے تھے باہر جو شمر بولتا تو باندھ لیتے تھے ۲	
سرف درشت ظالموں کو بار بار کہا اشرے سبر بھی نہ پوچھا کہ کیا کہا ۵	بکیں نے سن لیا نہ کسی کو برا کہا دیکھا فلک کو یاس سی اور یا خدا کہا ۱
کیا کیا نہ خلق کلمے حقارت کے کہ گئی یکسی سے دیکھ کے منہ سب کا رہ گئی ۱	
بب پیاس لگتی روکے چپا کو پکارتی آمانہ جب کوئی تو خدا کو پکارتی ۶	دھکتے جو کان شاہ ہدا کو پکارتی جینے سے تنگ ہو کے قضا کو پکارتی ۲
کہتی تھی نے چچا نہ امام احمد ہے روانے کو عدد ہے رونے کو اہم ہے ۳	
حال شب وفات سکینہ ہے یادگار ملتی تھی شام وہ گلے رب کے بار بار ۷	گو یا کہ اپنی مرگ تھی بکیں پہ آشکار ماں کی بلا میں لیتی تھی وہ ماں کی غلگلا ۲
تسلیم کو بھیجی کی کبھی سر تھکاتی تھی تھی بے خطا پر سب خطا بخواتی تھی ۴	

کبر سے چپکے چپکے کبھی کرتی تھی بیاں رد کردہ پوچھتی تھی کہو تو کہاں کہاں	کل اک جگہ میں جاؤنگی اس گھر میں روانے میں تو قفل ہر گردن میں لپٹا
	یہ کہتی تھی کہ قفل لگا ہے تو کیا ہوا زنداں ہر بند روضہ رضواں کھلا ہوا
زنداں سے کہتی تھی یہ کبھی وہ اعراسم میت کسی کی تھی سی نکلے کی صبحم	ہو جائیگا کل ایک ترا میہان کم بانو سے یہ خطاب کبھی تھا بچشم نم
	اک تازہ موت ہو گئی نبی کریمؐ نے میں اماں لٹو گی آج کی شب قید خانے میں
بانو پکاری لٹ تو چکی اب لٹو گئی کیا گوہر چنے طمانچے لکے کان شوق ہوا	بی بی نہ نام لٹنے کا تو تم یہ میں فدا لٹنے سے میری بی بی کا پر دل نہیں بھرا
	زینب کی پشت نوک سناں سزدگاہ ہے پر میری پیاری لٹنے کی امید داہ ہے
اب کیا لٹو گی مال نہیں زہ نہیں رہا سہنے کو قید خانہ ملا کھ نہیں رہا	اکبر نہیں رہا علی اصغر نہیں رہا اتھوں میں لپٹاں بندھی یور نہیں رہا
	دولت ہر کوئی جسے زنداں میں کھو گئی رہا تھا جس کو رچکی اب کس کو رندگی

کبر ہے اور تم ہو یہ سجادِ دانا تو اں ۱۲ وہ بولی سب ہیں گوسلامت چم کہاں	گر یہ بچپن تو نام ہے درندہ ہوں کے نشان ماں نے کہا خدا نہ کرے اسے سیکندہ جاں
کی عرض دیکھ لوگی جو پچھلے کو ہوئیگا بابا کی رونے والی کو سب کنبہ روئیگا	
غم ہے تمہاری قید کا اور بے روائی کا ۱۳ نکلا گلخانہ طوق سے سجاد بھنائی کا	آگے مرے نہ طور ہوا کچھ رہائی کا ظالم نے سردیا نہ شہ کر بلائی کا
عزمہ کفن پہننے میں مٹی کے کیا رہا پر حریف سر پچی کا مری بے روارہا	
پیر و کے ماں کی بولی کہ بیجا ہی گیاں حاکمِ عدو زمانہ بنی سنحرف جہاں	کنبہ اسیر دیں پر ایا کفن کہاں ۱۴ کیا بیکی کا وقت ہی ہم پر کہ الا ماں
جیتے جی جب خبر نہ لی منے پر لگا کون بابا ہی کو کفن نہ دیا ہم کو دیگا کون	
اب موت میری سب مبارک کرے خدا جاتا ہے بنجار برادر کا بے دوا	موتے ہی میرے قید سے سب ہو رہا ۱۵ جنت کو ہم رواں ہو بدینہ کو اقربا
غل ہو سیکندہ لیکے بلا سب کی مرگئی حیدر کی پوتی شکلیں آسان کر گئی	

عابد سے پھر کہا جو نہ محبت کرے لیس پھر سوچھے پاؤں مکھ کے بولی نہیں نہیں	۱۶ جانا پسند کرنے کو تم قبر کی زمین ایسے مریض اٹھ کے سنبھل سکتے ہیں نہیں
	تکلیف تم نہ کرنا میری روح روئیں گی بھیا جہاں کی خاک میں مل بیگی
یہ کہہ کے ماں کی گود میں لپٹی وہ زوہ گر کپڑے لہو میں لال بدن سب لہو میں تر	۱۷ آنکھوں میں خواجہ باب میں آئے ہیں پیر لیکن نہ اتھ جسم مبارک پہ تھے نہ سر
	شہر گشتی ہوئی یہ کرامت دکھائی تھی پیہم مد اسکینہ سکینہ کی آتی تھی
پہچان کر سکینہ صد اے شہ زماں جب ہم ٹانچے کھا چکے تب آخر تم یہاں	۱۸ تسلیم کر کے لپٹی کہا واہ بابا جان کہتی تھی میں اب آتے ہیں یاں شاہ کیا
	کھلوا دینگی گلے کو میں اتھو نسے باپ کے سو آہ بھی نظر نہیں آتے ہیں آپ کے
شکل کشتا کے بیٹے کہوا تھ کیا ہوئے ہے یہاں تو اتھ بھی دونوں جدا ہو کر	۱۹ میںے سنا تھا قتل شہ کر بلا ہوئے گویا دماں زخم سے شاہ ہوا ہوئے
مرثیہ	۲۸ وعدہ پہ سر دیا ہے ترے بابا جان فر لے بیٹی اتھ کاٹ لے ساربان نے

اے مونو کیا سخت یتیمی کی بلا ہے پوچھو تو یتیموں سے کہ یہ واقعہ کیا ہے	اس رحم کا مرحوم نہ اس غم کی دوا ہے کس عمر میں یہ داغ سکینہ کو ملا ہے
	جب خاتمہ شاہ سرافراز ہوا تھا لکھا ہے کہ چوتھا برس آغاز ہوا تھا
اس سن میں فی باپ جدا ہونہ پسر سے پوچھے کوئی یہ در یتیموں کے جگر سے	نزرت ہوئی طفلی میں سکینہ کو پدر سے بچپن میں پیراٹھا ہو جن بچوں کے سر سے
آغاز اس اندوہ کا انجام قضا ہے یہ داغ یتیمی نہیں پیغام قضا ہے	
ہے رحم کہ طفلی میں پدر مرا ہر جس کا پسر سے سکینہ کے اٹھے جب شہ والا	دیتے ہیں اُسے غیر بھی شفقت سے دلا سا بیدار یہ کی شمرنے و احسرت و دردا
کھینچا کبھی بازو کبھی گیسوے سکینہ آزردہ طمانچوں سے کیا روئے سکینہ	
زنداں میں مقید جو ہوئے سب حرم شاہ بلوا ہوا اس درجہ کہ سہو دہوی راہ	انبوہ خلایق ہوا دروائے پہ ناگاہ سر شرم سے زنجیر پہ عابد نے رکھا آہ
تھا وہ عرق شرم اسیر دنگے نہ تن میں رہا تھا ہر اک عضو غم شاہ زمیں میں	

<p>مشغول جو تھے کھیل میں اطفال وہ سائے کہتی تھی کہ کیا ہو گئے، ہجھولی اڑا سائے</p>	<p>کرتی تھی سیکندہ وہاں حسرت سے نظائے ۵ بابا علی اصغر کو کہاں لیکے رہا سائے</p>
	<p>سب بچہ یہاں کھیلتے ہیں خندہ زباں میں میں کھیلتی تھی جسے وہ اطفال کہاں ہیں</p>
<p>ناگاہ نمودار ہوئی شامِ سریاں اکلک سے مخاطب ہوا وہ دشمنِ زرداں</p>	<p>آیا غضبِ لودہ وہاں شمرِ بدایاں ۶ اب جاؤ کہ ہوتا ہے مقفل درِ زنداں</p>
	<p>ہوئے گی رہائی نہ کبھی آلِ عبا کی کل دیکھو پھر سیرِ اسیرانِ بلا کی</p>
<p>یمن کے پریشاں ہوا انبجہ وہ سارا چلایا پدِ راس کا ربا دل پہ نہ یارا</p>	<p>گم ہو گیا اک شخص کا فرزندِ قضا را ۷ فرزند بھی بابا اسے کہہ کہہ کے پکارا</p>
	<p>وہ طفل لپٹنے جو لگا آ کے پدر سے پیدا ہوئی اک آہ سیکندہ کے جگر سے</p>
<p>بہرِ جگر کے دمِ سردیہ کی بانو سے گفتار کیا نام پر پیار سے لیتا ہے ہر اک بار</p>	<p>اس بچہ کو دیکھو تو کہ کیا خوش ہوئے لدار ۸ اک ہم ہیں کہ ہیں باپ کی نرت میں گرفتار</p>
	<p>دل میں جو میرے در دہرِ خالق یہ عیاں ہے میں کس کو کہوں باپ میرا باپ کہاں ہے</p>

ابا میرے ہوتے تو انہیں کہتی میں بابا	ابا پ کہاں حکو کہوں باپ میں دکھیا
یوں کوئی پدریٹی سو غافل نہیں ہوتا	حیران ہوں بابا کے وہ اتفاق ہوئے کیا
اعدا نے ہمیں قید کیا شام میں لاکر	بابا میرے کیوں مچھو نہیں ڈھونڈ کر آکر
یہ کہہ کے سکینہ یہ جو رقت ہوئی طاری	پس اے پدر کہلے کئی بار پکاری
ترپی جو زمیں پہ تو زمیں اہل گئی ساری	جھنجھلا کے کہا شمر نے پھر کرتی ہزاری
اب خوب رلاؤنگا تجھے میں خرد ونگا	رہ بھکوا سیروں سے جدا قید کرونگا
پھر شمر نے بازوئے سکینہ کو جو پکڑا	کنبہ کی طرف اس نے عجب بایں سے دیکھا
سب قیدیوں میں ایک قیامت ہوئی	سجاد کے قدموں پہ چل کر گری دکھیا
یوں لپٹی تھی بھائی سے وہ اس خوفِ خطر پہ	اک ہاتھ تو گردن میں تھا اک ہاتھ کمر میں
منہ دیکھ کے سجاد کا کہتی تھی وہ ڈر کر	اب آپ میرے رونے کے فصاں ہو برا
گرم سے چھٹی زیت میری ہو گئی کیونکر	اب رُودوں تو جو چاہے کرے شمر شکر
بھیا مجھے تو شمر سے اس وقت بچالے	اب رُودوں تو کر دیجو ظالم کے حوالے

ابن کی سو میں مئی نہ پھر روئی زہا	۱۳	اب دودا اگر باپ کو اپنے تو گنہ گار
فراؤ کہ اب چھوڑ دی مجھ کو یہ جفا کار		باز د میرا دکھنے لگا اے عابد بیمار
کس طرح جدا کنبہ سے ہوئے کی سکینہ		تم کہہ دو سہم کھا کر نہ روئیگی سکینہ
یہ کہتی تھی کھینچا جو تکر نے قصارا	۱۴	کرتا تو پھٹا تھا وہ پھٹا اور بھی سارا
تب عابد بیمار نے رو کر یہ پکارا		اے شمر یہ بن باپ کی بیٹی ہے خدارا
غافل تیری دہشت سے نہ ہوئیگی سکینہ		اب ایسا ڈری ہے کہ نہ روئیگی سکینہ
یہ سن کر جو زنداں سے گیا شمر ستم گار	۱۵	دربند کئے آنکے دربان ذاک بار
وہ خانہ تار یک تھا اور عتہ تار طہار		پھر زلیت سکینہ کو ہوئی اور بھی دشوار
دہشت جو اُسے شمر ستم کر کی بڑی بھتی		بند آنکھیں کئے گود میں بازو کے پری بھتی
اہستہ بھٹی کر روتی تھی بنت شہ ابرار	۱۶	ماں کہتی تھی لے لیکے بلائیں کہ خبر دار
ضامن ترے رونے کا ہوا ہے میرا بیمار		وہ کہتی تھی میں دروسے کا نوکی ہوں ناچار
ماں کہتی تھی ہاں درد تو کانوں میں بٹا ہے		سو جاؤ میں قبر بان گئی شمر کھڑا ہے

سوئی نہ ذرات کو بنت شدہ دیجاہ	گذری جودہ شب صبح نمودار ہوئی آہ
بھجوا دیا زندان میں حاکم نے سر شاہ	اُس سر کیلے چشم سکینہ تھی سیر راہ
	<p>لیں پہلے بلائیں سر شاہ شہدا کی</p> <p>بیاختہ بابا کہا اور جان نہ اکی</p>
ماں نے کہا بس ہو گیا شبیر کا ماتم	اب کون سکینہ کی طرح روئیکا ہر دم
چڑھتی تھی پھوٹے سے ہاتھو سی پیسہ	تازہ تھا اسی سے پسیر فاطمہ کا غم
	<p>گو شمر ڈراتا تھا نہ ڈرتی تھی سکینہ</p> <p>کیا نوہ پدر کیلے کرتی تھی سکینہ</p>
جے ختم سکینہ یہ پتیمی و خسر ہی	جب ہند نے پوچھا تھا کہ تم کوں بی بی
بتلا کے مجھے بولی کہ میں انکی ہوں لونڈی	نام اپنا نہ بتلایا کہ سب کنبہ ہے قیدی
	<p>پانی نہ پیا صبر کیا تشنہ لبی میں</p> <p>بچپن میں یہ غیرت نہیں ہوتی ہے کسی میں</p>
دو شمر گھر کتا ہے تمہیں اے میری پیایی	اب اور کے پستی نہیں چھاتی سے ہماری
دربار میں پھر مجھ کو لئے جاتے ہیں ناری	تم باندھ کے ہاتھوں کو سفارش کرواری
	<p>اصغر کو میں اب دتی ہوں سمجھاؤ سکینہ</p> <p>دربار میں بانو کے عوض جاؤ سکینہ</p>

اب ہم سے نہیں پوچھتی کب آئینگے بابا
اب نہ نہیں کہتی کہ دم گھٹتا ہے میرا ۲۱
اب نہ نہیں کرتی کہ کب چھوڑینگے اعدا
اب یاد وطن ہے نہ غمِ فرقتِ صغرا

مرثیہ
اب کانوں کا دھکے درد سنا تی نہیں ہمکو
اب نیلِ طمانچوں کا دکھاتی نہیں ہمکو ۲۲

دربار میں آمد ہے اسیرانِ بللی
حالتِ ہی بڑی عترتِ محبوبِ خدا کی
زنداں سے طلبِ حرمِ شاہِ ہدای
نے طاقتِ رفتار نہ مقدور بکا کی

فاقو نے کھڑے ہونے کی طاقت نہیں تیرا
دہشت سے ستمگازدگی لرزہ ہی بدن میں ۲۳

تھا شور کہ اے قید پو دربار میں جاؤ
خانی نے کیا رحم اب آنسو نہ بہاؤ ۲۴
کیا بیٹھے ہو زنداں میں قدم جلد اٹھاؤ
حلقے رسِ ظلم کے ڈھیلے کریں آؤ

حاکم کو دُعا دو کہ تمہیں شاہِ کریگا
قتل نہیں کرنے کا آزاد کریگا ۲۵

سکر یہ سخن کہنے لگی زینبِ ناچار
کیا کام ہے اب کیوں ہی بلا یا سرِ دربار
اک بار تو ہو آئے ہیں مجلس میں گنہ گار
نے سر پہ ردائیں ہیں نہ ہی طاقتِ رفتار

یجاؤ نہ بلوے میں اسیرانِ ستم کو
گھل گھل کے اسی قید میں جانے دو ہمکو ۲۶

میں سوگ میں ہوں کسی خوشی کسی ہانی	کس سے ملاں چھوٹ کے کیا جیتے ہیں بھائی
ماں جائے نے گردن تہ شمشیر کشائی	بھائی سے تو اب تباہ قیامت ہر جدائی
چرچا ہو کہ دنیا سے سفر کر گئی زینب	برسی نہ ہوئی بھائی کی اور مر گئی زینب
بتلاؤ خوشی چھوٹنے کی قیدت اب کیا	بیٹے نہیں بھر جسے ہونے کی تمنا
قاسم میں کہ اگر مجھے دکھلائی گئے سہرا	اکبر میں جنھیں دیکھ کے ٹھنڈا ہو کلیجا
لاشے بھی ابھی کہ نہیں پیار و نئے گڑ میں	آباد تھا گھر جسے وہ جنگل میں پڑی ہیں
فرمانے لگے رو رو کہ تب عابد بیمار	اس وقت پھی جان مناسب نہیں تھرا
کیا بس ہر اسی طرح چلو پھر سر دربار	دیکھیں تو کہ اب کہتا ہے کیا حاکم غدار
کہہ رہی ہیں کی سبط پیر کی زیارت	شاید ہو پیر سرور کی زیارت
رو کر کہا زینب بے جو مرضی تری پیارے	مختار ہو تم اب تو میں ہوں ساتھ تھارے
شکر یہ سخن قیدی قیدی اٹھے سارے	پران کے قدم کانپتے تھے ضعف کے مارے
نورانی بدن گرد غریب سے اٹھے تھے	بکھرے ہوئے تھے بال گریبان پٹھے تھے

اِس حال سے بچو بچو جو وہ بکس سیر دربار	تعلیم کو مند سے اٹھا حاکم غدار
کافی گئیں جب بیڑیاں در طوق گرانبا	۸ گردن کو جھکا رونے لگے عابد بیار
صد سے جو اشکِ شہِ خوشنوکل آئے	اِس وقت تو حاکم کے بھی آنسو نکل آئے
اُس وقت یہ عابد سے لگا کہنے وہ جلاد	محبوب نہایت ہوں میں اے تیرے سجا
تھا دشمن شہِ ابنِ زریا دستم ایجا	۹ میں خائے زہر اکونہ کرتا کبھی برباد
شہِ زندہ ہوں میں قتلِ حسین ابنِ علی سے	شکوہ نہ مرا کبھو رسولِ عربی سے
یہ کہے سب بابِ شہیدِ نکامنگایا	تب شمر لباسِ شہِ دیں کشتی میں لایا
سجاد کا دل ہیمنہ میں اُس وقت بھرا آیا	۱۰ سرِ پیٹ کے یہ زینب بکس نے سنایا
اُس وقت میری چھاتی بھٹی جاتی ہر لوگو	بھاتی کے مرنے جلن کی بواتی ہے لوگو
القہر دیا لوٹ کا اسبابِ ستم گر	عابد سے کہا اب تو عمار کو سر پر
اور حضرت زینب سے کہا اڑہ لیں جا	۱۱ عابد نے کہا باندھوں عمار بھی کیونکر
ہے چاک گریبانِ علی بیٹے کے غم میں	سرنجے محمد ہیں نواسے کے الم میں

لبوس نہ در کاہے نے اب زریزور شکوہے مجھے میرے پدر کا سرانور ۱۲	بہر حسن وحید روز ہر او پیسہ تا دفن کروں قبر میں لاشے سے ملا کر
	بابا سا بھی میرے کوئی مظلوم نہیں ہے جس کا سر پر نور کہیں لاش کہیں ہے ۱۳
سُن کر یجن کہنے لگا حاکم بے پیر جو شیر کی پی کے پلا فاطمہ کا شیر ۱۴	سب کچھ دیا پر ایک نہ دو لگا شیر شیر طاقت تھی کہ کوئی اُسے کرتا تہہ شمشیر
	کچھ اور نہیں بعد ظفر ہاتھ لگا ہے زیر میں نے ٹسایا ہے تو سر ہاتھ لگا ہے
سجاد نے فرمایا کہ اے حاکم مکار خود تو نے کیا قتل کا شیر کے اقرار ۱۵	وہ غدر ابھی تھا یا ابھی کرتا ہے گفتار خون شہد ہے تری گردن یہ تسمکار
	اُس دن مجھے محبوب یہ بیدا کریگی جب فاطمہ اللہ سے فریاد کریگی ۱۶
دیا نہیں گر مجھ کو میر سبط پیسہ یوں جاؤ لگا گھر کو تو یہ فرمایا نیکے حید ۱۷	اں بارہ اسیروں کی بھی سرتن سے قلم کر سرباپ کا بھی لے نہ سکا عابد بے پر
	ہمراہ لیا رانڈوں کو اور روکے پھر آیا غزبت میں میرے لال کا سر کھوکے پھر آیا ۱۸

ناگاہ صدا سبط پیمبر کی یہ آئی گر ہو گئی تیرے بھی سردن میں جدائی	۱۶	سجاد خدا کے لئے کرنا نہ لڑائی پھر ہوئی دوزخ سے نہ امت کی ربائی
گر سر نہیں دیتا تو نہ دے کچھ نہیں پروا دنیا میں ہے گامیری مظلومی کا چرچا	۱۷	مظلوم ہو مخموم ہوا درختہ جگر ہو لازم ہے تھیں صبر کہ صابر کے پسرو
مقبول تو ہدیہ ہوا درگاہ خدا میں پھر لیتے نہیں دیتے ہیں جو راہ خدا میں		بے سہی ہیں قبر میں تم گاڑیو بیٹیا اب سے بھی اگر سر تو نہ لو خدا ہوا بابا
حاکم نے بگڑ کر کہا جلا د کو لاؤ زینب نے کہا یا اسد الشہاب آؤ	۱۸	سجاد خریں کو تہہ شمشیر بٹھاؤ بابا میرے بیمار بھتیجے کو بچاؤ
کیا ہے کہ عیاں زور ولایت نہیں کرتے صدقہ گئی پوتے کی حمایت نہیں کرتے		
تلوار کو کھینچے ہوئے آیا جو ستار آواز ید اللہ یہ پیدا ہوئی اک بار	۱۹	سجاد سے لپٹے حرم احمد مختار کیوں تخت الٹ دوں تیرا لے ظالم غدار
سب لوٹ لیا باغ رسولِ عربی کا باقی ہے چراغ ایک ہی ابنِ علی کا		
شریہ		منہ ۳۰

بلا اٹھا کر حرم کربلا میں آؤ ہیں	بیضِ شام کے والِ شفا میں آؤ ہیں
عجب شکوہ سے دشتِ بلا میں آؤ ہیں	غمِ حسین میں یا خدا میں آتے ہیں
جگر کے ٹکڑے بھرے دامنوں میں آئے ہیں	یہ قبرِ شہ پہ چڑھانے کو پھول لائے ہیں
بحار میں ہر رقم یہ روایتِ جانگاہ	جب آئے اہلِ حرمِ جانبِ شہادت گاہ
نگلِ شمع ملی بیکسوں کی قبر پہ آہ	مجاوری کو فقط جابر ابنِ عبد اللہ
قریشی آئے ہیں اور ہاشمی بھی حاضر ہیں	مجاور و نئے مسافر بھی سب مسافر ہیں
دو تالیانے ہیں بالائے قبرِ بطریقوں	وہ اک تو رحمتِ حق ایک و آہِ قبول
فلک سے خود ملک کا ہر نوحِ نوحِ نزل	زیارتِ شہِ مظلوم کر رہے ہیں حصول
کھد سے اکبر و اصغر کے داغِ روشن ہیں	مزارِ ایک ہچر دو چراغِ روشن ہیں
لبِ فرات ہے سدا کی قبرِ عالیجاہ	جو وہ ہے شہرِ شہید و لکا تو یہ شہرِ نیاہ
قریبِ دور سے ہر زائر کی حافظِ را	مجاوری کو کھد پر ہے روحِ شیرالہ
کھد میں اے سکینہ کا شور ہوتا ہے	سکینہ کہتی ہے سدا ہمارا روتا ہے

ادھر کھد میں ترپنے لگا رسول کا لال میں جتیا ہوتا تو کرتا بہن کا استقبال	۵	اُدھر عیاں مہی بن زینبِ نجستہ خصال ندامتاری جابر کو دسی بہ رنج و ملال
	شرف ہے فاطمہ کا فاطمہ کی جانی کو پھر بھی طرف سے تو جا اسکی پیشوائی کو	
سیر حسین لئے ہاتھوں پر چلے سجاد پکار سی عابد بیکس کو زینبِ ناشاد	۶	چلا مع رفقا جابرِ نجستہ تہ ساد قدم پہ گر پڑا جابر بن مالہ و سرباد
	گلے لگا لو محب نبی یہ جا برسے یہ تربتِ شہِ مظلوم کا مجا در ہے	
گلے پہ نیل رسن کے دکھائی آفتانے جو ہم پہ ہو گیا ہم جانیں یا خدا جانے	۷	گلے لگالیا جابر کو شاو والا نے کہا کہ لوٹ لیا بھائی ہم کو اعدا نے
	سیر حسین بڑی محنتوں کر لایا ہوں دوبارہ باپ کو میں دفن کرنے آیا ہوں	
غرض دردِ حرمِ قبرِ شاہِ دیں پہ ہوا کھڑے ہوئے تھے مگر و قنات آلِ عبا	۸	مجھ پوچھنے کی جا ہے آہ و اویلا قنات روک کے عابدِ دہاں ہے تنہا
	دہاں شگافتہ اعجاز سے مزار ہوا زمین کے پردہ سے حورِ شیدا آشکار ہوا	

تن حسین سے ملحق کیا حسین کا سر لحد پہ تختہ طوبے قرینہ سے رکھ کر	۹	ہوا زمین میں گویا قرآن شمس و قمر پکائے عابد بیکس محبوب آؤ ادھر
سنبو گجش کہ اسدم رسول روتے ہیں دوبارہ دفن میرے بابا جان ہوتے ہیں		
یکہ کے رونے لگے ہائے عابد بسیار سرا نے بیٹھ کے سب فاتحہ پڑھے اکبار	۱۰	مزار شاہ غریباں جو ہو چکا تیار غرض کہ خیمہ جابر میں آئے سب دیندار
حرم نے قبر پر سامانِ اشک آہ کیا سر مزار بیا خیمہ سیاہ کیا		
سیاہ خیمہ میں اترے سیاہ پوش حرم بسکھوں فی قبر کو بالوں کو جھڑا جب	۱۱	طواف قبر کیا حلقہ باندہ کر باہم لرز لرز گئی صدمہ سے قبر شاہِ امم
لحد پہ شاہ کی مسند بچھائی زینب نے سلام کے لئے گروں جھکائی زینب نے		
پچھی کے ساتھ سکینہ نے بھی کیا مجرا مزار پر جو بچھائی ہے مسند زریا	۱۲	کہا بتاؤ تو بی بی مجھے براے خدا نکل کے قبر سے بیٹھیں گے کیا میرے بابا
کہا پچھی نے ترا پوچھنا رولا تا ہے بلا تو قبر میں بھی جا کے کوئی آتا ہے		

۱۳	پٹ کے قبر سے آواز دی دُ بانی ہے حسین بھائی ہیں ہوگی پیاسی تائی ہے	اکا بےیں سے بہن بھائی میں جانی ہے امید وار ضیافت یہ اماں جانی ہے
	نہ فرش ہو نہ مکاں ہے نہ دانہ پانی ہے سخی کے لال ہی میری میہمانی ہے	
۱۴	نکالو اترے کدے گلے لگا لو مجھے برہنہ سرہوں بہ زیر کفن چھپا لو مجھے	وطن نہ جادگی میں قبر میں بلا لو مجھے اخی بلا میں گرفتار ہوں نکالو مجھے
	تمہیں بکینہ کی خاطر سے رو نہیں سکتی قیم پروری اب مجھے ہو نہیں سکتی	
۱۵	سنو حسین سنو تم میرے سوال میں دو انہیں تو زیر قدم اپنے لئے شہ خوشخو	جو بھیجتے ہو وطن کو تو تم بھی ساتھ چلو زمین خاک شفا اک کد کی خاطر دو
	کد کے سائے میں میرا ہیں ٹھکانا ہو تمہاری پائنتی ہو اور میرا سرا نا ہو	مرثیہ ۳۱
۱	جب اربعیں کو اے حرم قتل گلہ ہیں پنہاں تھے شکل کعبہ لباس سیاہ ہیں	تاریک آسمان وزیں تھے نگاہ میں گیسو کھیلے تھے سوگ شہید الہ میں
	موت میں جو شاہزادیاں نہ نہ دھانڈ دھانڈ کے لاثر حسین رہ گئی بس کانپ کانپ کے	

یوں خاک پر پڑا تھا مرقع بتول کا	۱	اعضا جدا تھے لاشہ کر اور دست پا جدا
بے گور و بے کفن تھے شہیدانِ کر بلا	۲	کوئی کسی کی لاش چسبز کیسی نہ تھا
افنا وہ خاک پر تھا سلیمانِ فاطمہ		
چربسیریل کا تھا نہ دامانِ فاطمہ		
یوں پہلو بے حسین میں تھا لاشہ صغیر		باچھوں میں دودھ لب اپکو ٹھاکے میں تیر
وقت قضا ملا تھا جو اُسکو نہ آبِ شیر	۳	کھوئے ہوئے ہن تھا وہ رشکِ منیر
تھا سا گزراتن میں اہو سے بھرا ہوا		
اک ہاتھ تھا حسین کا اُس پر دھرا ہوا		
اکبر تھے یوں قریب شہنشاہِ نیکذات		ٹھوٹے بدن کیجے میں برجھی جگر پات
اٹھا دیں بریں میں مانے سے کی وفات	۴	نیزہ کا پھل ملا ثمر گلشنِ حیات
فرزند پاس تھے پسرِ بو تراب کے		
دو چاند پہلوؤں میں تھے اک آفتاب کے		
دولہا کی لاش اکبرِ نظام کے قریں		سعدین آسماں کا قیران تھا زریں
کنگنا کہیں تھا سہرا کہیں جوڑا تھا کہیں	۵	ناشاد و نامراد پہا رمان و دل خریں
ہری کے پھول ہیں تھوڑے زخمِ دار پر		
جس طرح کوئی پھول پڑھلے مزار پر		

۱	ماگاہ کی نگاہ حرم نے سوئے فرات	دیکھا پڑا ہے لاشہ عباس نیک ذات
۲	سینہ پہ مشک لاش کے پہاڑ میں دلو بات	ہر دم وہاں زخم سے کہتا ہر دم یہ بات
	سینہ پہ اب تلک ہے نشانی سکینہ کی	
	پر وار رنج تشنہ دہانی سکینہ کی	
۳	جس دم یہ حال گنج شہیداں نظر پڑا	بانو نے لاشہ علی صبرا اٹھایا
۴	چار در سے ہر پتھر ہموکھا ہوا دودھ باچھوٹکا	مرے کے منہ کے بوسے لئے اور یہ کہا
	تم سے بچھڑ کے میں رہی فریاد و آہ میں	
	اصغر گھوڑے تو نہیں قتل گاہ میں	
۵	عابد پدر کی لاش پہ ہونے لگے نثار	پونچھا عباس سے باپ کے زخموں کا سب عبا
۶	بولے کہ کیا ہو لاشہ اکبر سے ہمکنار	اصغر کو پیار کر چکے فرماؤ مجھ کو پیار
	قوائے غلام تمھارا نہیں ہوں میں	
	پیائے یہ دنوں بیٹے ہیں پیارا نہیں ہوں میں	
۷	دیکھیں تو آپ حال ہی کیا اس مریض کا	تن میں بخار سینے میں ہیں داغ اقربا
۸	شانوں میں ریمان کے ہیں نیل جا بجا	۹ اور زخم تازیانوں کے ہیں ثبت پر جدا
	مکمل نہیں علاج دل بیت درار کا	
	اور اس غم غم فراق شہ نادر کا	

سجاد کا یہ لوح تھا زینب کی یہ لٹاں	اک قبر کی جگہ دو بہن کو بھی بھائی جاں
پہلو تہا رچھوڑ کے جائے بہن کہاں	۱۰ سب سے حجاب ہو گا مدینہ کے درمیاں
زینب عزیز مردہ کے منہ دکھائیگی	سوے وطن نہ جائیگی زینب نہ جائیگی
سیدانیاں جو لاشوں پر دیشیں جد جدا	کوسوں تلک لڑ گیا میدان کربلا
سن سے بنی اسد کا جو قمریہ قمریہ تھا	۱۱ شکریہ شور رونے کا اک ایک نے کہا
مقتل میں داخلہ ہونا موسیٰ شاہ کا	چہلم ہے آج بھڑ رسالت پناہ کا
یاں قصد دفن شاہ جو سجاد نے کیا	زخموں سے پہلے نیزہ و پیکاں کٹو جدا
کھدنے لگی جو قبر شہنشاہ کربلا	۱۲ اک لوح نکلی اُس پر میٹھنوں تھا لکھا
نہرا گئے گیسوؤں پہ پڑی یا نہی خاک ہے	ابن ابی تراب کی قبر پاک ہے
تردیک قبلے جو لاش شہ زماں	پائین قبر زینب بیکس نے کی فغاں
دو ہاتھ ناگہاں ہوئے اُس قبر سے عیاں	سجاد روئے اور یہ حرم سننے کیا بیاں
بابا سے پیار دیکھنا خیر الا نام کے	یہ ہاتھ ہیں رسول علیہ السلام کے

پھرائی اس مزار سے عابد کو یہ ندا
رکھ دے ہمارے ہاتھوں لپٹے حسین کا

۱۴

اے نائبِ حسین ندا تجھ پہ مصطفیٰ
لاشہِ نبی کے ہاتھوں پہ عابد نے رکھ دیا

پھر عرض یہ نبی سے بجاں ملول کی
تو نا جان لو یہ امانت بتول کی

اس وقت جبریل امیں بھی تھے زوہر
حاضر تھے انبیائے سلف سب بہرہ سر

۱۵

کھوے ہوئے پر زکو کھڑے تھے مزار پر
ہمراہ ان کے فوج ملک تھی کشادہ پر

سمجھا ہے تھے حیدر و صفدر بتول کو
پڑسا ہر اک دیتا تھا دو کر رسول کو

حاضر تھی روح فاطمہ جو بسر کرتی
زہر کے نازنین سے خبر رائے میں

۱۶

رو کر زبانِ حال سے بولی وہ دل خیر
اعضا ہیں چاک جاک اذیت ہو کہیں

مرثیہ

اب حشر تک ہوئی تری مہمان فاطمہ
اے قبر تیری خاک کے قربان فاطمہ

مرثیہ ۳۲

چہلم جو کر بلا میں ہتھر کا ہو چکا
اور فاتحہ حسین کے لشکر کا ہو چکا

۱

پیوند یکسوں کو تن و سر کا ہو چکا
قبروں پہ شور آں پیر کا ہو چکا

ماتم میں تین روز ہے شور و شین سے
روے لپٹ لپٹ کے مزارِ حسین سے

مثل چراغ گورِ غریباں پُلِ جلّائے	پھولونکے ساتھ قبروں پہ نخت جگر چڑھائے
پیاز دہکی بود و باش کے سالِ جو یاد آئے	۲ بے ساتھ پکارے کھجے پکڑ کے اٹے
ہے ہے وہ پردہ دار ہمارے کہ صرگئے	
بے پردہ ہو کے آلِ نبی و رب در گئے	
قتل کے آس پاس بیڑی کی تھی زنجیر	زینب جبین لحد پہ دھرنے کرتی تھی بیاباں
۳ اے میرے کر ملائی برادر حسین جاں	ہم شیرین دن سے تمہاری ہی میہماں
اشد میری بات بھی پوچھی نہ آپ نے	
زنداں کی واردات بھی پوچھی نہ آپ نے	
رہی ہوں جو ضائع امامِ جلیل ہے	پر قابلِ ملاحظہ بازو کا نیل ہے
نے کوئی وار دس ہر نہ کوئی کفیل ہے	۴ بھائی بغیر آپ کے زینب ذیل ہے
پشت و پناہ اٹھ گیا بے خانماں ہوئی	
دیکھو یہ پشت قابلِ نزو کِ شاں ہوئی	
مر جاؤں سب قیومنکے سر پہ رہوں میں	بچپن میں لگی قید کی ایذا سہوں میں
۵ پہلانے کو تمہاری کہانی کہوں میں	مان میں نہیں کھپی ہوں تو میں ٹاپوں میں
انکا بھی داغ آج لے یا کہ کل لے	
ایسے نہیں نصیب کہ خدمت کا کھل لے	

چہرلم کر دں گی دھوم سے میں کر بلائی کا	۶	ہوگا ہجوم قبر پر ساری خدائی کا پرساں بھی یاں کوئی نہیں ہر گئی کا
چہرلم تو کر چکی میں دل انوگا ریا حسین	۷	اب دھنہ کس طرح سے ہوتا ریا حسین بٹیا بھی ادب بہن بھی ہے ناوار یا حسین
شہزادے جاں بلب ہیں چھپی شوشین سے	۸	آکر کہا بشیر نے ابن حسین سے چلئے وطن کو قبر شہ شمشقین سے
خیمہ اٹھا لحد سے شہ بے نظیر کا	۹	ڈونکا بجا حرم کے وداع اخیر کا اور سب تبرکات جناب امیر کا
تریت کے گرد اونٹ برابر کھڑے تھے		رخصت کو جمع قبر پر چھوٹے بڑے تھے

زینب پکاری کوچ کا سامان ہو گیا
اور مقبرہ حیرت کا سنان ہو گیا ۱۰
پھر شہر میرے بھائی کا دیران ہو گیا
ہو کا مقام قتل کا میدان ہو گیا

آئی مسافروں کو مرے وہ زمیں پسند

دنیا میں جس زمین کو بستی نہیں پسند

اے کر بلائے سرور دلگیر الوداع

اے قتل گاہ حضرت شبیر الوداع

اے قبریں صاحبِ تطہیر الوداع ۱۱

اے بھائی جان جاتی ہی شہر الوداع

کیا بے نصیب ہو یہ نو اسی رسول کی

تم نے مجاوری نہ ہماری قبول کی

بے آپ کے بقیع میں کس نے سجاؤنگی

نا مانا کبھی مزار پر غرت نہ پاؤنگی

گر جادوئی نجف تو ندامت اٹھاؤنگی ۱۲

پوچھیں گے سب بزرگ تو میں کیا بتاؤنگی

رخصت کیا حضور نے کیوں نہ کہاں ہوں

جادوں تو کس طرف جو رہوں تو کہاں ہوں

واں قافلہ میں نیت علی کی پکار ہے

یاں حاضر حضور یہ سینہ فگار ہے

سالار کارواں کا مجھے انتظار ہے ۱۳

کوئی جلو میں ہے نہ کوئی پردہ دار ہے

کہہ کر پھٹی پھٹی مجھے عابد بلا تے ہیں

میں کہہ رہی ہوں صبر کرو آپ تے ہیں

بھیا اٹھو کجاوے میں بھگو تہی بٹھاؤ
رکھیں قنات اکبر و عباس کو بلاؤ

۱۲

بھیا میں بے نقاب ہوں درگیرہ کو ہٹاؤ
قالی ہے گود بھائی کی اصغر کو لیتے آؤ

سردار سارے قافلہ کے آگے ہوتے ہیں

تیار کارواں ہوا اور آپ سوتے ہیں

کب سے تمہیں پکار رہی ہوں میں خستہ تن
بھیگلے لگا تو جاؤں سوئے وطن

۱۵

ہر ہے جواب بھی نہیں دیتے شہ زین
آئی نہ اسدھار و خدا کا قافلے پہن

مرثیہ

صغرا کو میری سمت سے بھی پیار کیجیو
ہر گا ثواب خاطر ہمیں ار کیجیو

مرثیہ ۳۳

جب بند و فن شاہ وطن کو حرم چلے
ہمراہ یکے قافلہ رنج و غم چلے

۱

سجاد ساتھ رائے دل کو باختر ہم چلے
زینب پکاری پیٹ کے بر بھائی ہم چلے

الفج جوتھی کمال شہ شہرین سے

روٹی لپٹ لپٹ کے فرار حسین سے

پھر سرگورکھ کے قبر پہ وہ غم کی مبتلا
یتیم اٹھو سوار کرد تم پہ میں فدا

۲

بولی کہ السلام علیک اے شہ ہدا
فرمائے وطن میں میں جا کر زندگی کیا

رہ رہ کے دھیان آتا ہر مجھ دل لعل کو

کیا جاکے منہ دکھاؤنگی قبر رسول کو

بھیا میں بن تھائے وطن کو نہ جاؤنگی مالو سے آسمان زمیں کو ہلاؤنگی	۳	بھیا میں میں قبر یہ آنسو بہاؤنگی نذر حسین پیاسوں کو پانی پلاؤنگی
سجادرہ کے کرتے تھے زینب سے یہ سخن روئے کے جان دونہ یہاں بہر دو المنن	۴	چلے پھپی خدا کے لئے اب سوئے وطن ہو ما ہے قید تم کو دوبارہ بصد سخن
یہ سکاٹھی قبر سے آخر وہ سو گوار پھر بجز وطن میں جس گھڑی سجاؤ دلفگار	۵	اک ہو دج سیاہ میں آکر ہو سوار پہلے گئی بقیعہ میں زہرا کی گلزار
امان سداؤں تم کو میں جو کچھ جہا ہو جو تھے برس میں باب پٹی خدا ہو	۶	بولی لپٹ کے قبر سے اماں دہائی ہے بھائی کو کھو کے زینب ناشاد آئی ہے
دل زندگی سے زینب مضطر کا ہٹ گیا میں دیکھتی رہی سر شہبیر کٹ گیا		پردیس میں حسین سے زینب جدا ہو امان حسین مر گئے میں بے ردا ہو

اماں تہا لال کو کیا کیا نہ غم ہوئے مردہ پہ میرے بھائی کے تازہ ستم ہوئے	لاش کے ہاتھ انگوٹھی کی خاطر قلم ہوئے پامال لاش ہو گئی براہِ دم ہوئے
گواہ سکنہ کے بھی اماں سے ہر شمرنے ڈرتے ہماری پشت پہ اماں سے ہر شمرنے	
اماں تیرے مریض کو قیدی بنایا تھا کاٹھوں پہ ننگے پاؤں عدو نے پھرایا تھا	طوق گراں بنجاریں اسکو پہنایا تھا اماں سوائے شکر نہیں لب ہلایا تھا
بلوایا تھا زید نے دربارِ عام میں اماں سکنہ مرگئی زندانِ شام میں	
اے اماں ایک سی میں بندھوایا تھا ہمیں طرشت میں حسین کا دکھلایا تھا ہمیں	اوشو کنی ننگی پشت پہ بٹھلایا تھا ہمیں عابد کو دسے مار کے روایا تھا ہمیں
حیرت ہے کیوں نہ ریتِ ناشاد مرگئی اماں میں سر کھلے ہوئے شیریں گھر گئی	
اماں گئی میں جب در کوفہ پہ بے ردا تب ہنکے شمرنے سر پر خون سی کہا	دیکھا تو ایک سر پہ شکتا بصد ضیا پڑسا بہن کو دیکھے اے خاصہ خدا
بوجھا جو میں نے حال کہا غم کا ماسا ہے مسلم ہے ام اور یہ بھائی تمہارا ہے	

آئی صد یہ سر سے کہ دلگیر السلام	۱۱	اے یادگارِ صاحبِ تطہیر السلام
امت نے خوب کی تری توقیر السلام	۱۱	اے بے رواجین کی ہمیشہ السلام
کس ہنستے میں کہوں کہ ہوں بھائی حسین کا		
خادم حضور کا ہوں فدائی حسین کا		
اماں یمن کے بیوہوں میں محشر بپا ہوا		نوکِ سناں پہ بھائی کا سر کاٹنے لگا
آئی سر بریدہ شہر سے صد	۱۲	اے میرے ایلچی تری غربت کے میں فدا
مرنے کے بعد لاش کو رنج و محن دیا		
ہے تمھیں کسی نے نہ گور و کفن دیا		
اماں پھر کے کوفہ میں پھر ہم کو کوجو		سرننگے سوئے شام ہیں لے چلے عدد
پہونچے جو شہر شام میں ہم کشادہ ہو	۱۳	بازاریوں میں شور یہ ہوتا تھا چار سو
بیٹی علی کی زینب دلگیر آئی ہے		
دیکھو چلو حسین کی ہمیشہ آئی ہے		
اماں میں سر کھلے ہوئے بازار میں گئی		اماں میں پھر نرید کے دربار میں گئی
بیٹی علی کی مجلسِ غذا میں گئی	۱۴	عزت نبی کی بزمِ ستم گار میں گئی
ہے مجھے سیرنج کا ساں نظر پڑا		
بھائی کا سر لگن میں درخشاں نظر پڑا		

اماں میں کیا بیاں کردں بزمِ عدو کا حال		تھا تخت پر یزید کا چہرہ خوشی سے لال
ملشِ طلا میں تھا سرِ سلطانِ خوشحال	۱۵	اور سامنے کھڑی ہوئی قتی فاطمہ کی آل
		بازو تھے ریمانِ ستم میں کسے ہوئے
		بارہ گلے تھے ایک سن میں بندھے ہوئے
انگاہِ اک قیامت کبرا بپا ہوئی		بیٹھی ہوئی قتی تخت پہ بیٹی یزید کی
دیکھا سیکھنے کو تو کہا باب سے یہی	۱۶	کھلا اور سی اسکے گلے سے ابھی ابھی
		اس لڑکی کو میں زندگی اطاعت کی واسطے
		نوندی ضرور چاہئے خدمت کی واسطے
یمن کو اٹھ کھڑا ہوا تب ستم بے حیا		آیا رس کے کھولنے کو بانہی جفا
رد کر سیکھنے نے سرِ شبیر سے کہا	۱۷	بابا دو ہائی مجھ کو بچاؤ پئے خدا
		اس دم بدن سی جان میری نکل جاتی ہے
		بیٹی یزید کی مجھے نوندی بناتی ہے
مڑ پا لگن میں تب سرِ شبیر نامور		ہے ہے سیکھنے کہکے گرا رو سے خاک پر
عابد نے تب شقی سے کہا یوں پکار کر	۱۸	میری بہن کو نوندی بنائے گا بدگھر
		لایق کنیزی کے نہیں یہ بھوکی پیاسی ہے
		پوتی ہے فاطمہ کی نبی کی نواسی ہے
مرثیہ		مرثیہ

مسافرانِ مصیبت وطن میں آتے ہیں بجائے اشک و آنکھوں سے خوں بہاتے ہیں	۱	سفر سے آتے ہیں ہونگات آہ لاتے ہیں اٹھا کے ہاتھ مدینہ کو یہ سناتے ہیں
		ٹٹکے آئے ہیں زہرا کے سب گھرانے کو نہ کر قبول تو ہم بکسوں کے آنے کو
مدینہ ہم ترے والی کو آئے ہیں کھو کر مدینہ کو ذہ میں سرننگے ہم پھرے درد	۲	مدینہ گردنِ شبیر پر چلا خبر مدینہ دروغ رسن ہیں ہمارے شانوں پر
		ہم آئے زندہ پہ زہرا کا نور عین نہیں مدینہ اکبر و قاسم نہیں حسین نہیں
ہلی زمین مدینہ کی اس گھڑی پہم گلے میں مثالِ غزا والدی بیدہ غم	۳	کیا بشیر کو سجاد نے طلب اُسد اور اسکے ہاتھ میں رو کر دیا سیاہ علم
		کہا کہ جا نہیں گولپنے مٹہ دکھانے کی مگر وطن میں خبر کرے میرے آنے کی
چلا بشیر یہ دیتا ہوا خبر ہر جا کہ اک مرلیفہ سرِ راہ ہے کھڑی تنہا	۴	مگر محلہ ہاشم میں دیکھتا ہوں کیا جو نام پوچھا تو رد کے بولی وہ صغرا
		بشیر کہنے لگا کیوں تو شور و فین میں ہے کہا یہ حال مرا وقتِ حسین میں ہے

کھڑی ہوں منتظر اکبر کے دیکھوں کہ آئے	میں گھر سے نکلی ہوں شاید کہ قاصد آجائے
خدا کہیں میرے پچھڑ کو خیر سے لائے	۵ کہ یہ مرثیہ لب گورہ ہے شفا پائے
کوئی پدر کی خبر لائی پاؤں پرتی ہوں	جدا بیچ سے ہوں اٹریاں گزرتی ہوں
بشیر بھجایا بہت حسین ہے صفرا	خموش رہ گیا صفرا کے منہ پہ کچھ نہ کہا
پکاری فاطمہ گردن میں دیکھ شال عزا	۶ تو بھائی لایا ہر کس کی سانی بھکوسنا
وہ بولا قاصد بیمار کر بلا ہوں میں	سانی قبر پیر پہ لے چلا ہوں میں
وہ بولی رورو کے بھائی یہ کیا سنا ہے	وہ کون ہے جسے بیمار تو بتاتا ہے
سانی کی ہر یہ بھکو ہول آتا ہے	۷ کہ مصطفیٰ کی کھد سے تو کہنے جاتا ہے
عامر بھینک کے اُس نے کہا دو ہائی ہے	تیسے حسین کی صفرا سانی آئی ہے
نہیں یہ ہائے پدر کے گر پڑی صفرا	خبر یہ پھیلی تو ماتم ہر ایک گھر میں ہوا
تام عورتیں نکلیں گھر وں سے کرتیں بکا	۸ نبی کی قبر پہ جا کر بشیر نے یہ کہا
سفر سے لٹ کے ادھر بھوکے سیان آئیں	اٹھو رول تمہاری نواسیاں آئیں

<p>بشیر کہتا ہر دانش روز نہ کانپ گیا ادھر میں پہڑ پڑتی تھی فاطمہ صغرا</p>	<p>سجدی مالہ ہوا وحسین کا پیدا زنان ہاشمیہ نے وہاں ہجوم کہا</p>
<p>ہلا کے شانہ کہا شاہ شہر قس کے اٹھو حسین کی عاشق اٹھو حسین آئے</p>	<p>وہ آنکھیں کھولے بولی کہ مر گئے بابا بہن حسین کی سرتنگی دیتی تھی یہ صدا</p>
<p>نہ مردہ اور نہ تابوت انھی کا لائی ہوں مدینہ والوں میں کھائی کو کھو کے آئی ہوں</p>	<p>کہ اس میں قافلہ کر بلا بھی آپھونچا حسین جب سے موئے میں تو نہ نہیں ڈھانچا</p>
<p>مرے حضور تھا خلق حسین پر خنجر کفن نہ دی سکی بھائی کو میں ہوں خواہر</p>	<p>شہید ہو گیا ہم شکل مصطفیٰ اکبر خدا گواہ کہ سر پر مرے نہ تھی چادر</p>
<p>زمین گرم پہ بھائی کی لاش تنہا تھی حسین جانتے تھے میں اسیر اعدا تھی</p>	<p>یہ کہلے آگے برسی زینب جہتہ صفات وئے ہوئے ہیں کئی بی بیان غل میں ہاتھ</p>
<p>تو دیکھا دور سے صغرا کو اس طرح ہبیات گئی نہ سامنے صغرا کے زینب خوش فہات</p>	<p>کبھی تو قافلہ کر پیچھے آ کے چھپتی تھی کبھی رسول کے روضہ میں جا کے چھپتی تھی</p>

<p>گلے لپٹ کے پکاری پد رکا پر سادو ۱۳ غریز ہو گئے سب ندیہ شہ خوشخو</p>	<p>نبی کی قبر پہ صغرائے پایا زینب کو وہ بولی سارے عزیزوں کا مجھے پر سادو</p>
<p>تو جانتی ہے کہ بابا نقطہ موا صغرا شہید تیر سے اصغر ملک ہوا صغرا</p>	
<p>کہ ایک شیشہ کو لے آئیں ام سلمہ آہ ۱۴ حرم نے منہ پہ ملا وہ ابو بجال تباہ</p>	<p>ابھی یہ کہتی تھی زینب نہ مالہ جانکاہ بھرا ہوا تھا اہوسے وہ شیشہ سب دانش</p>
<p>فغان و آہ کے نعرے بلند ہونے لگے بٹھا کے سچ میں صغرا کو سب رونے لگے</p>	<p>مرثیہ</p>
<p>دان آبد اکبر کے گنا کرتی تھی صغرا ۱ زہرا کی لحد سے یہ کہا کرتی تھی صغرا</p>	<p>تعبیر کی وقت میں لکا کرتی تھی صغرا جینے کی رحمت کی دعا کرتی تھی صغرا</p>
<p>بیمار کو بکیں کو سیحاسے ملاو صدقہ گئی وادی مجھے بابا سے ملاو</p>	
<p>دادا کیلئے پوتی کی مشکل کو آساں ۲ آبیٹھو سرانے مرے مرقد کو کوئی آن</p>	<p>بی بی میں تمہاری لحد پاک کے قبراں پردیس میں بابا ہی لبوں پر ہے میرجاں</p>
<p>لو تم تو بلائیں میری ہاتھوں کو بڑھا کر میں دلوں تمہیں دل کو دھڑکنے کو دکھا کر</p>	

جب مرتد زہرا سے یہ کہتی تھی وہ دکھیا دادی ہر کہان جس پر یہ تو کہتی ہے صغرا	ہوتی تھی صدا قبر میسر سے یہ پیدا شیر کے ہمراہ لحد سے گئی زہرا
روتا ہے تری دادی کو لاشہ پیر کے ایسی شہیر کا چالیسواں کر کے	
شکر یہ صدا ہوتی تھی بیہوش وہ بیار نراتی تھی عباس کی مادر بھی بہت پیار	اسلمہ چھاتی سے پشائی تھی ہر بار تھامبر زاد کے دل پر صبر کو زہار
کہتی تھی کہ جاں نذر پر کرتی ہوں گو نکر کفن و گور کرو مرقی ہوں لوگو	
اس طرح سے اب دادی صادق زہر لکھا پر دیسوں کا نام و پیغام نہ پہنچا	تشویش میں سب چاند محرم کا بھی گزرا اک لڑکی نے اگر کہا اگر دوز کہ صغرا
کیا روتی ہے دلشاد ہو با با ترا آیا اسے غافلہ بیمار کیا ترا آیا	
اسلمہ منہستی ہوئی آئی پھر اس جا اب تو میرے کہن کا یقیں تم کو پڑیگا	بولی کہ حسین آئے مبارک تمہیں صغرا میں تم سے نہ کہتی تھی ہیں آئے شہ والا
جاں اپنی عبت تم نے یہاں والی ہو غم میں اب تم میں نہیں اٹھنے کی طاقت ہو کہ ہم میں	

پھر بانڈوں کو تھام کے پکیس کو اٹھایا	اور مادر عباس کو بھی پاس لایا
بیار کو دروازے پہ لیجا کے بٹھایا	۷ صفر کو مدینہ میں تلاطم فطرت آیا
دیکھا کہ ہم کوچوں میں مچھوٹے تھے	سب آمد شیر کے مشتاق کھڑے ہیں
اک غول ہوا دور سے ناگاہ نمودار	تھی جس میں صدائے حسنا کی ہر کیا
اس غول کے حلقہ میں شیر جگر افکار	۸ یہ کہتا ہوا آتا ہے رورو کے بتکرار
اے اہل وطن چین سر کیا بیٹھے ہو گھر	گھر لٹ گیا احمد کے نواسے کا سفر
اب نہر میں کیا بیٹھے ہو دروازے پہ جاؤ	۹ زینب نہیں اتنی یہاں تم جا کے لے آؤ
میت کر قدموں پہ گرد قسیم دلاؤ	جس طرح بنے خواہر شہبیز کو لاؤ
وہ کہتی ہے بھائی میرا مارا گیارن میں	بے راستی میں ہو کے نہ جاؤنگی وطن میں
یہ سنتے ہی غش ہو گئی صغرا جگر افکار	۱۰ اتنے میں ہوے اونٹ عمار سی کے نمودار
اک اونٹ کو تھامے ہوئے تھے عابد بیار	کرتے ہیں ہر اک شخص سر رو کے یقینار
اس اونٹ سے ملکر نہ چلو بے ادبی ہے	یا شہر بانوئے حسین ابن علی ہے

ہر دم یہ عماری سے صدا ہوتی تھی پیدا

اس دنٹ کی پہلو سے ملا ایک شتر تھا

۱۱

یہ رائد ہو آئی ہریا حضرت زہرا

اور چ بھی سیاس کا تو پردہ بھی تھا کالا

دیتی تھی صدا صاحب ہودج ہی ہو کر

فریاد بہن آئی ہے بن بھائی کی ہو کر

ناگہ شتر بانو سے منہ مہ گیا تھم

اس بھڑ کو سر کاڑک رکنا ہو سزا دم

۱۲

تجاد کو محل سے پکاری رہے بعد غم

روضہ پہ پیمبر کے مجھے لئے چلو اس دم

کیا وجہ سواری میری اس جا جو کھڑی ہے

بولا کوئی صغریاں یہ ہوش پڑی ہے

بانو نے کہا لوگو مرا دنٹ بھٹسا دو

دل دھونڈ رہا ہے میری صغرا کو دکھا

۱۳

بچھری ہوئی بچی کو گلے میرے لگا دو

عابد تھیں پردہ میری محل کا اٹھا دو

میں سنتی ہوں آواز مجھے دیتی ہے صغرا

تم کہہ دو بلا میں تری ماں لیتی ہے صغرا

پھر ہاتھ سے خود پردہ محل کو اٹھایا

گھر دیکھ کے خالی یہ بعد شور سنایا

۱۴

دروانی سے یہ صغرا کو تڑپتا ہوا پایا

اے گھر ترے صاحب نے تو بنگل کو بسایا

ٹوٹا گیا گلزار نبی تین پہ سہریں

اے گھر ترے دارث کو میں کھو آئی سفر میں

اور محل و ہوج سرور وازہ لگائے		القصد شتر بانوں نڈوان ڈٹ بٹھائے
سجاد پکائے نہ یہاں اب کوئی آئے	۱۵	بانو جو اترنے لگی گردن کو جھکائے
بیوہ شہ بے سر کی اترتی ہے مجھو		
اور علی اکبر کی اترتی ہے مجھو		
اور واسطے پردے کے لگیں روکنے چادر		کچھ عورتیں بدلتی ہیں ان میں کھلے سر
جس سے مرا پردہ تھا چلا اُس پہ خوشخبر	۱۶	دل بانو کا بھرا یا لگی کہنے یہ رد کر
بے وارثی ہوں بیوہ و غموم و خزیں ہوں		
پردہ نہ کرو پردہ کے قابل میں نہیں ہوں		
منہ کر کے سوئے کرب و بلا تب یہ پکاری		زینب کے اترنے کی وہاں آئی جو باری
تم آگے آنا تو بہن اترے تمہاری	۱۷	اے بھائی کہاں ہو میں تمہارے لگئی داری
ہو دور مگر صاحب اعجاز بڑے ہو		
آؤ یہاں در ردک کچھا در کو کھڑے ہو		
خواہ ترے ہمراہ یہاں آیا ہے بھائی		زینب کو صدارت برادر کی یہ آئی
تم شوق سے اترو اسد اللہ کی جانی	۱۸	موجود یہاں روح شہ کرب و بلائی
سب جانتے ہیں صاحب عصمت تو بڑی ہو		
مادر میری روکے ہوئے چادر کو کھڑی ہو		

سر پٹے اور تری شہہ مظلوم کی خواہر
 ۱۹ فصد نے کیا فرش سیہ بادل مضطر
 داخل ہوئے سب اہل حرم گھر میں گھلا سہ
 سرنگے حرم مٹیہ گئے آگے برابر

اُس فرش پہ تو قافلہ اہل عزاتھا

اور سامنے ٹوٹا ہوا اسباب پڑا تھا

صغرا کو لے گود میں عباس کی مادر
 ۲۰ چپکے سے کہا روتی ہو کیوں زینب مضطر
 زینب کے قسریں آنکھیں بھی وہ زمیں پر
 صغرا کو تسلی دو کہ مرقی ہر یہ دستر

جس وقت سے حال اپنی مٹی کا تھا ہے

کچھ منہ سے نہیں بولتی سکتا سا ہوا ہے

وطن میں قافلہ کر بلا کی آید ہے
 ۱ یتیم سرور گلگوں قبا کی آمد ہے
 سواری حرم مصطفیٰ کی آید ہے
 غریب و بیکس و بے آشنا کی آمد ہے

تمام شہر ہے شایق علی کے پیاروں کا

نبی کے روضہ پہ مجمع ہے دوستداروں کا

سنا تھا جب سہ آتے ہیں سید اکرم
 ۲ کبھی تو جھکتی تھی سجدہ میں وہ بدیدہ غم
 خوشی سرفاطی صغرا کا تھا عجب عالم
 کبھی کہتی تھی کیوں زانی جان جی گویا ہم

وطن میں آج شہہ مشرقین آتے ہیں

چلو چلو میرے بابا حسین آتے ہیں

اُمّی بہنتے ہی ام البنین بشوق تمام سنا یہ شور کہ لو آئے شاہِ عرشِ مقام	گئیں جو متصلِ روضہ رسولِ امام نظر وہ آتا ہے دیکھو نشانِ فوجِ امام
	بڑے شکوہ سے حیدر کا یاد گار آیا علم لئے ہوئے عباس نامدار آیا
پکاری کھٹے سچلا کو تب ایک زین پر سر اپنے پٹتے آتے ہیں سب صغیر و کبیر	نہ غل کرو کہ مرا حال غم سے ہر تغیر یقین یہ ہے کہ نہیں آئے حضرت شبیر
	نہ وہ رفیق نہ وہ بھائی بند آتے ہیں جھکائے گردنیں کوئل سمند آتے ہیں
ہوایہ سنتے ہی ام البنین کے دل کتب بڑی یہ کہہ کے جو وہ زوجہ امیر عرب	اٹھا کے ہاتھ کہا خیر کچھو یا رب نظر پڑائے گھوڑا پسرا کا اے غضب
	ہو مخلق سے پاس کے جانہ سکتی تھی بندھا تھا زین سے علم شکاک لٹکتی تھی
یہ نوحہ پڑھتا تھا گھوڑے کے آگے آگے شیر گلے پہ دبیز ہرا کے چل گئی شمشیر	دینہ لٹ گیا جنگل میں مر گئے شبیر کیا شہیدِ عرب الوطن کو بے تقصیر
	پڑا باجو زمیں پر یہ اسکا جامہ ہے کفن ملا جسے اس کا یہ عمامہ ہے

یہ حال شکے زن مرد خاک اڑاتے تھے	سر و کپٹیکے آنکھوں سے خوں بہاتے تھے
اما زار دے کے ناتے سے لپٹے جاتے تھے	عمار یوں میں خرم سر ٹپکتے آتے تھے
نبی کے روضہ پہ جسم وہ کاروان ہونچا	فغان و آہ کا غل تا بہ آسماں بھونچا
ٹھکانے ماتہ کو سجاداتواں اترے	عصا کو تھام کے با چشم حوں نشان اترے
قریب مرقد سلطان انس و جان اترے	اور اہل بیت یہ کرتے ہوئے تھاں اترے
ہوئی غریبوں پہ بیدار رسول اللہ	حسین مر گئے مستر یادیا رسول اللہ
ہوا جو روضہ میں خل وہ قافلہ ناگاہ	اگرے فرار مبارک پہ عابد زومی جاہ
اٹھا کے ہاتھ پہ فریاد کی بہ نال و آہ	تباہی آگئی ہم بکیوں پہ یا جد آہ
یتیم ہو کے یہ ناشاد کام آیا ہے	پدر کو کھو کے وطن میں غلام آیا ہے
بڑا ستم کیا است نے یا رسول زین	کیا حضور کے پیار و نکو ذبح تشنہ دہن
رہا نساں پہ سرپاک اور زمیں پہ بدن	لٹے ہم ایسے کہ بابا کو دیکے نہ کفن
نہ دن کو قہقی ہمیں راحت نہ چین راتوں کو	جکڑ دیا تھا رسن سے ہمارے ہاتھوں کو

گئی لحد پہ پھر اس طرح زینب محزوں اور ایک ہاتھ میں حضرت کا جامہ گلگوں	کہ ایک ہاتھ میں شہ کا جامہ پرخوں ۱۱ زبان پہ مرثیہ جس کا یہ جانگر افسوں
	یزید سے ہمیں ٹوٹا دو ہائی ہے نانا بہن شہید کی مجھ سے کو آئی ہے نانا
حسین بھائی کو ہم کربلا میں چھوڑ آئے ۱۲ قہم فاطمہ کو نینوا میں چھوڑ آئے	علی کے لال کو دشت بلامیں چھوڑ آئے ۱۲ مہارے چاند کو خاکِ شفا میں چھوڑ آئے
	یہ بعد قتل عجب فقرہ پڑا نانا گڑا بدن کہیں اور سر کہیں گڑا نانا
ماہوی سین کے مرنے سے در بدر زینب کئی مہینے رہی قید نوحہ کر زینب	گئی یزید کی مجلس میں ننگے سر زینب ۱۳ یہ سخت جاں بحق کہ جیتی پھری ادھر زینب
	درم ہے شانوں پہ دھتے ہیں استخوان نانا یہ میرے بازو پہ رسی کے ہیں نشان نانا
یہ کہے قبر پہ رکھ دی وہ خوں بھری پٹا ضرع ہلنے لگی تھر تھرائی تربت پاک	کفن میں ہو گئے بے چین سیدِ دولاک ۱۴ زمیں زر گئی جنبش میں آگئے افلاک
	بنی کے رونے کی آواز صاف آتی تھی صدائے سینہ زنی آسماں پہ جاتی تھی

بیاتھایاں تو ابھی ماتمِ شہ ابرار ۱۵ سنبھالیں فاطمہ صغرا کو عورتیں دوچار	کہ اک قیامت کبریٰ عیاں ہوئی اکبار منہ اپنا پٹیتے داخل ہویں بحالتِ زار
	پکارتی تھی شہِ مشرقین کو مارا یہ کیا غضب ہوا کس فی حسین کو مارا
سنی جو رائے دس نے ماتم کے جوش میں ۱۶ ہوا یہ شور کہ ہے بہ شہید تیغ جہنا	بچھاڑیں کھانے لگیں خاک پر بدر دیکا تڑپ تڑپ کے پکاری یہ فاطمہ صغرا
	دکھائی دیتا ہے سب گھر شاہو لوگو ارے پدر میرا تم میں کی کیا ہوا لوگو
نشانِ حیدر کرار کیوں نہیں آیا ۱۷ ہمارا لک و متحار کیوں نہیں آیا	امام بکس دے یار کیوں نہیں آیا تمہارا قافلہ سالار کیوں نہیں آیا
	بتاؤ چھاؤنی کس بن میں چھائی بابا نے بتاؤ کونسی بستی بسائی بابا نے
کہاں ہے صاحبو بھیا میرے علی اکبر ۱۸ کہاں ہیں عون و محمد بچپی کے نختِ جگر	کہاں ہے چھوٹا مسافر مرا علی اصغر بتاؤ قاسم و عباس نامور ہیں کدھر
	قریب مرگ ہوں غم سے میں خستہ تن لوگو کہاں ہے بالی سکیں مری بہن لوگو

ہماری یہ کوٹ کے چھاتی کو مانوئے ماشاد		جگر خراش ہو بی بی حسین کی روداد
میں مائٹ ہو گئی زہرا کا گھر ہوا براد	۱۹	ہا نہ کنبہ میں باقی کوئی بجز سجاد
عجیب حادثہ ہم پر گزر گیا صغدا		
پس بھی مر گئے وارث بھی مر گیا صغدا		
سناں کہیں سے گئی جان میرے اکبر کی		چھدی خدنگ سر تنھی سی گردن صغدا کی
چلی گئے پتہ دیں کے دہار خنجر کی	۲۰	صفائی ہو گئی اک دوپہر میں گھر کی
مرثیہ		میں شہر شام ملک تنگے سر گئی بی بی
		سیکنہ قید میں گھٹ گھٹ کے مر گئی بی بی
جب زائران شاہِ عربیہ لوطن بھیے		یعنی سوئے وطن حرمِ بختن بھیے
اک دست تحفہ لیکے نشان رسن بھیے	۱	غل تھا کہ اہل بیت حسین حسن بھیے
ستر دو تن کو زیر زمیں سوئے آئے ہیں		
کچھ صرے خاک پاک کے ہمراہ لائے ہیں		
اسباب سب لٹا ہوا خیمہ جلا ہوا		اور زمین ذوا بجناح لہو سے بھرا ہوا
منہ پر غبارِ گنج شہیداں لگا ہوا	۲	دامان ماتمی کفنی کا پھٹا ہوا
بچے بھی کوزے پانی کے ہاتھ نہیں لیتے ہیں		
پیتے نہیں میں فاتحہ صغدا کا دیتے ہیں		

فلقہ وہی ہر پائیں ہی ہے وہی بکا جب آنسو خشک ہو گئے کچھ پانی پی لیا	۳	اُنکو ہر ایک شہر و بیاباں ہے کر بلا سو یہ بھی اسلئے ہے کہ ہو قوتِ غزا
دنیا سے رزق اٹھ گیا غم کھانا رہ گیا پانی گلے سے اتر اتر آکھو نسے یہ گیا	۴	
ناگ گزار قافلہ کا شہر میں ہوا آواز تیز گامی اسپاں وہی بپا	۴	اور شکر بشیر میں نقارہ بھی بجا ہمسائیوں کو فاطمہ صغرانے دی صدا
لوگو سواری آتی ہے کس بادشاہ کی سب نے کہا کہ سبط رسالت پناہ کی	۵	
یوں تندرست ہو گئی وہ شکے خیر پھر تو ہر ایک کی دیو تھی گویا دہ خوش سیر	۵	بیمار جیسے شاد ہو پر ہیز تو ٹوڑ کر آئے حین سر دہوی آتش جگر
اب خون ہو مرض کا نہ شوقِ علاج ہے حالِ پدر کا شہوت ویدار آج ہے	۶	
اتنے میں اتم ہا نیہ اُس دم فلک وقار اسم نہیں کے ساتھ دہاں آئی ایک بار	۶	سر پر قصا بہ پاؤں میں مونے بھی آتش کا صغرا سے پوچھا اب تو نہ ہو گا تمہیں بخار
غل ہے کہ زینب آتی ہے تبیر آتے ہیں چلتی ہو تم بھی ہم تو انھیں لہنی جاتے ہیں	۷	

وہ بولی پیشوائی کو موجود ہوں مگر	۷	ہے قصہ چھپ ہوں کسی گوشہ میں کر
اکبر تلاش میں پھیریں آواز دیں پیر		۸
ام لہنیں پکاری نہ واری نہ یں کہاں		۹
انقصہ سب کے ساتھ وہ خوش خوش ہوئی ل		۱۰
ہر سمت اتر دھام عرب کا یہ حال ہے		
پیک نگاہ کا بھی گزرنا محال ہے		
ام البنیں نے پایا جو بلوہ میانِ راہ		
اور شہر میں شروع ہوئی آمدِ سیاہ		
برپا تھی ہر قدم پہ صدا شور دین کی		
غل واؤ بیح کا تو ندادا حسین کی		
اک مرتبہ مردوں پہ پرے مرد زنج کھتا		
صغرنے پوچھا دادی یہ کیسی ہو واردات		
ہے مسافروں پہ مرے کیا گزر گئی		
پوچھو تو ان سے فوج حسینی کدھر گئی		

آخر نہ رہ سکی سونے لشکر یہ دی ندیا اکبر کے پائے نام ہے تم لوگوں کا پیرا	۱۱	تم کر بلا میں تازہ ملازم ہوئے ہو کیا بائے کہو گروہ حسینی کہساں رہا
بتلاؤ مومنوں میں ہوں پیاری حسین کی اب کتنی دور ہوگی سواری حسین کی		
سب نے کہا تو بنت امام غیور ہے جو حادثہ ہے آج وہ تیرے حضور ہے	۱۲	انکھوں سے دیکھ پوچھنا اب کیا فروغ ہے سب قافلہ قریب ہے سالار دو ہے
آگاہ اہل بیت ہیں حال امام سے سیدانیوں کے ساتھ ہم آئے ہیں شام سے		
ناگاہ آیا تیدل کا غول ننگے سر آگے علم لئے ہوئے اک طفل بے پدر	۱۳	دامان بن کر توں کے تھو چاک سرسبز ہاتھ کے نیل چاند سی سینہ پہ جلوہ گر
مشکینہ سکینہ علم میں بندھا ہوا اک تیرا س میں ہر گواہی لگا ہوا		
زیر نشان پڑھتے تھے لوح ہر اک ہدم غم سے لرزے لگتا تھا جب بچہ علم	۱۴	ہاتھ میں پیاسے کا کرتے تھے دمدم پڑھتے تھے آگے صاحب ہاتھ چشم غم
فارغ جوا تم شہ دالا سے ہوتے ہیں پھر کیکے ہائے حضرت عباس روتے ہیں		

ام البنیں نے نام جو عباس کا سنا	آنکھوں نے نورینہ سے دل ہو گیا جدا
صغیر کو ام تہلہ کی آغوش میں دیا	۱۵ بولی میں بڑھکے پوچھوں تو یہ جرا ہے کیا
انقلب ہے انے بوطینی کی خبر ملے	کس کے یتیم آتے ہیں پانگے سر کھلے
یہ کہے چند گام بڑھی وہ بصد بکا	کانہ صے چس یتیم کے تھا وہ علم دھرا
حیرت سے اس غریب کا منہ دیکھا خوب سا	۱۶ بنیائی جا چکی تھی نہ پہچانا مطلقا
پوچھا کہ یہ نشان تجھے کب عطا ہوا	اے حال علم میرا عباس کیا ہوا
تسلیم کر کے بولا وہ محصورم نیکذات	دریا پر شیر آپ کا سویا گنا کے ہاتھ
اٹھتا نہ تھا میں قبر سے انجی لب فرات	۱۷ دیکر علم سیکھنے آئی ہے اپنے ساتھ
عباس کا پسروں بھتیجا امام کا	داومی غلام ہوں میں تمہارا غلام کا
یہ نوحہ تھا کہ عابد عالی مقام آئے	غل ٹر گیا حسین علیہ السلام آئے
لو کر ملائی آئے سفر سے امام آئے	۱۸ وہ ناقوں پر مجا در خیر الانام آئے
دشمنو پیشوائی اہل حرم کرو	صفا اٹھو زیارت مشاہد اہم کرو

